مثالی ازدواجی زندگی کے سنہری اصول

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ



کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

مثالی ازدواجی زندگی کے سنہری اصول
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مثالی ازدواجی زندگی کے سنہری اصول

از افادات

محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

ناشر

کتب خانہ نعیمیہ دیوبند یوپی

Phone: 01336 (O) 223294, (R) 224556, 222491
Fax: 01336 222491

تفصیلات

بارِاول : فروری ۲۰۰۶ء

ناشر : کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

مطبع : بی۔کے۔آفسیٹ پریس، دیوبند

قیمت :

﴿ملنے کا پتہ﴾

قرأت اکیڈمی، ترکیسر، سورت (گجرات)

کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

فون: (آفس) 223294 (رہائش) 224556

فیکس فون: 01336-222491

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

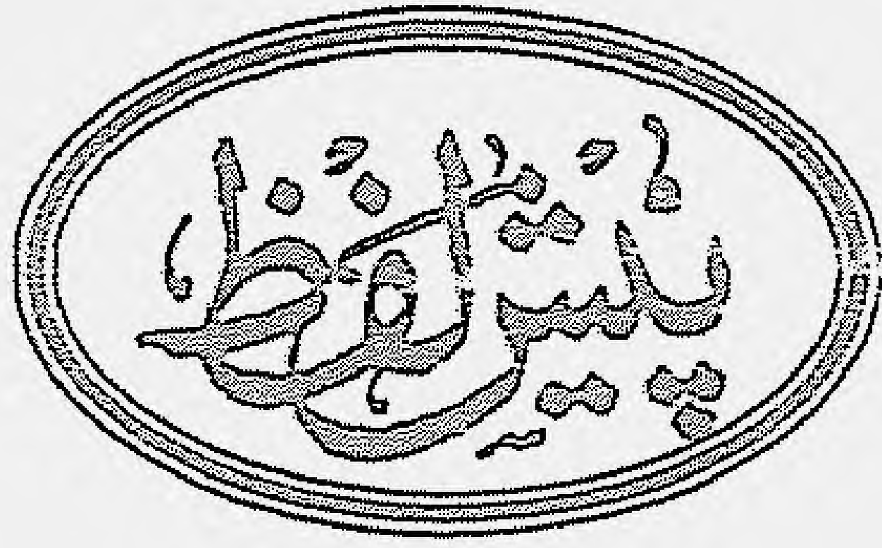
ومن آياته أن خلق لكم من أنفسكم أزواجا لتسكنوا إليها

١٤١١ھ

اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تم میں سے جوڑے بنائے تا کہ تم ان سے سکون حاصل کرو

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
6.13	عورت اپنے اندر صبر وتحمل پیدا کرے........................	228
6.14	کفایت شعاری اختیار کرے........................	229
6.15	عورت کو چاہیے کہ ہر حال میں شوہر کا ساتھ دے........................	230
6.16	جب نیک بنیں گے تب ایک بنیں گے........................	231
6.17	عورتوں میں بات کا بتنگڑ بنانے کی بری عادت........................	232
6.18	خاوند کی ناشکری نہ کرے........................	233
6.19	خاوند کے سامنے ہر وقت تروتازہ رہے........................	234
6.20	مرد کی پٹڑی کیوں بدل جاتی ہے........................	235
6.21	شوہر کی بے رخی کا علاج خود بیوی نے کرنا ہے........................	236
6.22	برموقع اور برمحل بات شوہر کے دل کو متاثر کرتی ہے........................	237
6.23	الوداع اور استقبال کے لمحات........................	240
6.24	شوہر کو گھائل کرنے کیلئے بیوی کے چند ہتھیار........................	241
6.25	آنکھوں کا ہتھیار........................	241
6.26	باتوں کا ہتھیار........................	242
6.27	خوشبو کا استعمال........................	243
6.28	محبت بھرا بوسہ........................	244
6.29	اداؤں کے تعویذ........................	244
6.30	خاوند کی تعریف کرنا صحابیات کی سنت ہے........................	245
6.31	خاوند کی ضرورت پوری کرنے سے انکار نہ کریں........................	247
7	جنتی عورت......شوہر کی فرمانبردار	249
7.1	جنتی عورت کون؟........................	251
7.2	جنتی عورت کی تین نشانیاں........................	252



جب کوئی عورت اور مرد شرعی گواہان کے روبرو ایجاب وقبول کر لیتے ہیں تو دینی نکتہ نظر سے وہ میاں اور بیوی بن جاتے ہیں۔ گویا ایک فیملی یونٹ تشکیل پا جاتا ہے۔ اب دیکھنے میں تو یہ فقط دو بندوں کا ملاپ ہے اور معمول کی کاروائی ہے۔لیکن ذرا گہری نظر سے دیکھا جائے تو دو بندوں کا یہ ساتھ، ایک عہد، ایک زمانے کی بنیاد ہوتا ہے۔ اگر تو دونوں میاں بیوی شریعت وسنت کا خیال رکھتے ہوئے ایک دوسرے کے حقوق کی پاسداری کرتے ہیں تو محبت ویگانگت کی ایسی فضا پیدا ہوتی ہے کہ نہ صرف ان کی اپنی زندگی مسرت وشادمانی سے بھرپور ہوتی ہے بلکہ ان کی اولاد پر بھی اس کے مثبت اثرات ظاہر ہوتے ہیں، اوران سے ایسی نسلیں پیدا ہوتی ہیں ہیں جوزمانے کی قیادت کرتی ہیں۔ اسی لئے نبی علیہ السلام نے یہ دعا سکھائی،

ربنا هب لنا من ازواجنا و زريتنا قرة اعين و جعلنا للمتقين اماماً

اے اللہ ہمیں ایسی بیویاں اور ایسی اولاد عطا فرما جو ہماری آنکھوں کی

ٹھنڈک بنیں اور انہیں متقیوں کا امام بنا۔

اور اگر خدانخواستہ دونوں میاں بیوی، سوچ وسمجھ سے عاری اور ایک دوسرے حقوق پامال کرنے والے ہوں گے تو پھر شیطان کو وار کرنے کا موقع ملتا ہے۔ وہ ان کی زندگی میں ایسی تلخیاں گھول دیتا ہے کہ نہ صرف ان کی اپنی زندگی جہنم زار بنی رہتی ہے بلکہ اس کی نحوست ان کی اولاد پر بھی پڑتی ہے اور وہ منفی خیالات و رجحانات کی حامل بن جاتی ہے۔ وہ نہ صرف والدین کی ناک میں دم کرتی ہے بلکہ معاشرے میں برائی کی علامت (Symbol) بن جاتی ہے۔ تو میاں بیوی کا یہ ملن صرف دو انسانوں کا ملاپ نہیں ہوتا بلکہ دو خاندانوں کا ملاپ ہوتا ہے۔

دراصل میاں اور بیوی ایک گاڑی کے دو پہیوں کی مانند ہوتے ہیں۔ اگر یہ دونوں اپنی اپنی جگہ پر ٹھیک ٹھاک اور ہموار چلتے رہیں تو زندگی کا سفر پرسکون اور خوشگوار گزرتا ہے۔ اگر یہ ٹیڑھے ہو جائیں، یا اپنی جگہ چھوڑ دیں تو ایکسیڈنٹ سے گھر کی گاڑی تباہ ہو جایا کرتی ہے۔ اور اگر پہیے چلتے تو رہیں لیکن ایسے بے ڈھب ہوں کہ ساری زندگی ''کھٹ کھٹ چوں چوں'' کا شور کرتے رہیں تو گاڑی مسلسل ہچکولے اور دھکے کھاتی رہتی ہے اور زندگی کا سفر انتہائی تلخ اور بے مزہ ہو کر رہ جاتا ہے۔

آج معاشرے میں اکثر گھروں میں کہیں کلی طور پر اور کہیں جزوی طور پر یہی صورتحال دیکھنے کو ملتی ہے۔ عجیب بات کہ باہم میاں بیوی ہوتے ہیں لیکن اعتماد و التفات کا نام نہیں ہوتا، ایک ہی گھر میں رہتے ہیں لیکن ایک کا منہ مشرق کی طرف اور دوسرے کا مغرب کی طرف ہوتا ہے۔ بعض گھروں میں آئے دن کی تو تکار کے ساتھ ساتھ مار پیٹ تک کی نوبت بھی آجاتی ہے۔ بقول شاعر

ـ اک ہنگامے پہ موقوف ہے گھر کی رونق
نغمہء غم ہی سہی نغمہ شادی نہ سہی

فقیر نے بہت سے دیندار گھرانوں میں بھی انہی محرومیوں کا مشاہدہ کیا تو احساس ہوا کہ آج کے میاں بیوی کو ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کرنے کی ضرورت ہے۔تاکہ وہ اپنے ہی بوئے ہوئے کانٹوں میں الجھنے اور اپنی ہی لگائی ہوئی آگ میں جلنے کی بجائے۔ شریعت و سنت کی روشن تعلیمات سے فائدہ اٹھائیں اور اپنے گھروں میں پیار کے دیپ جلائیں۔شیطان کے جی کو جلائیں اور امن وچین کی بانسری بجائیں۔

اس ضمن میں زیمبیا (افریقہ) کی ایک کمیونٹی میں میاں بیوی کیلئے اصلاحی بیانات کا ایک سلسلہ چلا اور ازدواجی زندگی کے معاملات پر لب کشائی کا موقع ملا تو اس کے نتائج توقع سے بھی زیادہ شاندار نظر آئے۔ بہت سے نوجوان جوڑوں کے گھروں سے خوشگوار انقلاب کی حوصلہ افزاء خبریں سننے کو ملیں۔اس سے فقیر کو ان باتوں کی افادیت کا اندازہ ہوا۔لہٰذا فقیر کے دل میں یہ خواہش تو تھی کہ محبت کے اس پیغام کو عام کرنا چاہیے کہ ''میرا پیغام محبت ہے جہاں تک پہنچے''۔تاہم عزیزی عزیزم ڈاکٹر شاہد محمود صاحب نے بیانات کی اہمیت کے پیش نظر انہیں طبع کروانے کی طرف عملی قدم اٹھایا تو دل بہت مسرور ہوا کہ انہوں نے فقیر کی دل کی تمنا کو پورا کر دیا۔اللہ رب العزت انہیں اپنے مقبول بندوں میں شامل فرمائے آمین ثم آمین۔

اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ جو میاں بیوی بھی اپنے طرز زندگی کو کتاب میں دی گئی ہدایات کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں گے۔تو ان کا گھر

خوشیوں کا گہوارہ بنے گا۔اپنے آپ کو تو خوشیاں ملیں گی ہی ، اللہ تعالیٰ بھی خوش ہوں گے۔اور سچی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا ہی تو مطلوب ہے۔اللہ رب العزت ہمیں دنیا و آخرت میں خوشیوں بھری زندگیاں نصیب فرمائے۔آمین ثم آمین

دعا گوودعا جو

فقیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی

کان اللہ لہ عوضا عن کل شیء

عرض مرتب

عام طور پر ماہر حکیم ہوتے ہیں وہ بڑے نبض شناس ہوتے ہیں۔ وہ نبض پر ہاتھ رکھتے ہی مریض کا حال و کیفیت سمجھ جاتے ہیں۔ پھر مرض کی نوعیت کے مطابق دوا کھلاتے ہیں یا مرہم رکھتے ہیں اور اگر کوئی ناسور ہو تو نشتر بھی لگاتے ہیں۔ ہمارے پیرو مرشد محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہم کو بھی اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسی ہی شان حکمت عطا فرمائی ہے۔ لیکن وہ روحانی حکیم ہیں۔ ان کا ذوق وجدان معاشرے کے بگڑے ہوئے پہلوؤں کو خود ہی ان پر اجاگر کر دیتا ہے پھر وہ اس کے حسب حال علاج بھی تجویز فرماتے ہیں۔ ہدایات کی صورت میں ہو، یا بیانات کی صورت میں۔ چونکہ ان کی اصلاح بھی حکیمانہ ہوتی ہے لہٰذا وہ انتہائی باریک نکات و جزئیات کو بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتے اور ہر ہر پہلو پر مؤثر رہنمائی فرماتے ہیں۔ یہی چیز ان کے بیانات کو منفرد بنا دیتی ہے۔

زیر نظر کتاب حضرت کے کچھ ایسے ہی بیانات کا مجموعہ ہے جو انہوں نے خوشگوار ازدواجی زندگی کے متعلق ارشاد فرمائے۔ کامیاب اور خوشگوار ازدواجی زندگی کی تو ہر کوئی تمنا کرتا ہے۔ لیکن بہت سے عوامل ایسے ہوتے ہیں جو اس میں رکاوٹ بن جاتے ہیں۔ حضرت نے اپنے ان بیانات میں انہی عوامل کو تفصیل سے

بیان کیا ہے۔ اور ان کے سد باب کیلئے ایسے اعمال وافعال تجویز کیے ہیں جس پر عمل کر کے میاں بیوی کی زندگی میں حیرت انگیز تبدیلی آسکتی ہے۔ عمل کی نیت سے پڑھنے والے یقیناً اس کتاب سے فائدہ اٹھائیں گے۔

عاجز کیلئے یہ بڑی سعادت کی بات ہے کہ ان بیانات کی ترتیب واشاعت کا موقع ملا۔ فیض تو یہ حضرت دامت برکاتہم کا ہی ہے لیکن اللہ کی شان ہم جیسے مفت خورے بھی مفت میں فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کی شان کریمی سے امید ہے کہ بندہ کو اس کے ثواب اور اس کی برکات سے محروم نہیں فرمائیں گے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز

ڈاکٹر شاہ محمود نقشبندی غفرلہ
خادم مکتبۃ الفقیر فیصل آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلام اور ازدواجی زندگی

از افادات

پیر طریقت رہبر شریعت مفکر اسلام

محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

اسلام اور ازدواجی زندگی

الحمد لله و کفی و سلام علیٰ عباده الذین اصطفیٰ اما بعد

فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم ○

بسم الله الرحمن الرحیم ○

و من ایته ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیها و جعل

بینکم مودة و رحمة ان فی ذلک لایت لقوم یتفکرون ○

سبحان ربک رب العزة عما یصفون○ و سلام علی المرسلین○

والحمد لله رب العالمین○

اللهم صل علی سیدنا محمد و علی اٰل سیدنا محمد و بارک وسلم

ہر چیز جوڑا جوڑا

اللہ رب العزت نے ہر چیز کا جوڑا جوڑا بنایا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

سبحٰن الذی خلق الازواج کلھا (یٰس: ۳٦)

[پاک ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کا جوڑا جوڑا بنادیا]

شریعت کے مطابق میاں بیوی کا اکٹھے ہو کر ایک دوسرے سے ملنا اللہ کے ہاں عبادت کہلاتا ہے۔ دین اسلام کا حسن دیکھئے کہ انسان اپنی ہی خواہش پوری

کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر بھی اس کو اجر و ثواب عطا فرماتے ہیں۔

ازدواجی زندگی کی اہمیت

دین اسلام دین فطرت ہے۔ اس نے انسانوں کو مجرد زندگی گزارنے کا حکم نہیں دیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

لا رهبانية في الاسلام (اسلام میں رہبانیت نہیں ہے)

اس نے یہ تعلیمات نہیں دیں کہ تم جنگلوں اور غاروں میں جا کر رہنا شروع کر دو بلکہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا،

فانكحوا ما طاب لكم من النساءِ مثنى وثلاث وربع فان خفتم الا تعدلوا فواحدة . (النساء:۳)

[پس تم نکاح کرو ان عورتوں کے ساتھ جو تمہیں پسند ہوں، دو ہوں، تین ہوں، چار ہوں، پس اگر تمہیں یہ ڈر ہو کہ تم ان میں عدل نہیں کر سکو گے تو پھر تم صرف ایک سے نکاح کرو]

اسی لئے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا

النّكاح من سنتي (نکاح میری سنت ہے)

پھر فرمایا

فمن رغب عن سنتي فليس مني

(جو میری سنت سے اعراض کرے وہ میری امت میں سے نہیں ہے)

بھلا نکاح کی اہمیت واضح کرنے کے لئے اس سے زیادہ اور کیا زور دیا جا سکتا ہے۔

انبیاء کرام کی سنتیں

ترمذی شریف کی روایت ہے کہ چار چیزیں سنن المرسلین یعنی انبیاء کی سنتیں ہیں۔

◎ الحیاء: حیاداری یعنی تمام انبیاء باحیا ہوا کرتے تھے۔

◎ والتعطر : یعنی تمام انبیاء خوشبو کا استعمال کیا کرتے تھے۔

◎ والسواک: یعنی تمام انبیاء مسواک کیا کرتے تھے۔

◎ والنکاح: یعنی تمام انبیاءؑ ازدواجی زندگی بسر کیا کرتے تھے۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

و لقد ارسلنا رسلا من قبلک و جعلنا لھم ازواجا و ذریۃ

(اے میرے محبوب ﷺ ہم نے آپ ﷺ سے پہلے کتنے ہی انبیاءؑ کو بھیجا اور ہم نے ان کے لئے بیویاں اور اولادیں بنائیں)

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ سب انبیاءؑ دین کی دعوت کا مقدس فریضہ ادا کرنے کے لئے مبعوث ہوئے۔ وہ مخلوق کو اللہ سے ملایا کرتے تھے مگر اولاد بیوی ان کے راستے میں رکاوٹ نہیں بنا کرتی تھی۔ گویا اس بات کو پختہ (Establish) کر دیا گیا کہ ازدواجی زندگی سے فرار تو درحقیقت معاشرتی حقوق کی ادائیگی سے فرار ہے۔

نکاح آدھا ایمان ہے

انسان کی زندگی میں نکاح کی اتنی اہمیت ہے کہ حدیث پاک میں نکاح کو آدھا ایمان کہا گیا ہے۔ فرمایا:

النکاح نصف الایمان (نکاح تو آدھا ایمان ہے)

تو اب دیکھئے کہ ایک کنوارہ آدمی خواہ کتنے ہی نیک عمل کرے اور کتنی ہے عبادت کرے اس کا ایمان آدھا ہے۔ جب تک وہ ازدواجی زندگی میں داخل ہو کر حقوق و فرائض کو ادا نہ کرے تب تک اس کا ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ اس لئے جس لڑکے کی شادی نہ ہو اور وہ جوان العمر ہو حدیث میں اس کو مسکین کہا گیا ہے، جس لڑکی کی شادی نہ ہو اور وہ جوان العمر ہو حدیث پاک میں اس کو مسکینہ کہا گیا ہے۔ گویا یہ لوگ قابل رحم ہیں کہ عمر کے اس حصے میں یہ ازدواجی زندگی گزارنے سے محروم ہیں۔

پانچ وصیتیں

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے مجھے میرے محبوب خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانچ کاموں میں جلدی کرنے کی وصیت فرمائی۔

◎ عجلوا بالصلوة قبل الفوت
(تم نماز کے فوت ہونے سے پہلے اسے ادا کرلو)
◎ عجلوا بالتوبة قبل الموت (موت سے پہلے توبہ کرنے میں جلدی کرو)
◎ جب کوئی آدمی مرجائے تو اس کے کفن دفن میں جلدی کرو۔
◎ تمہارے سر پر قرض ہو تو اس کے ادا کرنے میں جلدی کرو۔
◎ جب بیٹی یا بیٹے کے لئے کوئی مناسب رشتہ مل جائے تو اس کے نکاح کرنے میں جلدی کرو۔

آج دین سے دوری کا یہ حال ہے کہ کئی گھروں میں بچیاں دس دس پندرہ پندرہ سال سے جوان ہو چکی ہوتی ہیں لیکن ان کے والدین کہتے کہ ان کا رشتہ باہر نہیں کرنا، یقین جانیے کہ وہ اپنے لئے جہنم خرید رہے ہوتے ہیں۔

بزرگوں کی احتیاط

ہمارے حضرات ان معاملات میں بڑے محتاط ہوتے تھے۔ ہم نے اپنے بزرگوں کی حالات زندگی میں پڑھا ہے کہ اگر کسی کے ہاں جوان العمر بیٹی ہوتی اسے جوان ہوئے چند سال ہو چکے ہوتے اور اس کا والد اس کا نکاح نہ کر رہا ہوتا تو وہ اس کے کنویں سے پانی بھی نہیں پیا کرتے تھے کہ اس نے جوان بیٹی کو گھر میں بٹھایا ہوا ہے۔ اور جس بندے نے قرض لیا ہوتا ہے اور وہ ارادتاً قرض نہیں لوٹا رہا ہوتا تھا تو ہمارے بزرگ اس کی دعوت قبول نہیں کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اس کے گھر کا کھانا کھانا حلال نہیں ہے کیونکہ اگر اس کے پاس پیسے اتنے فالتو ہیں کہ وہ دعوت کر رہا ہے تو وہ قرض ادا کیوں نہیں کرتا۔

نکاح ایسے بھی ہوتا تھا......!!!

جہاں نکاح سستا ہوگا وہاں زنا مہنگا ہوگا اور جہاں نکاح مہنگا ہوگا وہاں زنا سستا ہوگا۔ یہ دین اسلام کا حسن ہے کہ اس نے انسانی ضروریات کو جائز طریقے سے پوری کرنے کے لئے خود ترغیب دی ہے کہ تم اس معاملہ میں جلدی کرو۔ شریعت نے ہمیں یہ کہا کہ تم نکاح کو عام اور سستا کرو تاکہ لوگ آسانی سے نکاح کر سکیں۔

صحابہ کرام کے دور میں تو نکاح کا یہ حال تھا کہ ایک صحابی ؓ کسی گھر میں نکاح کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے اپنے ایک دوست سے کہا کہ اس گھر والے آپ کے واقف ہیں لہٰذا آپ میرا پیغام پہنچا دیں۔ انہوں نے کہا، بہت اچھا۔ انہوں نے جب ان کے گھر میں جا کر ان کا پیغام پہنچایا تو انہوں نے بات سن کر کہا کہ ان سے نکاح کرنے کو تو ہمارا دل نہیں چاہتا البتہ اگر آپ نکاح کرنا چاہتے ہیں تو آپ

سے کر دیتے ہیں۔ وہ کہنے لگے کہ اچھا پھر مجھ ہی سے کر دیں۔ گھر کے مرد وہیں موجود تھے۔ چنانچہ ان میں سے کچھ گواہ بن گئے اور وہیں ان کا نکاح کر دیا گیا۔ جب وہ باہر نکلے تو اپنے دوست سے معذرت کرنے لگے کہ معاف کرنا، میں تو آپ کے نکاح کا پیغام لے کر گیا تھا، وہ انہوں نے قبول نہ کیا اور مجھے کہا کہ اگر آپ نکاح کرنا چاہتے ہیں تو ہم آپ سے نکاح کر دیتے ہیں، چنانچہ میں نے کہا کہ ٹھیک ہے میں نکاح کر لیتا ہوں۔ آپ اس سوچ میں تھے مگر میرا نکاح ہو گیا ہے، لہٰذا میں معذرت خواہ ہوں۔ وہ جواب میں ان سے معذرت کرنے لگے کہ مجھے معاف کر دینا کہ اس نے آپ کی بیوی بننا تھا اور میں اپنے لیے کوششیں کرتا رہا۔ سبحان اللہ دوستی بھی قائم رہی اور نکاح بھی ہو گیا۔ اس وقت میں نکاح اس قدر سستا کیوں تھا؟ اسلئے کہ زنا بالکل ختم ہو چکا تھا۔

جوان بیٹیوں کو گھر میں بٹھانے کا وبال

ہم جب بھی شریعت کے مطابق زندگی گزاریں گے تو گناہوں سے بچیں گے اور جب شریعت کو نظر انداز کریں گے تو گناہوں میں پھنسیں گے۔ آج حالت یہ ہوئی ہے کہ ابھی بڑی بیٹی کے نکاح کا فیصلہ نہیں کیا ہوتا اور نیچے کی چار بیٹیاں جوان ہو چکی ہوتی ہیں۔ بعض اوقات تو لوگ بڑی بیٹی کی منگنی کر کے سوچتے ہیں کہ پھر کچھ عرصہ بعد نکاح کر دیں گے اور پھر اگلے سال رخصتی کریں گے۔

یہ سوچ انتہائی غلط سوچ ہے۔ شریعت نے جہیز وغیرہ کی کوئی پابندی نہیں لگائی بلکہ اس نے تو موٹا سا اصول سمجھا دیا ہے کہ جب مناسب رشتہ مل جائے تو تم اپنے سر سے فرض ادا کر دو۔ یاد رکھیں کہ بچیاں جوان ہونے کے بعد جتنا عرصہ اپنے ماں باپ کے گھر میں رہتی ہیں۔ اور وہاں رہنے کے دوران اگر سوچ میں کوئی گناہ کریں یا ویسے گناہ کریں تو اس گناہ کا وبال ان کے والدین یا سرپرست پر پڑے

گا۔ جنہوں نے ان کا فرض ادا کرنے میں کوتاہی کی۔

زنا اور نکاح میں فرق

زنا اور نکاح میں یہ فرق ہے کہ زنا فقط جنسی تقاضے کو پورا کرنے کا نام ہے۔ جبکہ نکاح میں اس عورت کی ذمہ داری لینی پڑتی ہے، اس کو مہر ادا کرنا پڑتا ہے اور عورت اس کی وراثت میں شامل ہو جاتی ہے۔ یاد رکھنا، جہاں بے اعتدالی کی زندگی ہوتی ہے وہاں لوگ نکاح سے گھبراتے ہیں کیونکہ وہ عورت کو ایک کھلونا سمجھ کر اس سے جنسی لذت حاصل کرتے ہیں۔

☆ ......فرانس کا ایک انجینئر تھا...... میں اس کی بات سمجھانے کے لئے بتا رہا ہوں ورنہ سچی بات یہ ہے کہ وہ بات نقل کرنے کے قابل بھی نہیں ہے...... وہ کسی جگہ ایک فیکٹری کی Inspection (معائینے) کے لئے آیا۔ وہاں کے انجینئر لوگ اس سے مذاق کرتے تھے کہ تو ایک مہینے کے لئے آیا ہے، جب تو واپس جائے گا تو معلوم نہیں کہ تیری بیوی تیرے پاس ہوگی یا نہیں۔ وہ آگے سے کہتا تھا کہ فکر کی کوئی بات نہیں کیونکہ

Womem are like buses if you miss one, take another one.

[عورتیں بسوں کی مانند ہوتی ہیں، اگر تم ایک سے رہ جاؤ تو پھر دوسری پر سوار ہو جاؤ]

استغفر اللہ، جس معاشرے میں پڑھے لکھے حضرات کا یہ حال ہو وہاں عورت کا کیا مقام ہوگا۔ یورپ کی عورت نے اپنا مقام خود گرایا ہے۔

☆ ......ایک مرتبہ مجھے UK کا ایک لکھا پڑھا انجینئر ملا۔ اس نے مجھ سے پوچھا،

آپ کے کتنے بچے ہیں؟ میں نے اسے بتا دیا۔ پھر میں نے اس سے پوچھا کہ آپ کے کتنے بچے ہیں؟ وہ جواب میں کہنے لگا، میں ابھی کنوارا ہوں۔ میں نے کہا، آپ کی عمر تو زیادہ لگتی ہے۔ وہ کہنے لگا، ہاں اس وقت میری عمر باون (۵۲) سال ہے۔ میں نے اسے کہا کہ تم انجینئر بھی ہو اور اتنی عمر بھی ہو چکی ہے، تو تم نکاح کیوں نہیں کر لیتے؟ اس نے جواب دیا،

If you can find milk in the market, there is no need to have a cow in your house.

[جب تمہیں بازار سے دودھ مل جاتا ہے تو پھر تمہیں گھر میں گائے پالنے کی ضرورت نہیں ہے]

اندازہ کریں کہ وہ کیسا بے شرمی اور بے حیائی کا معاشرہ ہو گا جہاں پڑھے لکھے لوگ ایسا ذہن رکھتے ہوں۔ اسلام نے اس بے حیائی کی پرزور مخالفت کی ہے اور اس کے مقابلے میں شرم وحیا والی زندگی اپنانے کی تعلیم دی ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی علیہ السلام کی آنکھوں میں وہ حیا دیکھی جو مجھے مدینہ کی کنواری لڑکیوں کی آنکھوں میں بھی نظر نہیں آئی۔ شریعت نے کہا ہے کہ اگر تم زندگی کا ساتھی چاہتے ہو تو تمہارا **Long time decision** (لمبے عرصے کے لئے فیصلہ) ہونا چاہئے۔ تھوڑی دیر کے ساتھی تو بڑے ملتے ہیں لیکن زندگی کے ساتھی بہت کم ملتے ہیں۔

اہمیت نکاح

یہ سو فیصد پکی بات ہے کہ جہاں نکاح نہیں ہو گا وہاں زنا ہو گا۔ اس لئے شریعت نے نکاح کی اہمیت کو واضح کیا ہے۔ آج جس معاشرے میں نکاح سے

فرار اختیار کرتے ہیں یعنی نکاح کرنے سے Avoid کرتے ہیں، آپ دیکھئے وہاں جنسی تسکین کے لئے فحاشی کے اڈے کھلے ہوتے ہیں۔ شرع شریف نے اس بات کو ناپسند کیا کہ انسان گناہوں بھری زندگی گزارے۔ اس لئے کہا گیا کہ تم نکاح کرو تاکہ تمہیں اپنے آپ کو پاکباز رکھنا آسان ہو جائے۔ اگر نکاح کا حکم نہ دیا جاتا تو مرد عورت کو فقط ایک کھلونا سمجھ لیتے۔ عورت اپنے لئے کوئی مقام نہ رکھتی اور اس کی ذمہ داری اٹھانے والا کوئی نہ ہوتا۔ شریعت نے کہا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ اکٹھے رہو تو تمہیں اس کی ذمہ داریوں کا بوجھ بھی اٹھانا پڑے گا۔

اہمیت حق مہر

نکاح ایک معاہدہ ہے جو میاں اور بیوی میں طے پاتا ہے۔ اس معاہدے میں اگر کوئی عورت اپنی طرف سے شرائط رکھنا چاہے تو شرع شریف نے اس کو گنجائش دی ہے۔ مثال کے طور پر وہ کہے کہ مجھے اچھے مکان کی ضرورت ہے۔ مجھے مہینے کے اتنے خرچ کی ضرورت ہے، وہ کہے کہ میں نکاح تب کروں گی اگر طلاق کا حق مجھے دیا جائے۔ شریعت نے اس کو اجازت دی ہے کہ وہ نکاح سے پہلے اپنی شرائط منوا سکتی ہے لیکن جب نکاح ہو گیا اور طلاق کا حق مرد کے پاس ہے یا مرد اپنی مرضی سے خرچہ دیتا ہے تو اللہ کی بندی اب رونے کا کیا فائدہ۔ شرع شریف نے نکاح کو ایک معاہدہ کہا جب کہ ہمیں اس کی اہمیت کا پتہ ہی نہیں ہوتا۔ آج کل لڑکی والے اپنی سادگی میں مارے جاتے ہیں۔ حق مہر لکھنے کا وقت آیا تو کسی نے کہا پانچ سو روپے کسی نے کہا پچاس کافی ہیں۔ او خدا کے بندو! پچاس کافی نہیں کیونکہ یہ ایک بچی کی زندگی کا معاملہ ہے اسے عیب نہ سمجھو، اگر تم سمجھتے ہو کہ کوئی بات نکاح سے پہلے طے کر لینا بہتر ہے تو شریعت نے تمہیں اس کی اجازت دی ہے۔ لڑکے والوں کی یہی چاہت ہوتی ہے کہ لڑکی والے حق مہر نہ ہی لکھوائیں تو بہتر ہے۔ کیوں؟

ذمہ داری جو ہوتی ہے۔ سنئے اور دل کے کانوں سے سنئے کہ حق مہر کے معاملے میں تین سنتیں ہیں۔ آدمی کو اپنی حیثیت کے مطابق ان تینوں میں سے کسی ایک سنت پر عمل کر لینا چاہئے۔

(۱) مہر فاطمی، یعنی سیدہ فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا کا حق مہر یا پھر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو جو حق مہر نبی اکرم نے ادا فرمایا۔ اس کو باندھ لیا جائے تو یہ بھی سنت ہے۔

(۲) مہر مثل، لڑکی کے قریبی رشتہ داروں میں عام طور پر لڑکیوں کا جو مہر رکھا جاتا ہے اس کو کہا جاتا ہے۔ ان کے برابر اس کا مہر باندھنا بھی سنت ہے۔

(۳) لڑکی کی دانش مندی، نیکی اور شرافت کو سامنے رکھتے ہوئے اس کے نکاح کا مہر باندھا جائے یہ بھی سنت ہے۔

شریعت نے تین آپشنز (Options) (اختیارات) دیئے ہیں ان میں سے کسی ایک کو پسند کر لے اسے سنت کا ثواب ملے گا۔

نکاح کے وقت حق مہر مقرر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مہر معجّل ہوگا یا مؤجل ہوگا۔ عجلت کا لفظ آپ نے پڑھا ہوگا۔ عجلت کا مطلب ہے جلدی تو معجّل کا مطلب ہے جلدی ادا کرنا گویا میاں بیوی کے اکٹھے ہونے سے پہلے مہر معجّل ادا کرنا ضروری ہے۔ خاوند نہیں ادا کرے گا تو گنہگار ہوگا۔ مہر کی دوسری قسم مؤجل ہے، اس کا مطلب ہے عند الطلب یعنی جب بیوی اس کو طلب کرے وہ خاوند سے لے سکتی ہے۔ خاوند کو زیب نہیں دیتا کہ حق مہر معاف کروانے کے لئے بیوی پر دباؤ ڈالے۔ ہاں اگر کوئی بیوی حق مہر کی رقم واپس لوٹا دے تو قرآن کی رو سے اس رقم میں برکت ہوتی۔

فان طبن لكم عن شيءٍ منه نفسا فكلوه هنيئا مريئا

حضرت علیؓ ایسی رقم سے شہد خریدتے اور پانی میں ملا کر مریضوں کو پلاتے تھے۔

نکاح کی تشہیر کا حکم

حدیث مبارکہ میں فرمایا گیا،

افشوا النکاح بینکم (نکاح کی ایک دوسرے کے درمیان تشہیر کرو)

اس حدیث پاک سے پتہ چلا کہ نکاح خفیہ طور پر نہیں ہوتا۔ جیسے کچھ لوگوں کے ہاں متعہ ہوتا ہے۔ انہوں نے زنا کا دوسرا نام متعہ رکھ دیا ہے۔ جہاں انسان نکاح کو چھپائے گا سمجھ لینا کہ وہاں کوئی نہ کوئی گڑبڑ ضرور ہے۔ جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد مسجد میں نکاح کا پڑھنا سنت ہے کیونکہ مسجد میں زیادہ لوگ ہوتے ہیں اور حکم بھی یہی ہے کہ زیادہ لوگوں کو بلانا چاہیے تاکہ نکاح کی تشہیر ہو جائے۔ اس میں اجر بھی زیادہ ملتا ہے۔

آج جائز موقعوں پر تو زیادہ لوگوں کو بلاتے نہیں اور برتھ ڈے منانے کے لئے مجمع اکٹھا کر لیتے ہیں۔ جب جائز موقعوں پر لوگوں کو نہیں بلائیں گے تو ناجائز موقعوں پر ضرور بلائیں گے۔ اس لئے ایک اصول یاد رکھیے کہ شریعت نے جو جائز خوشیاں بنائی ہیں ان کو خوب خوشی خوشی مناؤ۔ اس لئے کہ اگر جائز خوشیوں کو ٹھیک طرح سے نہیں مناؤ گے تو پھر تم ناجائز خوشیوں کو منایا کرو گے۔

مسجد میں نکاح کا فائدہ

مسجد میں نکاح کرنے میں ایک خاص بات ہے۔ اگر گھروں میں نکاح ہوگا تو آپ دیکھیں گے کہ کوئی تو بیٹھا گپیں مار رہا ہوگا، کوئی سگریٹ پی رہا ہوگا، کوئی تصویریں بنا رہا ہوگا گویا سب دل غافل ہوں گے۔ حالانکہ نکاح وہ وقت ہوتا ہے

جب دو افراد کی نئی زندگی کی بنیاد رکھی جا رہی ہوتی ہے اور اس بنیاد میں ان کو دعاؤں کی ضرورت ہوتی ہے۔ نکاح کے وقت زیادہ لوگوں کو بلانے کا مقصد ہی یہی ہوتا ہے کہ زیادہ لوگوں کی دعاؤں سے ان کے نئے گھر کی بنیاد پڑے۔ اس لئے گھر میں اور مسجد میں پڑھے گئے نکاح میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ اب دیکھیں کہ آپ یہاں مسجد میں جتنے بھی بیٹھے ہیں، باوضو ہیں اور سگریٹ پینے والے بھی اس وقت سگریٹ نہیں پی سکتے کیونکہ یہ مسجد ہے، دل اللہ کی طرف متوجہ ہیں اور خیر کی بات ہو رہی ہے۔ جب نکاح پڑھیں گے اس وقت بھی دعا کرتے ہوئے اللہ کی طرف دل متوجہ ہوں گے۔ گویا لڑکے اور لڑکی کو آپ کی طرف سے دعاؤں کی شکل میں تحفہ مل رہا ہوگا۔

کیونکہ یہ اجتماع کا موقع ہے اس لئے بعض دوستوں نے نیک لوگوں کی دعائیں لینے کے لئے آج کے دن نکاح کروانا پسند کیا ہے۔ اس مجمع میں سینکڑوں علماء موجود ہیں، کئی شیوخ الحدیث موجود ہیں، کئی مدارس کے مہتمم حضرات موجود ہیں، کئی حفاظ قرآن موجود ہیں کئی حفاظ حدیث موجود ہیں اور معلوم نہیں کہ کتنے تہجد گزار موجود ہیں۔ ان کو ان سب کی دعائیں نصیب ہوں گی اور اللہ تعالیٰ ان دعاؤں کی برکت سے ان دوستوں کو پوری زندگی خوشیاں نصیب ہوں گی۔

نکاح کی تقریب میں قبول اسلام

ہم نے یورپ اور امریکہ میں دیکھا کہ نکاح کی محفل کو دیکھ کر کئی غیر مسلم عورتیں اور مرد مسلمان ہو جاتے ہیں۔ ہم نے نکاح کی ایک تقریب میں بیان کیا۔ پھر نکاح پڑھا۔ جس لڑکی کا نکاح تھا وہ ایک دفتر میں کمپیوٹر انجینئر تھی، اس کے دفتر کی دوسری لڑکیاں بھی آئی ہوئی تھیں...... ان میں سے کئی غیر مسلم بھی تھیں۔ وہ نکاح کی اس تقریب سے متاثر ہو کر کہنے لگیں کہ اسلام میں تو بہت ہی احسن طریقے

سے نکاح ہوتا ہے لہٰذا ہم بھی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتی ہیں۔

افراط وتفریط سے بچیں

چونکہ اسلام دین فطرت ہے اس لئے ہمیں اعتدال سکھاتا ہے۔ لیکن جب انسان اپنی عقل کی بنیاد پر فیصلے کرتا ہے تو وہ افراط وتفریط کا شکار ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے پریشانیاں اس کا مقدر بن جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ لاکھوں روپیہ خرچ کر کے بچیوں کو گھر سے رخصت کرتے ہیں اور وہ دوسرے دن روتی ہوئی گھر آجاتی ہیں۔ گویا نکاح کی جو اصل روح تھی وہ نکل چکی ہے اور مردہ باقی رہ گیا ہے۔ یاد رکھیں کہ جو عمارت دین کی بنیاد پر بنے گی اللہ تعالیٰ اس کو پائیداری عطا فرمائیں گے۔

قابل افسوس واقعہ

لاہور میں ایک صاحب کی بیٹی کی شادی ہونی تھی۔ اس نے ایک سال پہلے اس کی پلاننگ شروع کر دی۔ کارڈ چھپوائے اور بڑے پیسے خرچ کئے۔ حتی کہ اس نے یہاں تک انتظام کیا کہ اس نے بارات کے ساتھ آنے والے ہر مہمان کے گلے میں ایک ہزار روپے کا ہار ڈالا۔ اور وہ برتن جن میں باراتیوں نے کھانا کھایا وہ پتھر کے بنے ہوئے انمول قسم کے برتن تھے۔ وہ برتن اس نے خود بنوائے تھے۔ ان برتنوں پر اس نے اس شادی کی یادگار بھی لکھوائی تھی۔ ہر باراتی کو اجازت تھی کہ وہ اپنے استعمال میں آنے والے برتن یادگار کے طور پر لے جاسکتا تھا۔

ادھر لڑکے والوں نے بھی کیا خوب انتظام کیا کہ چڑیا گھر سے کرائے پر ہاتھی لے آئے۔ دولہا میاں اس ہاتھی پر بیٹھ کر سسرال پہنچا...... جیسے جنگ کرنے چلا ہو...... اس کے علاوہ بھی انہوں نے پیسہ پانی کی طرح بہایا۔

جب رخصتی ہوگئی اور مرد گھر واپس آئے تو عورتوں نے لڑکی کے والد سے پوچھا کہ حق مہر کتنا مقرر کیا ہے؟ اس وقت ان کو خیال آیا کہ ہم نے تو نکاح پڑھا ہی نہیں ہے۔ تب انہوں نے باراتیوں کی طرف پیغام بھجوایا کہ بارات کو یہیں راستے میں ہی روک لیا جائے تا کہ لڑکی کا نکاح کرنے کے بعد اس نئے گھر میں داخل کیا جائے۔

اندازہ کیجئے کہ اتنے پیسے خرچ کئے اور اتنے عرصے سے پلاننگ کی۔ ہر چیز کا تو خیال رکھا لیکن اللہ کے حکم کا خیال نہ رکھا۔ یہ دین سے دوری کا نتیجہ ہے۔ اس کے برعکس جو لوگ دینداری کی بنیاد پر اپنے نئے گھر کی بنیاد رکھتے ہیں وہ دنیا ہی میں جنت کے مزے لیتے ہیں۔

دنیا میں جنت کے مزے

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق سکھ گھرانے سے تھا۔ آپ ابتدائے جوانی میں کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے اور دارالعلوم دیو بند میں داخلہ لے لیا۔ حتی کہ آپ دورۂ حدیث کے درجے تک پہنچ گئے۔

آپ یہ واقعہ خود سنایا کرتے تھے کہ جب میرے سسر کو ان کے گھر والوں نے کہا کہ اب ہماری لڑکی جوان ہے اس لئے کوئی مناسب رشتہ تلاش کر کے نکاح کر دینا چاہیے۔ وہ پنجاب کے مدارس کے دورے پر نکلے تا کہ انہیں اپنی بچی کے لئے کوئی عالم فاضل نوجوان مل سکے۔ حتی کہ دارالعلوم دیو بند پہنچ گئے۔ جب انہوں نے دورۂ حدیث کی کلاس کو دیکھا تو ان کی نگاہیں میرے اوپر ٹک گئیں۔ انہوں نے شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ یہ طالب علم کون ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ سکھ گھرانے سے تعلق رکھتا ہے اور مسلمان ہو کر ہمارے پاس علم حاصل کر رہا ہے۔ انہوں نے پوچھا، کیا یہ شادی شدہ ہے؟ شیخ الہند رحمۃ اللہ

علیہ نے فرمایا نہیں، انہوں نے شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا، کیا یہ شادی کرنا چاہتا ہے؟ تو میرے استاد محترم نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم شادی کرنے کے لئے تیار ہو؟ میں نے عرض کیا، حضرت! میں مسلمان ہوں اور میرا سارا خاندان کافر ہے، اب مجھ اکیلے کو کون اپنی بیٹی دے گا۔ انہوں نے پوچھا کہ اگر کوئی اپنی بیٹی آپ کو دے تو آپ کی کیا رائے ہے؟ میں نے کہا، حضرت! میں اس سنت کو ضرور ادا کروں گا، میں اس کے ترک کا گناہ اپنے سر کیوں لوں۔ چنانچہ میرے سسر صاحب نے فرما دیا کہ کل عصر کے بعد نکاح ہوگا۔

فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں اپنے دوستوں کے پاس آیا اور انہیں بتایا کہ کل میرا نکاح ہے۔ طلباء طلباء ہی ہوتے ہیں۔ وہ یہ سن کر مجھے سے محبت پیار کی باتیں کرنے لگ گئے۔ کافی دیر کے بعد ایک دوست نے کہا، جی آپ کے کپڑے بڑے میلے ہیں لہٰذا آپ کو چاہیے کہ آپ کسی دوست سے ادھار کپڑے لے لیں اور وہ پہن کر نکاح کی تقریب میں جائیں۔ میں نے کہا کہ میری عزت نفس اس بات کو گوارا نہیں کرتی، میں جو کچھ ہوں سو ہوں، میں ادھار تو نہیں مانگوں گا...... طلباء بھی منطقی ہوتے ہیں، آسانی سے نہیں چھو[illegible] حنانچہ وہ کہنے [illegible]، اچھا اگر کسی دوسرے سے نہیں مانگنا تو آپ اسی سوٹ کر دھو[illegible] سکتے ہیں تا کہ صاف کپڑے ہوں۔ حضرت کے اپنے الفاظ ہیں کہ۔

''میرے بھیڑ کُد پئے'' یعنی میری بدبختی آ گئی کہ میں نے اپنے دوست [illegible] بات مان لی۔ چنانچہ میں نے اگلے دن دھوتی باندھی اور کپڑے دھو لیے۔ سردی [illegible] موسم تھا اور اوپر سے آسمان ابر آلود ہو گیا۔ عصر کا وقت آ گیا۔ میں نے مسجد کے ایک طرف کپڑے ہوا میں لہرانے شروع کر دیئے اور ساتھ ہی دعائیں بھی مانگنی شروع کر دیں کہ اے اللہ! ان کپڑوں کو خشک فرما دے۔ اور موسم کی خرابی کی وجہ

سے کپڑے خشک ہونے پر نہیں آرہے تھے۔حتی کہ عصر کی اذان ہوگئی اور میں نے سردی کے موسم میں گیلے کپڑے پہنے اور مجمع میں آکر بیٹھ گیا، لیکن میرے سسر کا دل بھی سونے کا بنا ہوا تھا کہ ان کی نظران چیزوں پر بالکل نہیں تھی، انہوں نے دیکھا کہ کل بھی یہی کپڑے تھے اور میلے تھے اور آج بھی وہی کپڑے ہیں اور گیلے ہیں اور اس کے پاس کوئی دوسرا جوڑا ابھی نہیں ہے۔اس کے باوجود انہوں نے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا اور کچھ عرصے کے بعد رخصتی ہوگئی۔

ابتداء کے چند دنوں میں میرے اوپر فاقے آئے کیونکہ میں طالب علم تھا اور تازہ تازہ پڑھ کر فارغ ہوا تھا۔کمائی کا کوئی ایسا سلسلہ بھی نہیں تھا۔کبھی کھانے کو مل جاتا اور کبھی نہ ملتا۔کچھ عرصہ میری دلہن میرے گھر میں رہی۔اس کے بعد جب وہ اپنے والدین کے گھر گئی تو اس کی والدہ نے اس سے پوچھا، بیٹی! تو نے اپنے نئے گھر کو کیسے پایا؟ فرماتے ہیں کہ میری بیوی تقیہ، نقیہ، نیک اور پاک عورت تھی، اس کی نظر میری دینداری پر تھی، چنانچہ اس نے اس کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی والدہ سے کہا،

''اماں! میں تو سمجھتی تھی کہ مر کر جنت جائیں گے لیکن میں جیتی جاگتی جنت میں پہنچ گئی ہوں''۔

حضرت لاہوریؒ فرمایا کرتے تھے۔

''میرے سسر نے مجھے اس وقت پہچان لیا تھا جب احمد علی احمد علی نہیں تھا اور آج تو احمد علی احمد علی ہے''۔

نکاح کے بعد اجر زیادہ

جب انسان شادی شدہ بن جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی عبادت کا اجر بڑھا دیتے ہیں۔سبحان اللہ۔چنانچہ علماء نے لکھا ہے کہ جب انسان نکاح کر لیتا ہے اور ازدواجی زندگی گزارتا ہے تو اس کو ایک نماز ادا کرنے پر اللہ تعالیٰ اکیس نمازوں کا

ثواب عطا فرما دیتے ہیں۔ ایسا کیوں؟ اس لئے کہ یہ انسان حقوق اللہ تو پہلے بھی ادا کر رہا تھا اب حقوق العباد کو نبھاتے ہوئے حقوق اللہ پورے کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی عبادت کا ثواب بڑھا دیں گے۔ گویا نکاح کے بعد عبادت کا ثواب بڑھا دیا جاتا ہے۔ سبحان اللہ۔ جب نکاح کیا جاتا ہے تو لڑکے والے لڑکی میں کچھ صفات دیکھتے ہیں اور لڑکی والے لڑکے کے اندر کچھ صفات دیکھتے ہیں آیئے ذرا ان کا جائزہ لیں۔

خوش قسمت انسان

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جس کسی کو اچھا جیون ساتھی مل جائے تو وہ یقیناً خوش قسمت انسان ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرمایا کرتے تھے کہ جس انسان کو پانچ چیزیں مل جائیں وہ اپنے آپ کو دنیا کا خوش قسمت انسان سمجھے۔ وہ پانچ چیزیں بھی سن لیں۔

- شکر کرنے والی زبان۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے آج تو اکثر لوگوں کا یہ حال ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کھاتے کھاتے دانت گر جاتے ہیں مگر اس کا شکر ادا کرتے کرتے زبان نہیں گھستی۔ مثل مشہور ہے کہ جس کا کھایئے اس کے گیت گایئے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہیں۔
- ذکر کرنے والا دل یعنی جس دل میں اللہ کی یاد رہتی ہو وہ نعمت عظمیٰ ہے۔
- مشقت اٹھانے والا بدن۔ مثل مشہور ہے کہ صحتمند جسم میں ہی صحتمند عقل ہوتی ہے۔
- وطن کی روزی۔ یہ بھی بڑی نعمت ہے، مثل مشہور ہے وطن کی آدھی پردیس کی ساری پھر بھی برابر نہیں ہوتی۔

◎ نیک بیوی، یعنی ہمدم و ہمراز نیک ہو تو زندگی کا لطف دوبالا ہو جاتا ہے۔ جس شخص کو یہ پانچ نعمتیں نصیب ہوں وہ یوں سمجھے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے دنیا کی تمام نعمتیں عطا کر دی ہیں۔

بیوی کا انتخاب

حدیث پاک میں آیا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کرتے ہیں تنکح المراۃ لا ربع عورت سے چار وجوہات سے نکاح کیا جاتا ہے لما لھا و لحسبھا و لجمالھا و لدینھا فاظفر بذات الدین تربہ یداک اول مال کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے کہ کوئی مال دار گھرانہ ہو تو لوگ نکاح کا پیغام بھیجتے ہیں کہ چلو کاروبار ہی کروا دیں گے جہیز میں کوئی گھر لے کر دیں گے اور کار تو کہیں گئی ہی نہیں، تو فرمایا لما لھا اس کے مال کی وجہ سے اس سے نکاح کرتے ہیں۔ دوسری وجہ فرمائی و لحسبھا اس کے حسب ونسب کی وجہ سے نکاح کرتے ہیں یعنی اونچے خاندان کی وجہ سے نکاح کرتے ہیں۔ تیسری وجہ فرمائی و لدینھا اس کی نیکی اور دین داری کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے تو فرمایا کہ میں تمہیں اس بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم اپنے لئے دین کی بنیاد پر رشتوں کی تلاش کرو۔

جب بنیاد ہی کمزور ہوگی تو زندگی کیسے نبھے گی، جس نے فقط خوبصورتی کو دیکھا تو بتایئے شکل کی خوبصورتی کتنے دن رہتی ہے؟ یہ چند سال کی بات ہوتی ہے، جوانی ہمیشہ تو نہیں رہتی جس کی بنیاد ہی کمزور ہوگی اس پر بننے والا گھر بھی کمزور ہوگا۔

جو شاخ نازک پر آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

نیکی اور شرافت ایسی چیز ہے جو وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اس لیے اس بنیاد پر جو گھر بنے گا وہ ہمیشہ مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جائے

گا۔ نیکی اور دین داری کی بنیاد پر بیویوں کو تلاش کرو، اس لئے کہ خوبصورت عورت کا خاوند جب اسے دیکھتا ہے تو اس کی آنکھیں خوش ہوتی ہیں اور نیک سیرت عورت کا خاوند جب بھی اسے دیکھتا ہے تو اس کا دل خوش ہوا کرتا ہے، تو آنکھوں کو خوش کرنے کی بجائے اپنے دلوں کو خوش کیا کرو۔

صحیح مسلم شریف کی حدیث ہے:

الدنیا متاع و خیر متاعها المراة الصالحة

[دنیا ایک متاع ہے اور اس دنیا کی سب سے قیمتی متاع نیک بیوی ہے]

گویا اللہ تعالیٰ جسے نیک بیوی عطا کرے وہ سمجھے کہ مجھے دنیا کی بہت بڑی نعمت مل گئی۔ انما الاعمال بالنیات (اعمال کا دارومدار نیت پر ہے)۔ جب نیت میں مال ہوگا تو آپ دیکھیں گے جھگڑے کھڑے ہوں گے۔ نیت میں فقط حسن ہوگا، آپ دیکھیں گے جھگڑے کھڑے ہوں گے، صرف حسب ونسب کی وجہ سے نکاح ہوگا جھگڑے کھڑے ہوں گے۔ تو شریعت نے اس بات کی تعلیم دی کہ نکاح کا مقصد یہ ہو کہ میں پاک بازی کی زندگی گزار سکوں۔ جب مقصد یہ ہوگا تو اس مقصد کی وجہ سے گھر آباد ہو جائیں گے۔

لو میرج نہیں لو آفٹر میرج

آج کفر کی دنیا میں Love Marraige (محبت کی شادی) کا لفظ بہت عام ہے۔ وہ لوگ شادی سے پہلے ہی جنسی تعلقات اختیار کر لیتے ہیں۔ Live together (اکٹھے رہنا) شروع کر دیتے ہیں۔ شریعت اسلام نے اس کو سو فیصد حرام قرار دے دیا۔ فرمایا کہ اسلام میں لو میرج کا تصور نہیں بلکہ Love after marriage لو آفٹر میرج (شادی کے بعد محبت) کا

تصور ہے۔ جب نکاح ہو گیا تو جتنی محبت کرو گے اتنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر ملے گا۔

اس اجر کا تصور یہاں تک پیش کیا گیا کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب میاں اپنی بیوی کو دیکھ کر مسکراتا ہے اور بیوی اپنے میاں کو دیکھ کر مسکراتی ہے اللہ تعالیٰ ان دونوں کو دیکھ کر مسکراتے ہیں۔ اس سے اندازہ لگانا چاہیے۔ کہ اللہ تعالیٰ محبتوں بھری زندگی کو کتنا پسند کرتے ہیں۔

شریعت پر عمل کی برکتیں

شریعت نے شادی کا معاملہ فقط لڑکے اور لڑکی پر نہیں چھوڑا بلکہ یہ بات سمجھائی کہ یہ دو انسانوں اور دو جسموں کا ملاپ نہیں بلکہ دو خاندانوں کا ملاپ ہے۔ کفر کی دنیا میں شادی دو جسموں کا ملاپ ہوتی ہے۔ اور دین اسلام میں شادی دو خاندانوں کا ملاپ ہوتی ہے۔ اس لئے کہ لڑکے اور لڑکی کی عمر میں نا تجربہ کاری ہوتی ہے، وہ ایک دوسرے کو صحیح طرح نہیں سمجھ سکتے، جذباتیت غالب ہوتی ہے۔ ممکن ہے کہ ان کو فیصلہ کرنے میں غلط فہمیاں ہوں اور کل ان کو مصیبتیں اٹھانی پڑیں۔ ماں باپ چونکہ زندگی گزار چکے ہوتے ہیں اس لئے وہ اپنے تجربے کی بنیاد پر بہتر فیصلہ کرنے کی پوزیشن میں ہوتے ہیں۔

A young leading the young is like lion leading the lio n

لیکن

Both fall in to the bitch

دونوں گڑھے میں گر سکتے ہیں۔ لیکن صحیح رہنما وہی ہوتا ہے۔

A real guide is he who has gone all the road which you want to go

ایک صحیح رہبر وہی ہوتا ہے جو اس راستے سے چل چکا ہو جس راستے پر تم چلنا چاہتے ہو۔

اس لئے شریعت نے کہا کہ لڑکے اور لڑکی کو چاہیے کہ شادی کے معاملے میں ماں باپ کی تجویز کو بھی زیادہ وزن دیں ان کو موقع دیں۔ وہ چناؤ کریں اور چننے کے بعد لڑکے اور لڑکی سے بھی پوچھا جائے۔ اگر دو چار Proposals (تجاویز) موجود ہیں تو لڑکے اور لڑکی کو ان میں سے Choice (منتخب) کرنے کا اختیار دیا جائے۔ اسی طرح جب سب مل کر کریں گے۔ تو پھر ایک ایسا کام ہو گا۔ کہ جس میں سب کی منشاء اور رائے بھی شامل ہو گی۔ اور تجربے کی وجہ سے دھوکہ کھانے کے بھی چانسز کم ہوں گے۔

کفر کی دنیا میں لڑکا لڑکی مل کر شادی کرتے ہیں۔ بڑوں کا اس میں کوئی مشورہ شامل نہیں ہوتا، کوئی برکت شامل نہیں ہوتی۔ اس لئے وہاں پر ایک ایک دو دو سال شادی سے پہلے اکٹھے رہنے کے باوجود جب شادی کرتے ہیں تو جلد ہی طلاق کی نوبت آجاتی ہے۔ اب ذرا غور کیجئے جس معاشرے میں نوے فیصد عورتوں کو طلاق ہو جائے بھلا اس کے دل کو سکون کہاں ملے گا۔ دھکے کھاتی پھرتی ہیں۔ کبھی ادھر للچا کے دیکھتی ہیں کبھی ادھر۔ اپنے آپ کو بے سہارا محسوس کرتی ہیں مگر دین اسلام میں کمزوری کو سامنے رکھتے ہوئے عورت پر شفقت فرمائی۔ اور اس کو یہ پروٹیکشن دی کہ نہیں نکاح کے ذریعے خاوند تمہارا ذمے دار بنے گا اور تمہارے ماں باپ اس میں شریک ہوں گے۔ لہٰذا وہ تمام رشتے جن میں ماں باپ بھی نیک اور دیندار ہوں اور نیکی اور دینداری کو سامنے رکھیں۔ لڑکا اور لڑکی بھی اپنی نیکی کو سامنے رکھیں

اور پھر رشتے دین پر طے ہوں تو ایسے تمام گھرانوں کے اندر سکون ہوتا ہے اور محبتیں ہوتی ہیں اور پیار ہوتا ہے۔

نیک بیوی کی چار نشانیاں

نبی علیہ السلام نے نیک بیوی کی چار نشانیاں بیان فرمائی ہیں۔

۱)...... پہلی نشانی یہ ہے کہ ان امرھا اطاعتہ جب اس کو خاوند کسی بات کا حکم کرے تو وہ اس کے حکم کو مانے۔ ضد کرنے والی نہ ہو۔ ماں باپ کو اپنی بچیوں کی تربیت کرنی چاہیے اور سمجھانا چاہیے کہ تم نے خاوند کے پاس جانا ہے تو ضد نہ کرنا۔ اپنی بات منوانے کی بجائے اس کی مان کر زندگی گزارنا، اسی میں برکت ہوتی ہے۔ یہ بات ضرور سمجھانی چاہیے کیونکہ میاں بیوی کا ناز و انداز کا ایک تعلق ہوتا ہے اور لڑکیاں اکثر چھوٹی چھوٹی بات پر ضد کرنے لگ جاتی ہیں۔

۲)...... دوسری نشانی یہ ہے کہ و ان نظر الیھا سرتہ جب خاوند اس کی طرف دیکھے تو اس کا دل خوش ہو جائے۔ کیا مطلب؟...... مطلب یہ ہے کہ وہ گھر میں صاف کپڑے پہنے۔ ایسا نہ ہو کہ جب وہ گھر سے نکلے تو فیشن ایبل کپڑے پہنے اور گھر میں بھنگن بنی پھرے۔ یہ بھی نہ ہو کہ گھر میں گندی سی بنی رہے اور اس کے بدن سے بو آرہی ہو اور باہر نکلے تو خوشبوئیں لگا کر نکلے۔ شریعت نے اس کو پسند نہیں کیا، ایک تو صاف ستھری بن کر رہے اور دوسرا اس کے چہرے پر خاوند کے لئے مسکراہٹ ہو۔ یہ نہ ہو کہ ہر وقت ہی موڈ بنائے رکھے۔

۳)...... تیسری نشانی یہ ہے کہ و ان اقسم علیھا ابرتہ اگر خاوند کسی بات پر قسم کھالے تو تم ایسا کرو تو وہ اس کی قسم کو پورا کر دے۔

۴)...... چوتھی نشانی یہ ہے کہ و ان غاب عنھا نصحتہ فی نفسھا و مالہ جب خاوند گھر میں نہ ہو تو وہ اس کے مال اور آبرو کی حفاظت کرے۔

دنیا کی بہترین عورت

ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ کی محفل میں بات چلی کہ دنیا کی عورتوں میں سے بہترین عورت کونسی ہے؟ کسی نے کوئی صفت بتائی اور کسی نے کوئی صفت بتائی، خیر بات چیت ہوتی رہی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کسی کام سے گھر تشریف لے گئے۔ سیدہ فاطمۃ الزہرہؓ کو بتایا کہ محفل میں یہ تذکرہ ہو رہا ہے کہ دنیا کی بہترین عورت کونسی ہے؟ ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہوا، سیدہ فاطمۃ الزہرہؓ نے فرمایا میں بتلاؤں کہ دنیا کی سب سے بہترین عورت کونسی ہے۔ فرمایا! ہاں بتایئے۔ فرمایا، دنیا کی سب سے بہترین عورت وہ ہے جو نہ خود کسی غیر مرد کی طرف دیکھے اور نہ کوئی غیر مرد اس کی طرف دیکھ سکے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ محفل میں واپس تشریف لائے اور حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! میری اہلیہ نے دنیا کی بہترین عورت کی پہچان بتائی کہ جو نہ خود کسی غیر محرم کو دیکھے نہ ہی کوئی غیر محرم اسے دیکھ سکے۔ حضرت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا فَاطِمَةُ بُضْعَةٌ مِنِّی (فاطمہؓ تو میرے جگر کا ٹکڑا ہے)۔

اچھی بیوی کی صفات

اہل اللہ نے لکھا ہے کہ بیوی میں چار صفات ضرور ہونی چاہئیں۔

پہلی صفت اس کے چہرے پر حیا ہو۔ یہ بات بنیادی حیثیت رکھتی ہے کہ جس عورت کے چہرے پر حیا ہو گا اس کا دل بھی حیا سے لبریز ہو گا۔ مثل مشہور ہے چہرہ انسان کے دل کا آئینہ ہوتا ہے (Face is the index of mind)۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ مردوں میں بھی حیا بہتر ہے مگر عورت میں بہترین ہے۔

دوسری صفت فرمائی جس کی زبان میں شیرینی ہو یعنی جو بولے تو کانوں میں رس

گھولے۔ یہ نہ ہو کہ ہر وقت خاوند کو جلی کٹی سناتی رہے یا بچوں کو بات بات پر جھڑکتی رہے۔

تیسری صفت یہ کہ اس کے دل میں نیکی ہو،

چوتھی صفت یہ کہ اس کے ہاتھ کام کاج میں مصروف رہیں۔ یہ خوبیاں جس عورت میں ہوں یقیناً وہ بہترین بیوی کی حیثیت سے زندگی گزار سکتی ہے۔

اچھے خاوند کی صفات

یہ بات ذہن میں رکھئے کہ اگر اپنی بیٹی کے لئے کوئی آدمی رشتہ ڈھونڈے تو اس کے لئے دو مثالیں کافی ہیں جو ہمیں رسول پاک ﷺ کی مبارک زندگی سے ملتی ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے اپنی بیٹی کے لئے کیسے داماد کو پسند کیا؟ ایک مثال حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی جو رشتہ میں قریبی تھے۔ جرأت اور شجاعت میں ان کا ثانی نظر نہیں آتا تھا۔ اللہ نے ان کو شیر کا دل عطا کیا تھا، مشقت اٹھانے والا بدن تھا، ذمہ داریاں نبھانے والے انسان تھے، سب سے بڑی بات کہ اللہ تعالیٰ نے علم اتنا عطا کیا کہ علوم کے بحر ناپیدا کنار تھے۔ تو معلوم ہوا کہ اپنی بیٹی کے لئے رشتہ ڈھونڈنا ہو تو اس سے بہتر مثال اور کوئی نہیں مل سکتی۔

دوسری مثال حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی ہے، اچھا کاروبار تھا، معاشرے میں عزت کا مقام تھا، اسلام لانے سے پہلے بھی معاشرے کے معزز انسان سمجھے جاتے تھے۔ طبیعت میں نرمی تھی، اس قدر باحیا تھے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا، عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے تو اللہ کے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔ بیٹی کے لئے رشتہ ڈھونڈنا ہو تو اللہ کے نبی ﷺ نے ہمارے سامنے مثالیں پیش کر دیں اس سے بہتر مثالیں ہمیں دنیا میں کہیں اور نہیں مل سکتیں۔

بہترین خاوند کون؟

حدیث پاک میں آتا ہے کہ

خیر کم خیر کم لاهله

(تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے لئے بہتر ہوں)

اور فرمایا

انا خیر کم لاهلی (میں اپنے اہل خانہ کے لئے تم میں سب سے بہتر ہوں)

تو نبی اکرم ﷺ نے اپنی زندگی کو مثال بنا کر پیش کیا کسی بندے کی اچھائی کا اندازہ لگانا ہو تو اس کے دوستوں سے نہ پوچھیں، کاروبار نہ دیکھیں، پوچھنا ہو تو اس کی بیوی سے ذرا پوچھیں کہ یہ کیسا انسان ہے۔ اگر بیوی کہے کہ اس کی معاشرت اچھی ہے تو وہ اچھا انسان ہے۔

فرمایا اکمل المومنین ایمانا احسنھم خلقا

(ایمان والوں میں سب سے کامل ایمان والا وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں)

ایک مرتبہ نبی علیہ السلام کے پاس ایک عورت آئی اور کہا میرا خاوند بات بات پر غصہ کرتا ہے حتیٰ کہ مارتا بھی ہے (یہ بات دونوں کان کھول کر سننے والی ہے باقی باتیں تو چلو ایک کان سے سن لینا مگر مردوں سے گزارش ہے کہ یہ بات ذرا دونوں کان کھول کر سنیں) بیوی نے آکر نبی پاک ﷺ کی محفل میں کہا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ میرا خاوند مجھے چھوٹی چھوٹی بات پر جھڑکتا ہے حتیٰ کہ مجھے مارتا ہے تو اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا،

یظل احد کم یضرب امراته ضرب العبد ثم یظل یعانقھا ولا

یستحی ؟

(تمہارا چہرہ سیاہ ہو تم اپنی بیوی کو باندی کی طرح مارتے ہو پھر اس کے ساتھ تم بوس و کنار کرتے ہو کیا تمہیں اس بات پر حیا نہیں آتی ؟)

یعنی ایک وقت میں تم اسے اتنا قریب کر رہے ہو دوسرے وقت میں تم اسے باندی کی طرح مار رہے ہو۔ یہ الفاظ ہمیں پیغام دے رہے ہیں کہ بیوی گھر کی نوکرانی نہیں بلکہ شریک حیات ہے۔ ہاں اگر وہ کوئی کبیرہ گناہ کر بیٹھے اور سمجھانے سے بھی نہ سمجھے تو اب شریعت نے محدود مارنے کی اجازت دی ہے تاکہ اسے نصیحت ہو سکے۔ مثل مشہور ہے لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے ، دو باتیں بڑی عام ہیں ایک یہ کہ عورت کی زبان قابو میں نہیں رہتی اور دوسری یہ کہ مرد کے ہاتھ قابو میں نہیں رہتے۔

اماں حوا علیہا السلام کو پسلی سے پیدا کرنے میں حکمت

سنیے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تو مٹی سے بنایا۔ لیکن جب اماں حوا کو پیدا کیا۔ تو روایات میں آتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے ان کو نکالا گویا عورت کو اللہ تعالیٰ نے مرد کی پسلی سے نکالا اس میں بھی ایک میسج ہے۔ یہ میاں بیوی کے درمیان ایسا تعلق ہے۔ ہم نے عورت کو تمہاری پسلی سے نکالا۔ پاؤں سے اس لئے نہیں بنایا کہ تم اسے پاؤں کی جوتی نہ سمجھ لینا۔ سر سے اس لئے نہیں بنایا کہ تم اس کو سر پہ نہ بٹھا لینا۔ ہم نے اسے پسلی سے بنایا ہے۔ اور یہی تمہارے دل کے سب سے زیادہ قریب ہے۔ لہٰذا اے خاوند تم اپنی بیوی کو دل کے قریب رکھنا۔ تمہاری زندگی اچھی گزر جائے گی۔

میاں بیوی کے تعلق کے بارے میں قرآنی مثال

شادی کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ میاں بیوی کے ذریعے گناہوں سے بچ جائے اور بیوی اپنے میاں کے ذریعے گناہوں سے بچے۔ اس لئے ان دونوں کو زندگی کا ساتھی کہتے ہیں۔ دونوں نے ایک دوسرے کے ذریعے سے گناہوں سے بچنا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری والی زندگی گزارنے میں ایک دوسرے کا معاون بننا ہوتا ہے، ان کا تعلق ایک دوسرے کے ساتھ اتنا مضبوط ہے۔ قرآن مجید میں ان کے تعلق کے بارے میں ایسی مثال دی کہ دنیا کا کوئی مذہب ایسی مثال نہ دے سکا۔ ارشاد فرمایا۔

هن لباس لكم وانتم لباس لهن

تمہاری بیویاں تمہارا لباس ہیں اور تم اپنی بیویوں کا لباس ہو

میاں بیوی کو لباس کیوں کہا؟

لباس کے دو فائدے ایک تو اس سے انسان کے بدن کے عیب چھپ جاتے ہیں۔ اگر بے لباس مرد کو کہیں کہ لوگوں میں چلا جائے تو شرم کے مارے اس کو پسینہ آ جائے۔ اور اگر کوئی اسے لوگوں کے سامنے زبردستی بے لباس کر دے تو جی چاہے گا کہ زمین پھٹے اور میں اندر اتر جاؤں۔ تو لباس کے ذریعے انسان اپنے جسم کے اعضاء کو دوسروں سے چھپاتا ہے یہ قدرتی شرم و حیا کا تقاضا ہے۔ تو لباس کا ایک فائدہ کہ یہ انسان کے عیبوں کو چھپاتا ہے۔ اور دوسرا فائدہ کہ یہ انسان کو زینت بخشتا ہے۔ جسم تو چادر سے بھی چھپ جاتا ہے مگر ہم عموماً اچھا لباس پہنتے ہیں، سنت طریقے سے سر پہ عمامہ ہو، جبہ ہو، نیچے تہہ بند یا پاجامہ شلوار ہو۔ تو اس طرح پہن کر جب ہم چلتے ہیں تو لوگ شخصیت کو دیکھ کر متاثر ہوتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ

کپڑوں نے انسان کی شخصیت کو زیبائش بخشی۔ یہ لباس کا دوسرا فائدہ ہے۔

میاں بیوی کے تعلق کے یہ دو فوائد بڑے اہم ہیں۔ اگر بیوی نہ ہو خاوند اپنے جنسی تقاضوں کے پیچھے معلوم نہیں کہاں کہاں منہ مارتا پھرے اور لوگوں کے سامنے ذلت ورسوائی اٹھاتا پھرے۔ یوں میاں بیوی کی زندگی کی وجہ سے اس کی شخصیت کے عیب چھپ گئے۔ اور دوسری بات یہ کہ اگر مرد کو اکیلا گھر میں رہنا پڑے تو گھر کے اندر بھی بے ترتیبی ہوگی اور اس کی زندگی کا کوئی کام ڈھنگ کا نہیں ہوگا۔ نہ اس کا لباس صاف ستھرا ہوگا نہ اس کے گھر میں کھانے پکانے کا نظم ٹھیک ہوگا۔ لہٰذا اس کی زندگی کے اندر جمال نہیں ہوگا۔ ہر وقت ملال رہے گا۔ بیوی کے آنے سے انسان کی زندگی کو زینت نصیب ہو جاتی ہے۔

ایک تیسری چیز ہے جو اس عاجز کی سمجھ میں آتی ہے۔ وہ یہ کہ لباس انسان کے جسم کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ کوئی بھی چیز ایسی نہیں جو لباس سے زیادہ انسان کے جسم کے قریب ہو۔ تو قرآن مجید میں جو لباس کی مثال دی اس سے بتانا یہ مقصود تھا کہ میاں بیوی کو پیغام مل جائے کہ اے خاوند تیرے لئے اب زندگی میں سب سے زیادہ قریب ترین ہستی تمہاری بیوی ہے۔ اور بیوی کو پیغام دیا گیا کہ تیرے لئے اب زندگی میں قریب ترین ہستی تمہارا خاوند ہے تم دونوں ایک دوسرے کے لباس کی طرح ایک دوسرے کے جسم کے قریب ہو۔ جب کوئی چیز اتنی قریب ہوتی ہے۔ تو صاف ظاہر ہے کہ اس سے انسان کو محبت ہوتی ہے، تعلق ہوتا ہے۔ تو قرآن مجید میں میاں بیوی کے تعلق کو اتنے خوبصورت لفظ کے ساتھ تشریح دے کر واضح کر دیا۔

خوشگوار ازدواجی زندگی

ازدواجی زندگی کے بارے میں ایک بات ذہن میں رکھئے کہ جہاں محبت پتلی

ہوا کرتی ہے وہاں عیب موٹے نظر آتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی باتوں کے بتنگڑ بن جایا کرتے ہیں۔ تو اس لئے شریعت نے حکم دیا کہ تم آپس میں محبت و پیار کی زندگی گزارو۔ انسان کو بڑا حوصلہ رکھنا چاہئے انگلش کا مقولہ ہے۔

To run a big show one should havea big heart.

(ایک بڑا انظام چلانے کے لئے انسان کو دل بھی بڑا رکھنا چاہئے)

انسان کو تحمل اور بردباری سے گھر کے معاملات نبھانے چاہئیں۔ کتنی عجیب بات ہے کہ خاوند اپنی بیوی سے جھگڑتا ہے، جو زندگی خاوند کے لئے وقت کر چکی ہوتی ہے اور بیوی اپنے خاوند سے جھگڑتی ہے جو اس کی زندگی میں اتنا بڑا مقام پا چکا ہوتا ہے۔

؎ شنیدم کہ مردان راہ خدا دل دشمنان ہم نہ کروند تنگ
ترا کہ میسر شود ایں مقام کہ با دوستان ہست پیکار جنگ

(ہم نے سنا اللہ والے دشمنوں کے دلوں کو بھی تنگ نہیں کیا کرتے، تمہیں یہ مقام کہاں سے نصیب ہوا کہ تم اپنوں کے ساتھ برسرِ پیکار رہو)

بعض اوقات دینی جہالت کی وجہ سے یا تکبر کی وجہ سے پڑھے لکھے جوڑوں میں بھی محاذ آرائی ہوتی رہتی ہے۔ میاں بیوی ایک دوسرے کے اس قدر خلاف کہ خاوند ہر وقت بیوی کی غلطیاں اور عیب ڈھونڈنے کی کوشش کرتا ہے اور بیوی ہر وقت خاوند کی غلطیاں اور عیب ڈھونڈنے کی کوشش کرتی ہے۔ جسم ایک دوسرے کے کتنے قریب دل ایک دوسرے سے کتنے دور، ان دونوں کا معاملہ اس شعر کے مصداق ہوتا ہے۔

؎ زندگی بیت رہی ہے دانش
کوئی بے جرم سزا ہو جیسے

بعض اوقات یہ جھگڑے کسی تیسرے کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ یہ میری بات یاد

رکھنا کہ میاں بیوی ایک دوسرے کی وجہ سے نہیں جھگڑتے، جب بھی جھگڑیں گے کسی تیسرے کی وجہ سے جھگڑیں گے، یا تو وہ ساس سسر ہوں گے اور یا بیوی کے میکے والے۔ اس لئے شریعت نے ایک بات سمجھا دی لڑکی کو کہا کہ دیکھو نکاح سے پہلے ایک ماں تھی اب تمہاری دو مائیں ہیں اور دو باپ ہیں۔ اسی طرح لڑکے کو بتا دیا کہ تمہاری دو مائیں اور دو باپ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ساس اور سسر کو ماں باپ کا درجہ دیا تو اس میں ایک بہترین اصول یاد رکھ لیجئے کہ شادی کے بعد لڑکی کو چاہئے کہ خاوند کے گھر والوں کو خوش رکھے اور خاوند کو چاہئے کہ وہ اپنی بیوی کے گھر والوں کو خوش رکھے۔ جہاں یہ اصول دونوں میاں بیوی اپنا لیں وہاں آپ دیکھیں گے کہ کبھی لڑائی نہیں ہوگی۔ کبھی ایک غصہ میں آجائے تو دوسرے کو چاہئے کہ تحمل مزاجی سے کام لے۔ بیک وقت دونوں کا غصہ میں آجانا معاملے کو بے حد خراب کرتا ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ اگر کوئی عورت خاوند کے غصہ پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اسے صبر ایوب علیہ السلام کا اجر عطا فرمائیں گے۔ اسی طرح کوئی مرد اپنی بیوی کے غصے پر صبر کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے بھی صبر ایوب علیہ السلام کا درجہ عطا فرمائیں گے، تو جب صبر کا اتنا اجر وثواب ملتا ہے تو اس موقعہ پر ذرا خاموش ہو جایا کریں۔

منفی سوچ سے بچیں

میاں بیوی دونوں کو منفی سوچ سے بچنا چاہئے۔ پنجابی کا مقولہ ہے ”بھاندے دا سب کچھ بھاوے تے نہ بھاندے دا کجھ وی نہ بھاوے“ یعنی جو آدمی اچھا لگتا ہو۔ اس کا ہر کام اچھا لگتا ہے اور جو آدمی برا لگتا ہو اس کا ہر کام برا لگتا ہے۔ میاں بیوی میں اگر منفی سوچ ہو تو ایک دوسرے کی ہر بات زہر معلوم ہوتی ہے۔ حکایت ہے کہ ایک بزرگ کی بیوی ان سے ہر وقت لڑتی جھگڑتی رہتی تھی، انہوں نے ایک

دن دعا کی کہ یا اللہ! میرے ہاتھ پر کوئی ایسی کرامت ظاہر فرما جسے دیکھ کر میری بیوی بھی میری عقیدت مند بن جائے۔ چنانچہ قدرت الٰہی سے انہیں الہام ہوا کہ تم اڑنا چاہو تو تمہیں ہوا میں اڑنے کی کرامت ملے گی۔ چنانچہ وہ بزرگ اڑتے اڑتے اپنے گھر کے اوپر سے گزرے، جب شام کو واپس گھر آئے تو بیوی نے آتے ہی کہا ''لو تم بھی بڑے بزرگ بنے پھرتے ہو۔ بزرگ تو آج میں نے دیکھے جو ہوا میں اڑتے جا رہے تھے'' اس بزرگ نے کہا ''خدا کی بندی وہ میں ہی تو تھا'' تو بیوی نے فوراً کہا ''اچھا میں بھی سوچ رہی تھی کہ یہ اڑنے والا ٹیڑھا ٹیڑھا کیوں اڑ رہا ہے'' دیکھا منفی سوچ کتنی بری چیز ہے۔ میاں بیوی کو چاہئے کہ اپنے اندر مثبت سوچ پیدا کریں، میاں بیوی کو چاہئے کہ قدم اٹھانے سے پہلے دیکھ لیں کہ راستہ کدھر کو جاتا ہے۔

جو شخص اپنی بیوی پر احسان کرے گا یقیناً وہ اپنی بیوی کا دل جیت لے گا۔ تو بیوی کو زور کے ذریعے جیتنے کی کوشش نہ کریں، بیوی کو احسان اور اچھے اخلاق کے ذریعے جیتنے کی کوشش کریں۔ ازدواجی زندگی میں سب سے زیادہ نقصان دہ چیز منفی سوچ ہے۔ دیکھیں سوچنے کے مختلف انداز ہوتے ہیں، ایک مثال دیتا ہوں، یک شاخ پر پھول بھی ہیں کانٹے بھی ہیں، اے مخاطب تجھے گلہ ہے کہ پھول کے ساتھ کانٹے ہیں اور مجھے خوشی ہے کہ کانٹوں کے ساتھ پھول بھی ہیں۔ یہ اپنی نظر ہے کسی کی نظر کانٹوں پر گئی اور کسی کی نظر پھول پر گئی۔ سچ ہے نظر اپنی اپنی، پسند اپنی اپنی۔

مسکرانا بھی نیکی ہے

حدیث پاک میں ہے کہ جب کوئی بیوی اپنے خاوند کی طرف دیکھ کر مسکراتی ہے اور خاوند بیوی کی طرف دیکھ کر مسکراتا ہے تو اللہ تعالیٰ دونوں کو دیکھ کر مسکراتے ہیں۔

اللہ اللہ، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام جب بھی گھر میں داخل ہوتے تو مسکراتے چہرے کے ساتھ داخل ہوتے تھے۔ خاوندوں کو چاہئے کہ دفتروں کے جھگڑے دفتر ہی میں چھوڑ کر آیا کریں جب گھر میں داخل ہوں تو مسکراہٹیں بکھیرتے ہوئے، سنت پر عمل کا ثواب بھی ملے گا اور جواب میں بیوی کی مسکراہٹ بھی ملے گی۔

A Smile

A smile is something nice to see it does not cast a cent .

A smile is something all you own it never can be spent .

A smile is welcome every where, it does away with frowns.

A smile is good for every one , to ease life,s up and downs.

یہ بھی نہیں ہونا چاہئے کہ خاوند تو مسکراتے چہرے سے گھر آئے مگر بیوی منہ لٹکائے پھرتی رہے۔ خاوند کی مسکراہٹ کا جواب بیوی کو درج ذیل الفاظ میں دینا چاہئے۔

معیت گر نہ ہو تیری تو گھبراؤں گلستان میں
رہے تو ساتھ تو صحرا میں گلشن کا مزہ پاؤں

لکھ کر لٹکایئے

انگلش کا ایک فقرہ ہے۔ اس کو میرے دوستو یاد کر لیجئے بلکہ گھر میں کہیں لکھ کر لٹکا لیجئے۔

House is built by hands but home is built by hearts.

کہنے والے نہ کہا کہ مکان تو ہاتھوں سے بن جایا کرتے ہیں مگر گھر ہمیشہ دلوں

سے بنا کرتے ہیں۔ اینٹیں جڑتی ہیں مکان بن جاتے ہیں مگر جب دل جڑتے ہیں تو گھر آباد ہو جایا کرتے ہیں۔ میرے دوستو! ہم ان باتوں کو توجہ کے ساتھ سنیں اور اچھی ازدواجی زندگی گزارنے کی کوشش کریں۔ چھوٹی چھوٹی باتیں اپنے گھر میں سمیٹ لیا کریں۔ ایسا جھگڑا نہ بنائیں جو کمیونٹی میں (Talk of the town) ٹاک آف دی ٹاؤن بنا کرے۔ ہم اپنی ذات کے خول سے باہر نکلیں۔ ہم مسلمانوں کی بدنامی کی بجائے مسلمانوں کی نیک نامی کا ذریعہ بنیں۔ آج ایسی سوچ رکھنے والے اتنے تھوڑے ہیں کہ چراغ رخ زیبا لے کر ڈھونڈنے کی ضرورت ہے۔

ایک ہجوم اولاد آدم کا جدھر بھی دیکھئے
ڈھونڈیئے تو ہر طرف اللہ کے بندوں کا کال

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جب میاں بیوی قریب ہوتے ہیں تو ایک دوسرے سے لڑائیاں ہوتی ہیں، اگر اسی حالت میں خاوند فوت ہو جائے تو یہی بیوی ساری زندگی خاوند کو یاد کر کے روتی رہے گی کہ جی اتنا اچھا تھا، میرے لئے تو بہت ہی اچھا تھا۔ اگر بیوی فوت ہو جائے تو یہی خاوند ساری زندگی یاد کر کے روتا رہے گا کہ بیوی اتنی اچھی تھی، میرا کتنا خیال رکھتی تھی۔ تو پنجابی کی ایک کہاوت ہے کہ "بندے دی قدر آندی اے ٹر گیاں یا مر گیاں"

ہم بندے کی قدر اس کے قریب رہتے ہوئے کر لیا کریں۔ کئی مرتبہ یہ دیکھا گیا ہے کہ میاں بیوی جھگڑے میں ایک دوسرے کو طلاق دے دیتے ہیں، جب ہوش آتی ہے تو خاوند اپنی جگہ پاگل بنا پھرتا ہے اور بیوی اپنی جگہ پاگل بنی پھرتی ہے۔ پھر ہمارے پاس آتے ہیں کہ مولوی صاحب کوئی ایسی صورت نہیں ہو سکتی کہ ہم پھر سے میاں بیوی بن کر رہ سکیں ایسی صورت حال ہرگز نہیں آنے دینی چاہئے

۔عفو و درگزر اور افہام و تفہیم سے کام لینا چاہئے۔ بلکہ ایک روٹھے تو دوسرے کو منا لینا چاہئے۔کسی شاعر نے کیا اچھی بات کہی ہے۔

اتنے اچھے موسم میں
روٹھنا نہیں اچھا
ہار جیت کی باتیں
کل پہ ہم اٹھا رکھیں
آج دوستی کر لیں

اسی مضمون کو ایک دوسرے شاعر نے نئے رنگ سے باندھا ہے۔

زندگی یونہی بہت کم ہے محبت کے لئے
روٹھ کر وقت گنوانے کی ضرورت کیا ہے

عورتوں میں حوروں والی صفات

معزز سامعین، ازدواجی زندگی کے بارے میں ہمارا مشرقی معاشرہ آج بھی الحمدللہ بہت پرسکون ہے۔بعض مشرقی لڑکیاں تو اس قدر پاکدامن ہوتی ہیں کہ ان میں حوروں کی صفات جھلکتی ہیں مثلاً عرباً یعنی خاوندوں کی عاشق اور قاصرات الطرف یعنی غیر مردوں کی طرف مائل نہ ہونے والیاں۔ یہ اسلام کی برکت ہے کہ مشرق میں آج بھی بعض ایسی معصوم جوانیاں ہوتی ہیں جو اپنے گھر سے قدم نکالتی ہیں تو ان کے دلوں میں کسی غیر مرد کا دخل نہیں ہوا کرتا۔ کئی ایسی بھی ہوتی ہیں کہ خاوند کا سر سے اٹھ گیا بچوں کی خاطر اپنی پوری زندگی گزار دیتی ہیں۔ جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے اس کی تو بہار خزاں میں تبدیل ہو گئی مگر یہ خزاں کے موسم میں بھی اپنے پروں کے نیچے اپنے چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کو چھپا کر اپنی

زندگی گزار رہی ہوتی ہے۔ اللہ اکبر،

چمن کا رنگ گو تو نے سراسر اے خزاں بدلا
نہ ہم نے شاخ گل چھوڑی نہ ہم نے آشیاں بدلا

انوکھا واقعہ

علماء کرام نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک بیوی بہت خوبصورت تھی جب کہ خاوند بہت بدصورت اور شکل کا انوکھا تھا، رنگ کا کالا تھا۔ بہر حال زندگی گزر رہی تھی، نیک معاشرے میں زندگیاں گزر جایا کرتی ہیں۔ ایک موقع پر خاوند نے بیوی کی طرف دیکھا تو مسکرایا خوش ہوا۔ بیوی دیکھ کر کہنے لگی کہ ہم دونوں جنتی ہیں۔ اس نے پوچھا یہ آپ کو کیسے پتہ چلا، بیوی نے کہا جب آپ مجھے دیکھتے ہیں خوش ہوتے ہیں شکر ادا کرتے ہیں اور جب میں آپ کو دیکھتی ہوں تو صبر کرتی ہوں شریعت کا حکم ہے کہ صبر کرنے والا بھی جنتی ہیں اور شکر کرنے والا بھی جنتی ہے۔

خاوند کی ذمہ داری

ہمارا یہ تجربہ ہے۔ کہ ہمارے اس مسلمانوں کے ماحول میں ننانوے فیصد مسلمان بچیاں شادی کے وقت جب رخصت ہوتی ہیں۔ تو ان کے دل کی یہ نیت ہوتی ہے۔ کہ میں نے آج جا کر اپنا گھر بسانا ہے۔ ننانوے فیصد بچیاں گھر بسانے کی نیت سے رخصت ہوتی ہیں۔ آگے خاوند پر منحصر ہے اگر اس نے صحیح برتاؤ کیا تو گھر آباد ہو جائے گا۔ اگر اس نے Miss Handle (غلط برتاؤ) کیا گھر برباد ہو جائے گا۔ تو گھر کی بنیاد یہ خاوند پر منحصر ہوتی ہے کہ وہ کس طرح بیوی کو رکھتا ہے۔ بیوی تو آتی ہی اسی نیت کے ساتھ ہے کہ میں نے تو اپنا گھر بسانا ہے۔ آخر کار اس نے ماں کو کیوں چھوڑا باپ کو کیوں چھوڑا۔ بہن بھائیوں کو کیوں چھوڑا

اپنے وطن کو کیوں چھوڑا۔ اپنے گھر کو کیوں چھوڑا سب کچھ اس لئے کہ ایک بندے کی خاطر کہ میں جاؤں گی تو اس کا گھر بساؤں گی۔ جو بچی اتنی قربانیاں دے سکتی ہے۔ وہ اس سے زیادہ بھی قربان کر سکتی ہے۔ مگر اس کو خاوند سے محبت ملنی چاہیے۔ پیار ملنا چاہیے۔ اچھے اخلاق ملنے چاہیے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ خاوند کا برتاؤ اچھا ہو گھر اچھا بن جاتا ہے۔ خاوند کا برتاؤ برا ہو گھر برباد ہو جاتا ہے۔ اسی لئے کسی نے عجیب بات کہی

House is build by hand but home is build by heart

جب اینٹیں جڑ جاتی ہیں۔ مکان بن جایا کرتے ہیں۔ لیکن جب دل جڑ جاتے ہیں۔ گھر آباد ہو جایا کرتے ہیں۔

تو خاوند کو چاہیے بیوی کو جو گھر لے کے آیا اب دل کو جوڑے اور اپنے گھر کو آباد کرے۔ دیکھئے پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیسی رحمتیں ہوتی ہے۔

اللہ رب العزت ہمیں خوشگوار ازدواجی زندگی گزارنے کی توفیق نصیب فرمائے آمین۔

و اخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

النكاح من سنتي

فمن رغب عن سنتي

فليس مني

الحديث

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شوہر کی دس خطرناک غلطیاں

از افادات

پیر طریقت رہبر شریعت مفکر اسلام

محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

شوہر کی دس خطرناک غلطیاں

الحمد للہ و کفی و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد !

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ○

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

و من ایتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیھا و جعل بینکم مودۃ و رحمۃ ان فی ذلک لایت لقوم یتفکرون ○

سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون ○ و سلام علی المرسلین ○

والحمد للہ رب العالمین ○

اللھم صل علی سیدنا محمد و علی ال سیدنا محمد و بارک وسلم

آج کا عنوان

ہماری آج کی گفتگو کا عنوان یہ ہے کہ ایک شوہر کو گھر میں اپنی بیوی کے ساتھ کس طرح رہنا چاہیے کہ ان کی زندگی سکون اور راحت سے بھرپور ہو اور ان کا گھر خوشیوں کا گہوارہ بن جائے۔ گھر آباد کرنے کے لئے کچھ اصول وضوابط ہوتے ہیں۔ اگر ان کے مطابق زندگی گزاریں تو گھر آباد ہو جاتے ہیں اور جہاں کوئی اصول ہی نہ ہو، کوئی قانون ہی نہ ہو تو وہ گھر تو جانوروں کا ڈربہ ہے۔ اسے کوئی آباد گھر نہیں کہہ سکتا۔

شادی کا مقصد

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

و من ایتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیھا و جعل بینکم مودۃ و رحمۃ ان فی ذلک لایت لقوم یتفکرون ○

[اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تم میں سے تمہارے لئے جوڑا بنایا، تا کہ تم ان سے سکون حاصل کرسکو۔ اور تمہارے درمیان مووت ورحمت رکھ دی۔ بے شک اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کیلئے]

تو معلوم ہوا کہ شادی کا مقصد یہ ہے کہ سکون حاصل ہو۔ جو لوگ شریعت وسنت کے طریقوں والی زندگی گزارتے ہیں ان کی زندگی میں سکون ہوتا ہے۔ اور جہاں آپ دیکھیں کہ میاں بیوی کی زندگی میں سکون نہیں ہر وقت کا جھگڑا ہے، چخ چخ ہے۔ ہر وقت جلی کٹی باتیں ایک دوسرے کو کرتے رہتے ہیں۔ بحث مباحثہ میں الجھے رہتے ہیں، سمجھ لیں کہ کہیں نہ کہیں دال میں کالا ہے۔ بیوی کی طرف سے کوتاہی ہے یا میاں کی طرف سے کوتاہی ہے اور عام طور پر ہمارا تجربہ یہی ہے کہ دونوں طرف سے کوتاہی ہوتی ہے۔ تالی ایک ہاتھ سے نہیں بجتی دونوں ہاتھوں سے بجا کرتی ہے، جب دونوں طرف سے کمی کوتاہی ہوتی ہے تو پھر زندگی کا سکون غارت ہو جاتا ہے اور انسان کے گھر کی زندگی اس کے لئے جہنم کا نمونہ بن جاتی ہے۔

پرسکون زندگی کیسے؟

شادی کے ذریعے پرسکون زندگی کیسے حاصل ہوتی ہے اس کے لئے قرآن مجید میں دو الفاظ استعمال ہوئے۔

وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَّرَحْمَةً

اور اس نے تمہارے درمیان مودت اور رحمت رکھ دی گئی۔

مودت کہتے ہیں آپس کے پیار کو جس میں دوستی کا انداز زیادہ ہو۔ اور واقعی شادی شدہ زندگی میں دو حصے ہوتے ہیں۔ ایک جوانی کا حصہ اور ایک بڑھاپے کا حصہ۔ جوانی میں اگر میاں بیوی کسی وقت ایک دوسرے سے لڑ جھگڑ بھی بیٹھتے ہیں تو جنسی تقاضا ایسا ہوتا ہے کہ کچھ وقت بعد ایک دوسرے کے ساتھ پھر اکٹھے ہوتے ہیں۔ دونوں کو جنسی خواہش مجبور کرتی ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ اکٹھے ہوں۔ تو معلوم ہوا کہ جوانی کے اندر تو جنسی کشش دونوں کو اکٹھا رکھتی ہے۔ اس لئے اس میں مودت کا لفظ استعمال کیا۔ یعنی دونوں میں دوستی کا پہلو غالب ہوتا ہے۔ لیکن جب انسان بوڑھا ہو جاتا ہے تو اس وقت میاں کو بیوی کی ضرورت نہیں ہوتی اور بیوی کو میاں کی ضرورت نہیں ہوتی۔ وہ جنسی تعلق یا تو بہت کمزور ہو جاتا ہے۔ یا پھر بالکل ختم ہو جاتا ہے۔ جوڑ کے رکھنے والا وہ جو جنسی تقاضا تھا وہ تو ختم ہو گیا۔ اب دونوں میاں بیوی کیسے مل کر زندگی گزاریں گے۔ تو قرآن مجید کا خوبصورت انداز دیکھئے، بلاغت دیکھئے، قرآن مجید کا اعجاز دیکھئے کہ اس کے لئے رحمت کا لفظ استعمال کیا۔

رحمت سے مراد دوسرے کے اوپر شفقت کا ہونا، ترس کھانا۔ کیا مطلب؟ مطلب یہ ہے کہ اب تمہاری بیوی نے جوانی تمہاری خاطر لٹا دی، اب وہ بڑھیا ہو چکی ہے، اگرچہ اب تمہاری ضرورت کے قابل نہیں لیکن اتنا عرصہ تمہاری وہ خدمت کر چکی آخر اس کا بھی تو اس کو کوئی صلہ ملنا چاہیے۔ اس لئے قرآن مجید نے رحمت کا لفظ استعمال کیا۔ چنانچہ بڑھاپے میں خاوند کو یہ سوچنا چاہیے کہ جس لڑکی نے اپنی جوانی میرے نام پر گزار دی، میرے بچوں کی تربیت میں گزار دی، میری

خادمہ بن کر جوانی گزار دی، اب وہ بڑھاپے میں اگر بیمار بھی ہے، ہڈیوں کا ڈھانچہ بھی ہے، تو جیسی کیسی ہے اب اس کا Cradit (حق) اتنا تو بنتا ہے کہ اب مجھے اس کو اپنے ساتھ رکھنا ہے اب مجھے اس کو اپنے سے دور نہیں کرنا۔ اسی طرح بیوی بھی سوچے کہ خاوند نے اپنی ساری جوانی میرے اور بچوں کے لئے گزار دی۔ اب یہ بیماریوں کا مجموعہ بن گیا۔ مجھے اس کی خدمت اس لئے کرنی ہے کہ اتنا عرصہ اس نے مجھے محبت دی پیار دیا شفقت دی لہٰذا یہ رحمت اور ترس کا پہلو ایک دوسرے پر غالب ہوگا تو پھر بڑھاپے میں بھی دونوں کو آپس میں محبت ہو گی۔ بڑھاپے میں انسان کو نسیان کا مرض ہو جاتا ہے۔ بڑھاپے میں ذرا جلد بازی طبیعت میں آجاتی ہے اور غصہ زیادہ ہو جاتا ہے لیکن جب ایک دوسرے کے اوپر رحمت اور شفقت کا معاملہ غالب ہوگا تو پھر ایک دوسرے کی غلطیوں سے درگزر کرنا آسان ہوگا۔

دین اسلام کا حسن دیکھئے کہ ازدواجی زندگی میں دو لفظ استعمال کئے۔ مودت کا تعلق جوانی کی زندگی کے ساتھ ہے اور رحمت کا تعلق بڑھاپے کی زندگی کے ساتھ ہے۔ بہر حال ہمیں چاہیے کہ ہم اسلامی تعلیمات کو اپنے لئے مشعل راہ بنائیں اور دنیا و آخرت میں سکون پائیں۔

بیوی کی تین بنیادی ضرورتیں

خاوند حضرات کو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ دنیا کی ہر عورت کو اپنی ازدواجی زندگی میں تین چیزوں کی بنیادی ضرورت ہوتی ہے۔ گویا وہ تین چیزوں کی طلبگار ہوتی ہے۔

(۱) تحفظ (Protection)

پہلی ڈیمانڈ اس کی Protection (تحفظ) ہے۔ وہ شوہر کی خاطر گھر بار چھوڑ کر آئی ہے۔ اب جہاں پر آئی ہے وہاں اسے Protection (تحفظ) چاہیے۔ اپنی جان کا تحفظ، اپنی عزت کا تحفظ، اپنے ایمان کا تحفظ چاہیے۔

تحفظ کیلئے پہلی بات تو یہ ہے کہ اس کیلئے سر چھپانے کی کوئی ایسی جگہ ہو جہاں وہ اپنے گھر میں اپنے بچوں کے ساتھ محفوظ رہ سکے۔ اس کا خاوند اس کی حفاظت کر سکے۔ یہ اس کا فطری تقاضہ ہے۔ اگر خاوند کسی ایسی جگہ بیوی کو رکھے کہ وہ عدم تحفظ کے احساس کا شکار رہے تو پھر گھر آباد نہیں ہو سکتا۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ خاوند کو چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کو اس کی تمام تر خوبیوں اور خامیوں کے ساتھ اپنا لے۔ آخر وہ انسان ہے اس میں اچھائیاں بھی ہو سکتی ہیں اور کچھ خامیاں بھی ہو سکتی ہیں۔ خاوند کو اسے اس کی تمام خوبیوں اور خامیوں کے ساتھ قبول کر لینا چاہیے اور تحفظ دینا چاہیے۔ خاوند اس کی اچھائی کا بھی ذمہ دار بنے اور برائی کا بھی ذمہ دار بنے۔ بیوی کو یہ تسلی دے کہ ہاں تم میری خاطر اب یہاں آئی ہو، اب تمہارے نفع نقصان کا میں ذمہ دار ہوں۔ یہ نہیں کہ اچھی باتیں ہوئیں تو تب تو ٹھیک ہے اور اگر ذرا سی غلطی ہوئی تو کہیں کہ ہم تمہیں اکھاڑ کر پھینک دیں گے جیسے کسی مرجھائے ہوئے پودے کو پھینک دیتے ہیں۔ تو اس سے Sence of Protection (احساس تحفظ) پیدا نہیں ہوتی۔ خاوند کو چاہیے کہ بیوی کو ایسی محبت دے کہ وہ یہ سمجھے کہ یہ میری اچھائی کو بھی قبول کرے گا اور اگر مجھ سے کوئی کوتاہی ہوئی تو، اس کا حلم اتنا ہے اور ظرف اتنا ہے کہ یہ میری کوتاہی کو بھی قبول کرے گا اور میری اصلاح کی کوشش کرے گا۔ یہ مجھے توڑ کر

پھینک نہیں دے گا۔ جب خاوند کو بیوی یوں محسوس کرے گی کہ یہ میرا سہارا ہے، میری زندگی کا سایہ ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک آسمان کی چھت عطا کر دی اور ایک خاوند کے گھر کی چھت عطا کر دی، میں دو چھتوں میں رہتی ہوں، مجھے اب فکر کی کیا ضرورت ہے۔ عورت کے اندر سے Fear of unknown (انجانا خوف) نکل جاتا ہے کہ کل کو کیا ہوگا میرے مستقبل کا کیا بنے گا، عورت کے ذہن سے یہ خطرہ دور ہو جاتا ہے۔ لہٰذا عورت گھر میں پرسکون ہو جاتی ہے۔

تو سب سے پہلی چیز ازدواجی زندگی میں عورت کو Protection (تحفظ) کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور خاوند کو چاہیے کہ یہ پروٹیکشن اس کو Provide (فراہم) کرے۔

(۲) توجہ (Attention)

اس کی دوسری اہم Demand (ضرورت) ازدواجی زندگی میں یہ ہوتی ہے کہ اسے میاں کی Attention (توجہ) چاہیے ہوتی ہے۔ یعنی خاوند اپنی بیوی کو وقت دے، اس کے ساتھ وقت گزارے، اس کی ضروریات کو محسوس کرے، اس کا حال احوال پوچھے۔ یہ نہیں کہ خاوند دفتر کے کاموں میں مصروف ہے اور بیوی گھر میں بیمار ہے تو کئی کئی دن اس کی طبیعت پوچھنے کی فرصت نہ ہو، اس کو ڈاکٹر کے پاس لے جانے کی فرصت نہ ہو۔ جب عورت کو یہ محسوس ہوگا کہ میرا خاوند تو مجھ پر توجہ ہی نہیں دیتا اور میری کسی ضرورت کا خیال ہی نہیں رکھتا تو عورت کبھی بھی پرسکون زندگی نہیں گزار سکتی۔ لہٰذا خاوند کی ذمہ داریوں میں سے ہے کہ وہ اپنی بیوی کو Attention (توجہ) دے۔

اٹینشن کا یہ مطلب نہیں ہے کہ گھر آ کر وقت تو گزار لیا مگر سارا وقت لڑتے

جھگڑتے گزاردیا، اسے Attention (توجہ) نہیں کہتے ۔ یہ تو الٹا دوسرے کو بے سکون کر دینا ہوتا ہے۔اٹینشن سے مراد یہ کہ دوسرے کو توجہ ملے۔ اس کو Satisfaction (اطمینان) ملے۔ ہر طرح کی Satisfaction (اطمینان) Moral Satisfaction اخلاقی اطمینان بھی اور Sexual Satisfaction (جنسی اطمینان) بھی۔تو یہ چیز اس کو Attention توجہ دینے سے حاصل ہوگی۔ تسلی مل جائے کہ خاوند میرے پاس آیا۔زندگی کی کتنی باتیں ہوتی ہیں جو اس نے اپنے خاوند سے کرنی ہوتی ہیں ۔ خاوند تو کبھی دفتر میں مصروف، کبھی اپنے بزنس میں مصروف اور وہاں سے جب واپس آتا ہے۔تو بیوی بیچاری نے اتنی باتیں ہوتی ہیں جو خاوند کے ساتھ share.. کرنی ہوتی ہیں۔اب یہ میاں اگر کھانا کھا کر سو جائے گا اور بیوی سے بات بھی نہیں کرے گا۔تو پھر اس کو وہ Moral Support اخلاقی مدد کہاں سے ملے گی ۔ تو گویا یہ مورل سپورٹ بھی خاوند نے اسکو فراہم کرنی ہوتی ہے۔ اس کو Share (ساجھ) کرنے کا موقع ملنا چاہیے۔وہ اپنے دل کا دکھ اور سکھ بتا سکے۔وہ اپنی ہر ضرورت پر اپنے میاں کے ساتھ تبادلہء خیال کر سکے۔ اس کو کہتے ہیں خاوند کی اٹینشن اس کو مل جانا۔

ہمارے یہاں ہوتا کیا ہے؟ میاں باہر سے آیا اور بیوی اس کے لئے بنی سنوری اور گھر کو صاف ستھرا کر کے کھانا تیار کر کے بیٹھی ہے کہ خاوند آئے گا اور میرے ساتھ کھانا کھائے گا۔ خاوند صاحب اپنے کسی بزنس کے معاملے میں موڈ آف کر کے آئے اور آتے ہی کہنے لگے کہ کھانے کی ضرورت نہیں میں تو بس سوؤں گا۔سوچئے کہ پھر اس بیوی کے دل پر کیا گزرے گی۔ اگر خاوند بیوی پر توجہ نہ دے، ساس سسر جتنا مرضی اس پر قربان ہوتے پھریں، اس کی نندیں اس کے

جتنے مرضی گن گاتی پھریں۔ بیوی کو کبھی سکون نہیں مل سکتا۔ وہ ہمیشہ پریشان رہے گی۔ اس لئے کہ اس کو خاوند کی توجہ نہیں ملتی۔

کتنی مرتبہ دیکھا۔ کہ اپنوں میں ہی رشتہ داریاں ہوتی ہیں۔ بیوی اپنی خالہ کے گھر جاتی ہے سب لوگ اس کے ساتھ اچھے ہوتے ہیں۔ مگر اس کا میاں کسی بری عادت میں گرفتار ہوتا ہے۔ ہوش بھی نہیں ہوتا پینے پلانے کے چکر میں ہوتا ہے۔ ایسی عورت کو کبھی سکون نہیں مل سکتا، اس لئے کہ جس کی خاطر وہ گھر چھوڑ کے آئی۔ اب وہی اس کو توجہ نہیں دے پاتا تو پھر اس کو کیسے سکون ملے گا۔ تو یہ اس کی شرعی ضرورت ہے اور ڈیمانڈ ہے۔ اور یہ خاوند کی ذمہ داری ہے کہ وہ بیوی کو Attention (توجہ) دے تاکہ وہ بیوی اپنے دل کا دکھ سکھ اس کے ساتھ کر سکے۔ اپنا وقت اس کے ساتھ گزار سکے۔

(۳) حوصلہ افزائی (Apprecitaion)

اور ایک تیسری چیز کہ بیوی چاہتی ہے کہ جب میں خاوند کے لئے ہر چیز کی حفاظت کرتی ہوں اور خاوند کے کہنے کے مطابق ہر کام کو پورا کرتی ہوں تو میرے اچھے کام پر مجھے شاباش ملنی چاہیے، تعریف ہونی چاہیے اور میری قدر ہونی چاہیے۔ جب بیوی اچھے کام کرے اور خاوند اس کی پروا ہی نہ کرے اور وہ Inconsiderate (انجان) بن جائے تو پھر بیوی کو کہاں سکون ملے گا۔ کیونکہ اس نے تو بیوی کی کسی اچھی بات کا دھیان ہی نہ دیا۔ بیوی اس کی خاطر اچھے اچھے کھانے بناتی ہے۔ یہ کھا تو لیتا ہے مگر کوئی ایک بات ایسی نہیں کہتا جس سے اس کی Encouragement (حوصلہ افزائی) ہو۔ یا جس سے اس کو Words of satisfaction (تسلی آمیز کلمات) مل جائیں، Words

of encouragement (حوصلہ افزائی کے کلمات) مل جائیں۔ تو پھر بیوی کو سکون نہیں ملتا۔ اس لئے کہ Appericiation (تعریف) انسان کی فطرت ہے۔ ہر بندہ اچھا کام کرتا ہے تو چاہتا ہے کہ میرے اچھا کام کو اچھا کہا جائے۔ اگر کوئی اچھے کو اچھا نہ کہے تو اس کا دل ٹوٹتا ہے۔ اس لئے کہ یہ فطری تقاضا ہے۔

خاوند کو اپنی بیوی کو یہ تینوں بنیادی چیزیں فراہم کرنی چاہئیں۔ مگر چونکہ دین کا علم نہیں ہوتا۔ اس لئے خاوندوں کی طرف سے کوتاہیاں ہوتی ہیں۔ غلطیاں ہوتی ہیں۔

شوہروں کی دس خطرناک غلطیاں

آج کی اس محفل میں چونکہ خاوند کے عنوان پر بتانا ہے کہ خاوند کو گھر میں کیسے رہنا چاہیے اس لئے ابتدا میں دس ایسی خطرناک غلطیاں بتا دیتے ہیں جو اکثر و بیشتر خاوند حضرات کر لیتے ہیں اور جن کی وجہ سے گھر کی زندگی بے سکون ہو جاتی ہے۔ خاوند حضرات تک اگر اس عاجز کی آواز پہنچے تو اس کو توجہ سے سنیں۔ دل کے کانوں سے سنیں۔ اور ان باتوں کو اپنے پلے باندھ لیں۔

(۱) بیوی کو نظر انداز کرنا

پہلی غلطی جو عموماً آج کل خاوند کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ بیوی کو نظر انداز کرتے ہیں۔ بیوی کو وقت نہیں دیتے۔ محفل میں بیٹھیں گے تو اور لوگوں کو توجہ دیں گے، بیوی کی طرف دھیان نہیں دیں گے۔ اگر رشتہ داروں کی عورتیں آگئیں تو ان کے ساتھ بڑی خوشی سے باتیں کریں گے مگر بیوی کے ساتھ بات کرنے کی فرصت نہیں۔ اوّل تو گھر میں آتے ہی دیر سے ہیں، اگر آ بھی جاتے ہیں تو ادھر ادھر کے کاموں میں مصروف رہتے ہیں۔ یاد رکھئے اپنی بیوی کو Ignore (نظر انداز)

کرنا بہت بڑی غلطی ہے۔ اس کے بارے میں کتنی ہی حکایتیں اور داستانیں معاشرے میں دیکھنے اور سننے کو ملتی ہیں۔ خاوند یہ سمجھتا ہے کہ یہ تو اب ہے ہی بیوی اب اس کو توجہ دینے کی یا محبت دینے کی کیا ضرورت ہے۔

لطیفہ مشہور ہے کہ خاوند بیٹھا کئی گھنٹوں سے کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا۔ بیوی بیچاری آگے پیچھے طواف کرتی پھر رہی تھی کہ کبھی تو ہماری طرف بھی محبت کی نظر اٹھا کر دیکھیں گے۔ مگر خاوند کو کام سے فرصت نہیں تھی۔ چنانچہ جب اس نے دیکھا کہ اب تو سونے کا وقت بالکل ہی قریب آ گیا اور اس کی تو آنکھیں ہی بند ہو رہی ہیں تو بیوی قریب آئی اور آکر کہنے لگی کاش میں بھی کوئی کتاب ہوتی۔ اتنے گھنٹے آپ مجھے بھی بیٹھ کر دیکھتے رہتے۔ اب خاوند نے بیوی کی طرف دیکھا اور کہنے لگا ہاں تمہیں تو کوئی ڈائری ہونا چاہیے تھا تاکہ ہر سال میں ڈائری کو بدل لیا کرتا۔

اگر خاوند کی سوچ ایسی ہوگی تو سوچئے کہ بیوی کو کہاں سکون ملے گا۔ خاوند اگر دوسروں کے ساتھ محبت و پیار سے باتیں کرتا ہے تو بیوی تو ان سے بھی زیادہ پیار کی مستحق ہے۔ اس کی طرف بھی توجہ دینی چاہیے اور اس سے بھی محبت کی باتیں کرنی چاہئیں۔ بلکہ ایک کافر نے اپنے ماحول کے حساب سے یہ بات کہی کہ ''جس پیار کی نظر سے خاوند اپنے ہمسائے کی لڑکی کی طرف دیکھ لیتا ہے اگر اس نظر سے ایک بار اپنی بیوی کو دیکھ لے تو اس کا گھر کبھی برباد نہ ہو۔'' خاوند کو چاہیے کہ اپنی بیوی کو بھرپور توجہ دے۔ اس کو محسوس کروائے کہ میرے نزدیک تم بہت کچھ ہو اور میرے دل میں تمہارا بڑا مقام ہے۔ اس طرح بیوی کو Satisfaction مل جاتی ہے۔

بعض دفعہ خاوند آپس میں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں کہ جی میں نے کبھی بیوی کو ویلیو ہی نہیں دی۔ وہ پرلے درجے کے بے وقوف ہوتے ہیں۔ ان کو شریعت کا پتہ ہی نہیں ہوتا۔ لگتا ہے کہ شریعت کی ہوا ہی نہیں لگی ہوتی۔ اس لیئے وہ اپنے منہ سے

کہتے ہیں کہ ہم تو اپنی بیوی کو نظر انداز کرتے ہیں۔

(۲) طلاق کی دھمکی

دوسری خطرناک غلطی یہ کرتے ہیں کہ بیوی کے سر پر ہر وقت طلاق والی تلوار لٹکائے رکھتے ہیں۔ ذرا سی کوئی بات ہوئی، میں تمہیں فیصلہ دے دوں گا...... میں تمہیں گھر پہنچا دوں گا...... میں تمہیں چھوڑ دوں گا......تم کیا سمجھتی ہو مجھے کئی رشتے ملتے ہیں...... یاد رکھنا جس خاوند نے بیوی کے سر پر طلاق والی تلوار لٹکا دی اب اس بیوی کو کبھی Satisfaction (اطمینان) نہیں ہو سکتی۔ خاوند تو ایک دفعہ کہہ کر چلا گیا کہ میں تمہیں طلاق دے دوں گا لیکن وہ یہ نہیں سوچتا کہ بیوی کے ذہن کے اندر کیا طوفان مچ گیا۔ اس کو تو اپنی ذات بے سہارا نظر آنے لگ گئی۔ اب وہ بیٹھ کر سوچتی رہتی ہے کہ اگر یہ بندہ مجھے چھوڑ ہی دے گا تو میرا بنے گا کیا؟ اب وہ کیا کرتی ہے یا تو پھر والدین سے اپنی کوئی شرط اور پکی کر لیتی ہے۔ ان کو اپنی ہر بات میں راز دار بناتی ہے تاکہ اگر مجھے خاوند کبھی دھکا دے دے تو کم از کم میں اپنے ماں باپ کے پاس تو چلی جاؤں۔ کیونکہ اب اس کو Sence Of Protection (احساس تحفظ) نہیں رہا۔ کبھی وہ یہ سوچتی ہے کہ اگر خاوند مجھے چھوڑ دے تو میں کیا کروں گی۔ وہ سوچتی ہے کہ اچھا میں جاب کر لوں گی۔ ماں باپ کے گھر تو جا نہیں سکتی۔ اس لئے مجھے اپنے آپ کو سنبھالنا ہے۔ لہٰذا اب اس کے ذہن میں شیطان الٹی سیدھی باتیں ڈالے گا کہ تم اس طرح اپنے آپ کو Support (سہارا) دے لینا اور تم اپنا تعلق فلاں سے بھی رکھو۔

گناہوں کا دروازہ

ہم نے تو یہ تجربہ کیا کہ جو لوگ بات بات پر کہتے ہیں کہ ہم تمہیں طلاق دے

دیں گے ان کی بیویاں اگر دیندار نہ ہوں تو وہ دوسرے مردوں کی چکر میں پڑ جاتی ہیں۔ ان کو بھی Stand by (متبادل) کے طور پر رکھتی ہیں۔ پھر ان کے ذہن میں گناہ گناہ نہیں رہتا۔ شیطان ان کو سکھاتا ہے کہ یہ خاوند تو پتہ نہیں کب تمہیں چھوڑ دے اور ماں باپ کے گھر جاکے تو تو نے بیٹھنا نہیں، لہٰذا اب کسی اور کو سٹینڈ بائی رکھنا چاہیے۔ لہٰذا یہ عورت اپنے خاوند کے گھر رہتے ہوئے کسی نہ کسی سے اپنا تعلق اس درجے میں رکھتی ہے۔ اگر یہ مجھے چھوڑے تو کوئی دوسرا اپنانے والا ہو۔ معلوم ہوا کہ یہ الفاظ، یا Threat (دھمکی) ایسی ہے کہ عورت کے لئے گناہوں کا دروازہ کھول دیتی ہے۔ خاوندوں کو عقل کے ناخن لینے چاہیے اور یہ الفاظ ان کو قطعاً استعمال نہیں کرنے چاہئیں۔ جب بیوی بنا کر اپنا لیا تو اب زندگی گزارنے کے سودے ہیں۔ جب تم اسے تسلی دو گے اور مطمئن کرو گے تو وہ تمہارا گھر آباد کرے گی۔ یہ کتنی بے وقوفی کی بات ہے کہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں اس کو کہتے ہیں کہ میں تمہیں Divorce کر دوں گا۔ میں تمہیں گھر پہنچا کے آؤں گا، ہاں میں تمہیں ماں باپ کے گھر بھیج دوں گا۔ اس سے یہ ہوتا ہے کہ عورت کے ذہن میں Fear of unknown (انجانا سا خوف) رہتا ہے۔ لہٰذا وہ خاوند کے ساتھ کبھی وفادار نہیں رہتی۔ خاوند نہیں سمجھتا کہ طلاق کا لفظ عورت کے لئے بجلی کی طرح ہوتا ہے۔ لہٰذا اس لفظ کو کبھی استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

تجربے کی بات

ہمارے تجربے میں ایک بات آئی۔ ایک میاں بیوی تھے۔ میاں صاحب نے ایم اے کیا ہوا تھا۔ کالج کے اندر پروفیسر تھے اور ان کی بیوی نے ایم اے ایل ایل بی کیا ہوا تھا۔ دونوں نیک دیندار تھے۔ جوان العمر تھے۔ مگر دونوں کے گھر میں کھٹ بٹ رہتی تھی۔ کوئی پرسکون زندگی نہیں تھی۔ شادی کو سات سال گزر گئے۔

سات سالوں میں کوئی سکون کا دن شاید انہوں نے گزارا ہوگا۔ چنانچہ جب دونوں سلسلے میں داخل ہوئے تو دونوں نے اپنی اپنی طرف سے یہ بات پہنچائی۔ بیوی نے علیحدہ خط میں لکھی خاوند نے علیحدہ بیٹھ کر بات کی کہ ہم آپس میں کوئی سیٹ نہیں ہو پائے۔ اگرچہ لکھے پڑھے ہیں اور دیندار ہیں۔ لیکن لگتا ہے کہ ہماری گاڑی لمبی نہیں چلے گی۔ اس عاجز نے ذرا دونوں سے بات معلوم کی تو پتہ چلا کہ میاں صاحب کی عادت تھی کہ ذرا سے غصے میں آکر کہہ دیتے میں **Educated** ہوں، پروفیسر ہوں، اگر تم میری بات نہیں مانو گی تو میں تمہیں طلاق دے کر دوسری شادی کر لوں گا۔ اس کی وجہ سے عورت کے اندر **Insecurity** (عدم تحفظ کا احساس) پیدا ہو گیا تھا۔ اور وہ بھی پھر میاں کے ساتھ جھگڑا کرتی تھی۔ جب اس عاجز نے **Diagnose** تشخیص کر لیا کہ ان دونوں کے درمیان اصل مرض یہ ہے۔ ایک مرتبہ دونوں کو بلایا۔ بیوی پردے میں آئی۔ خاوند بھی آیا۔ خاوند اور بیوی کو بٹھا کر کہا۔ آپ دونوں کی خوشیوں کا حل اس عاجز کے پاس موجود ہے۔ وہ کہنے لگے کیا؟ میں نے خاوند سے کہا کہ میں حل آپ کو بتاتا ہوں مگر وعدہ کرو کہ اس کو پورا کرو گے۔ مجھے امید ہے کہ اس کے بعد تمہاری زندگی جنت کا نمونہ بنے گی۔ وہ بڑے حیران ہو گئے کہ ایسا کون سا حل ہے۔ میں نے خاوند سے وعدہ لیا کہ میرے ساتھ وعدہ کرو تم اپنی بیوی کو طلاق نہیں دو گے جب تک کہ تم مجھ سے مشورہ نہیں کر لو گے اور میں بھی ہاں نہ کر دوں۔ خاوند نے جب یہ وعدہ کر لیا اب بیوی کو **Protection** مل گئی۔ سیکورٹی مل گئی۔ چنانچہ جب واپس گئے تو اس کے بعد کبھی ان کے درمیان دوبارہ جھگڑا نہیں ہوا۔ اس لئے کہ بیوی کو اب یقین ہو گیا کہ حضرت صاحب سے میرے خاوند نے وعدہ کر لیا اس لئے اب یہ طلاق مجھے نہیں دے سکتا۔ لہٰذا اب اس کو زندگی کا سکون نصیب ہو گیا۔

طلاق......ایک ناپسندیدہ چیز

ویسے بھی حدیث پاک میں آیا ہے کہ جتنی چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے جائز فرمایا! ان میں سب سے ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔ شریعت نے اس کو پسند نہیں کیا۔ ہاں ضرورت اور موقع کے مناسب کبھی ضرورت پڑ جاتی ہے کہ طلاق ہی کسی کے مسئلے کا حل ہوتا ہے تو اس لئے شریعت نے جائز تو کہہ دیا مگر اس کو پسند نہیں کیا۔ لہٰذا خاوندوں کو چاہیے کہ طلاق کا لفظ کبھی اپنی زبان سے نہ نکالیں۔

طلاق سے پہلے

ہاں مسائل ہوتے ہیں پرابلم ہوتے ہیں۔ ان کے اور بھی جائز طریقے ہیں سمجھانے کے۔ ایک طلاق تو اللہ نے سمجھانے کے لئے نہیں بنایا۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اس کے سمجھانے کا کوئی دوسرا طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔

قرآن مجید میں نے بیوی کی غلطی پر اس کی تعزیر کا طریقہ بتایا۔ سب سے پہلی بات سمجھائی کہ تم اس سے بولنا بند کر دو یعنی بولنا کم کر لو۔ جب کم کرو گے تو صاف ظاہر ہے کہ وہ تمہیں منائے گی، غلطی سے ہٹ آئے گی۔ اور اگر یہ بھی نہیں تو پھر۔ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ۔ پھر تمہیں چاہیے کہ تم اس سے بستر جدا کر لو۔ تو وہ پھر سمجھ جائے گی کہ میاں مجھ سے واقعی ناراض ہے۔ اب جب اتنی باتیں بتائی گئیں تو اس میں کہیں طلاق کا لفظ تو نہیں بتایا گیا۔ تو معلوم ہوا کہ شریعت بھی چاہتی ہے کہ سمجھانے کے جو اور طریقے ہیں پہلے ان کو کیا جائے۔

حتیٰ کہ وہ کوئی سخت غلطی گناہ بھی کر بیٹھی ہے تو شریعت کہتی ہے کہ اس کے بعد اگر تم اس کو مارنا بھی چاہو تو شریعت تمہیں تھوڑی سی اجازت دیتی ہے۔ مگر اس کی بھی حدود و قیود ہیں اور یہ عام بات میں نہیں کہ نمک تیز ہو تو ہاتھ اٹھا لیا۔ یہ اس

عورت کے لئے ہے جو اخلاقی غلطی کر بیٹھے اس پر مرد کو حکم دیا گیا کہ پہلے تم اس سے ناراض ہو، وہ تمہیں منائے، پھر بھی نہیں سمجھی تو بستر جدا کر لو۔ پھر بھی نہیں سمجھی اب ذرا تھپڑ بھی دو چار لگا دو۔ مگر پشت پہ لگاؤ، چہرے پہ نہیں لگا سکتے۔ ایک صاحب کہنے لگے...... او جی اسلام میں بیوی کو مارنے کا حکم ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ مارنے کا حکم تو ہے مگر کس صورت حال میں؟ کہنے لگا، ہاں اگر کوئی وہ اخلاقی غلطی کر لے پھر مارنے کا حکم ہے۔ میں نے کہا آپ کیا چاہتے ہیں کہ وہ اخلاقی غلطی کر کے آئے تو اب خاوند کو چاہیے کہ اس کو حلوہ کھلائے کہ ہاں تم نے بہت اچھا کام کیا۔ میں تمہیں آئس کریم لا کر کھلاتا ہوں۔ اس کا تو حل یہی ہے کہ جب سمجھانے سے بھی نہیں سمجھ آ رہی تو پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانا کرتے۔ اس لئے شریعت نے پھر اس کو علاج کے طور پر یہ کڑوی دوا پلانے کا حکم دیا۔ مگر اس دوران میں کہیں طلاق کا لفظ تو نہیں آیا قرآن پاک کی آیت میں۔ تو معلوم ہوا کہ شریعت بھی یہ چاہتی ہے کہ مسائل کا حل ڈھونڈا جائے۔ مگر طلاق حل نہیں ہے۔

طلاق کا صحیح طریقہ

اور اگر خدانخواستہ کبھی طلاق کی نوبت آ ہی پہنچے تو اس کا بھی ایک طریقہ شریعت نے سمجھایا۔ طلاق کا جہاں حکم آیا شریعت کہتی ہے کہ تم اپنوں میں سے دو بندے بلاؤ ان کے بھی دو بندے بلاؤ۔ وہ آپس میں بیٹھ کر مشورہ کریں۔ وہ طلاق سے پہلے فریقین میں صلح صفائی کی حتی الوسع کوشش کریں۔ جب سب سمجھ لیں کہ صلح کی کوئی صورت نہیں تو پھر حکم ہے کہ اچھے طریقے سے بیوی کو فارغ کر دیا جائے۔ تو معلوم ہوا کہ طلاق سے پہلے بھی مشورے کو رکھا گیا۔ طلاق تو سب سے آخری چیز

ہوتی ہے۔اس سے پہلے کتنے مراحل ہیں۔تو خاوندوں کو یہ بات اچھی طرح سمجھنی چاہیے کہ ذرا ذرا سی بات پہ کہہ دینا کہ میں تمہیں طلاق دے دوں گا یہ پرلے درجے کی بے وقوفی ہوتی ہے۔

تو خاوند لوگ یہ بہت بڑی کوتاہی کر لیتے ہیں۔ان کو پتہ ہی نہیں ہوتا۔کہ یہ لفظ عورت کے ذہن میں کتنا انقلاب برپا کر دیتا ہے۔اس کے ذہن میں منافقت پیدا کر دیتا ہے۔اس کی شخصیت کو توڑ کر دو میں بدل دیتا ہے۔ Split personality (منقسم شخصیت) بن جاتی ہے۔طلاق کا نام سن کر اس کے دماغ میں شیطان کسی دوسرے غیر محرم مرد کا تعلق ڈال دیتا ہے اور گناہوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔وہ گھر کسی اور کا بسا رہی ہوتی ہے مگر دل میں کسی اور کو بسا رہی ہوتی ہے۔یہ کتنی واہیات اور بری بات ہے۔لہٰذا خاوندوں کو چاہیے کہ وہ طلاق کی دھمکی کبھی بھی نہ دیں۔

(۳) دوسری شادی کی دھمکی

تیسری خطرناک غلطی یہ ہے کہ خاوند ہر وقت بیوی کو کہتے رہتے ہیں کہ تم تو اتنی خوبصورت نہیں ہو، میں دوسری شادی کر لوں گا۔یہ دوسری شادی کی دھمکی دینے کی کیا ضرورت ہوتی ہے۔گو شریعت نے مرد کو اجازت دی ہے کہ وہ چار شادیاں کر سکتا ہے۔لیکن جب اس کی بیوی مرد کے سب تقاضے پورے کر رہی ہے تو کیا مصیبت پڑی ہے کہ بیوی کو دوسری شادی کی دھمکی دی جائے۔یا سوکن لانے کی دھمکی دی جائے۔خواہ مخواہ اس کی زندگی میں بھی پریشانی پیدا کی جائے اور اپنی زندگی میں بھی پریشانی پیدا کی جائے۔

عدل کرنا آسان کام نہیں

یادرکھنا دو بیویوں کے درمیان عدل وانصاف کرنا یہ انسان کے اوپر فرض ہوتا ہے۔اور یہ عدل کرنا انسان کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ سنئے قرآن مجید اس پر گواہی دے رہا ہے۔ارشاد فرمایاولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء ولوا حرصتم ۔تم کتنے ہی حریص کیوں نہ ہوجاؤ اورتمہارے اندر کتنا ہی ٹھرکی پن کیوں نہ ہوتم دو بیویوں کے درمیان انصاف نہیں کر سکتے ۔تو جب قرآن یہ کہہ رہا ہے کہ تم انصاف کر ہی نہیں سکتے،کمزور ہو،تو پھر اتنا بڑا بوجھ لے کر قیامت کے دن اللہ کے حضور کیسے جاؤ گے۔اس لئے حدیث پاک میں آیا ہے کہ جس بندے کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان کے درمیان انصاف نہ کرتا ہو، قیامت کے دن ایک فالج زدہ انسان کی طرح اللہ تعالیٰ کے حضور اس کو کھڑا کیا جائے گا اور پھر اس کو شرمندگی ہوگی کہ میں نے اپنی بیویوں میں ناانصافی کی۔تو جب اتنا انصاف ہم کر ہی نہیں پاتے ۔ یہ بہت بڑا چیلنج ہے۔لہٰذا دوسری شادی کوئی چھوٹی سی بات نہیں ہوتی۔تو ایسی دھمکی دینے کی کیا ضرورت ہوتی ہے۔

دوسری شادی کا خیال کیسے نکلا

اس عاجز نے امریکہ کی ایک کمیونٹی میں بعض بیویوں کی طرف سے یہ باتیں سنیں کہ خاوند ہم پر توجہ نہیں دیتے۔ان کو خوب سے خوب تر کی تلاش رہتی ہے۔ یہ نیک لوگوں کی باتیں تھیں جو سلسلے میں بیعت تھے۔ جب اس عاجز نے کمیونٹی کی طرف سے کئی عورتوں سے یہ پیغام سنا اور محسوس کیا تو پھر خاوندوں کی ذرا کلاس لی۔ان کو بلا کر بٹھایا اور حال احوال پوچھے تو پتہ یہی چلا کہ اس ماحول میں چونکہ ان کو ہر طرف گوری لڑکیاں ملتی ہیں اور ایک سے بڑھ کر ایک خوبصورت ہوتی ہے تو

ذہن اسی طرف رہتا ہے کہ یہ بیوی تو اتنی خوبصورت نہیں ، فلاں لڑکی زیادہ خوبصورت ہے، اس کے ساتھ بھی شادی ہوسکتی ہے۔تو اب دوسری شادی کا خیال ان کے ذہن میں ہے۔کریں یا نہ کریں یہ اور بات ہے مگر Option (موقع) ان کو نظر آرہا ہوتا ہے۔لہٰذا اس وجہ سے وہ گھر میں بیوی کو پوری طرح پیار نہیں دیتے۔اس عاجز نے ان سب سے کہا کہ تم اپنے ذہنوں سے آج یہ نکال دو کہ تم نے دوسری شادی کرنی ہے۔جس سے پہلے کر لی ذرا اس کو تو مطمئن کر کے ہمیں دکھا دو۔جب اس کو مطمئن کرو گے تب تمہارے بارے میں اگلی بات سوچیں گے۔ چونکہ بیعت کا تعلق تھا اور اس میں نیک دیندار اور متقی لوگ تھے، بڑے بڑے عالم لوگ تھے، کئی بڑے بڑے حافظ تھے قاری تھے اور دوسرے آفیسر حضرات تھے کافی سارا مجمع تھا۔جب سب کو اچھی طرح یہ بات سمجھائی گئی اور ان سے یہ وعدہ لیا گیا کہ تم اپنی موجودہ بیوی کو مطمئن کرو گے تو پھر تم میرے پاس آنا کہ اب ہمیں دوسری کی ضرورت ہے۔جب وہ وعدہ کر کے گئے تو ایک ہفتے کے اندر وہ خود واپس آئے اور کہنے لگے حضرت! عجیب بات ہے۔جس دن سے دوسری شادی کا خیال ہم نے ذہن سے نکال دیا ہمیں پہلی بیوی اتنی پیاری لگنے لگ گئی کہ شکل بھی اچھی لگتی ہے، عقل بھی اچھی لگتی ہے، کام بھی اچھے لگتے ہیں، گھر کے اندر سکون محسوس ہوتا ہے۔ اب ہم نے سو فیصد نظروں کی حفاظت بھی کرنا شروع کر دی ہے۔

تو بہت بڑی خطرناک غلطی ہوتی ہے کہ خاوند اپنی بیوی کو دوسری شادی کی دھمکی دیتے ہیں۔ایک کو سنبھال نہیں سکتے اور دوسری کی باتیں کرتے ہیں۔یہ تو ایسا ہی ہے کہ ایک آدمی ایک من بوجھ تو اٹھا نہ سکے کہ گردن ٹوٹی جا رہی ہے اور پھر وہ دعوے کرے کہ میں ایک من اور سر پہ اٹھا لوں گا۔پھر تیری ریڑھ کی ہڈی ٹوٹے گی اور تیرا تماشا دنیا دیکھے گی۔یہی حال اس خاوند کا ہوتا ہے۔لہٰذا یہ خطرناک غلطی کبھی

نہیں کرنی چاہیے۔ یاد رکھنا اگر تمہیں دوسری بیوی مل سکتی ہے تو تمہاری بیوی کو دوسرا خاوند بھی مل سکتا ہے۔ اگر تمہارے Reaction میں آ کر کبھی تمہاری بیوی نے یہ جواب دے دیا کہ ہاں میں بھی دوسری شادی کر کے دکھاؤں گی۔ کیا لڑکی کو دوسرا لڑکا نہیں مل سکتا۔ لہٰذا یہ بڑی بے وقوفی ہوتی ہے۔ بیوی کو کبھی دوسری شادی کی دھمکی نہیں دینی چاہیے۔

(۴) بے عزت کرنا

چوتھی غلطی عام طور پر خاوند حضرات یہ کر لیتے ہیں کہ اپنی بیوی کی کسی غلطی پر اسے لوگوں کے سامنے روک ٹوک کرتے ہیں۔ لوگوں کے سامنے اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ لوگوں کے سامنے بے عزت کر دیتے ہیں اور ڈانٹ پلا دیتے ہیں۔ اپنے طور پر تو وہ اچھے بن جاتے ہیں۔ دوسروں کو میسج مل جاتا ہے کہ دیکھو گھر میں میرا کتنا کنٹرول ہے، بہن کے سامنے بیوی کو ڈانٹ پلا دی۔ ماں کے سامنے بیوی کو ڈانٹ دیا۔ بہن اور ماں کی نظر میں بڑے اچھے بن گئے کہ ہاں ہمارا بیٹا تو بہت کنٹرول رکھتا ہے گھر میں۔ بہن کہتی ہے کہ میرے بھائی کا تو بہت کنٹرول ہے گھر میں۔ یوں وہ اپنی ماں بہن کی نظر میں بڑے اچھے بن گئے۔ مگر حقیقتاً اپنی بیوی کی نظر میں انہوں نے اپنے وقار کو صفر بنا دیا۔ اس لئے کہ ہر ایک کی اپنی عزت نفس ہوتی ہے۔ جب کسی کی عزت نفس کو مجروح کیا جائے گا تو پھر اس انسان کا دل ٹوٹ جائے گا۔ اور یہ چیز گناہ میں شامل ہے۔ اگر ایک چھوٹے بچے کو لوگوں کے سامنے ڈانٹ دیا جائے تو وہ رونا شروع کر دیتا ہے کیونکہ اس کی عزت نفس مجروح ہو جاتی ہے۔ تو پھر عورت تو بالآخر بڑی ہوتی ہے، اس کو تو عزت نفس کی زیادہ پروا ہوتی ہے۔ لہٰذا اس کی عزت نفس کا خیال رکھنا چاہیے۔ اس کو نصیحت کرنی ہے تو تنہائی

میں کرو اور اگر تعریف کرنی ہے لوگوں کے سامنے کرو۔ اس کو زندگی کا اصول بنالو تنہائی میں اگر بیوی کو جلی کٹی بھی سنادو گے بیوی بیچاری برداشت کرلے گی مگر لوگوں کے سامنے کی ذلت برداشت کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اس لئے یہ بات ذہن میں رکھیں کہ بیوی کو دوسروں کے سامنے کبھی بھی اس طرح تنقید کا نشانہ نہ بنائے۔ وہ زندگی کی ساتھی ہے۔ تھوڑا وقت دونوں کو علیحدگی میں ملتا ہے۔ ایک دوسرے کو سمجھا دو جو سمجھانا ہے لوگوں میں تم اس قسم کی باتیں کرو گے۔ تمہاری اپنی پوزیشن ان بیلنس ہو جائے گی۔

علماء نے لکھا ہے کہ بچہ جب تنہائی میں گرتا ہے اس کو زیادہ چوٹ لگتی ہے وہ نہیں روتا اور اٹھ کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر لوگوں کے سامنے گر جائے۔ اس سے آدھی چوٹ بھی لگے تو رونا شروع کر دیتا ہے۔ اس لئے کہ لوگوں کے سامنے اس کی عزت نفس مجروح ہوئی ہے۔ وہ درد سے نہیں رو رہا ہوتا عزت نفس مجروح ہونے کی وجہ سے رو رہا ہوتا ہے۔ لہذا کبھی بھی انسان عزت نفس کو مجروح نہ کرے۔

(۵) وقت نہ دینا

پانچویں خطرناک غلطی عام طور پر خاوند یہ کرتے ہیں کہ بیوی کو وقت نہیں دیتے بلکہ جب وقت ملا۔ اب امی کے پاس بیٹھے باتیں چل رہی ہیں۔ رات کے بارہ بج گئے نیند سے جب آنکھیں پُر ہو گئیں اب کمرے میں آکر دھم سے لیٹ گئے اور بیوی سے بات بھی نہ کی۔ کچھ پوچھا بھی نہیں کہ تم جیتی ہو یا مرتی ہو۔ تمہاری طبیعت ٹھیک ہے یا بیمار ہو۔ اب اگر خاوند وقت ہی نہیں دے گا۔ تو صاف ظاہر ہے کہ یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ اس کا شرعی تقاضا ہے کہ بیوی کو خاوند کا وقت ملے۔

لہٰذا وقت دینا چاہیے۔ کچھ نوجوانوں میں یہ عادت ہوتی ہے کہ دوستوں کی محفل کی زینت بن کر بیٹھ جاتے ہیں اور رات کو بارہ ایک بجے گھر آنے کی عادت ہوتی ہے۔ یہ لوگ اپنے گھر کو اجاڑ بیٹھتے ہیں اور دوستوں کی محفل کو سنوار بیٹھتے ہیں۔ تو بھلا کیا فائدہ اس کا، زیادہ سے زیادہ بیوی کو وقت دینا چاہیے۔ کئی گھر میں آ تو جلدی جاتے ہیں لیکن بہن بھائیوں میں بیٹھے رہتے ہیں یا ماں یا باپ کے پاس بیٹھے رہتے ہیں۔ دوسرے افراد خانہ کے پاس بیٹھے رہتے ہیں مگر بیوی کو وقت نہیں دیتے۔ یہ چیز بالآخر جھگڑے کا ذریعہ بنتی ہے۔ یہ بیوی کا بنیادی حق ہے کہ خاوند اس کو وقت دے۔

بعض نیکوکار مردوں کی غلطی

کئی مرتبہ نیکوکاری کی وجہ سے لوگ اپنی بیوی کو وقت نہیں دے سکتے۔ اب میں مراقبے میں جا رہا ہوں، میں ذکر میں جا رہا ہوں، میں پیر صاحب کی محفل میں جا رہا ہوں، یا میں اپنے استاد سے پڑھنے جا رہا ہوں، مدرسے میں جا رہا ہوں یا اپنا گشت کرنے جا رہا ہوں۔ یہ سب لوگ دین کا کام کرنے والے ہوتے ہیں مگر دین کے کاموں کو اتنا اپنے اوپر سوار کر لیتے ہیں کہ بیوی کو گھر میں وقت نہیں دیتے۔ یہ نیک لوگ ہوتے ہیں، متقی پرہیزگار ہوتے ہیں لیکن بہت بڑی غلطی کر لیتے ہیں۔ جب یہ بیوی کو وقت نہیں دیتے تو نتیجہ اس کا کیا ہوتا ہے کہ گھر کی زندگی بے مزہ ہوتی ہے۔

ایک مرتبہ امیرالمومنین حضرت عمر ﷛ کے دور میں ایک عورت آئی۔ ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کی عدالت تھی۔ اس کے سامنے آ کر اس نے اپنے خاوند کی تعریفیں شروع کر دیں کہنے لگی کہ میرا خاوند بڑا نیک ہے۔ بہت اچھا ہے سارا دن

روزہ رکھتا ہے ساری رات عبادت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قرآن پڑھنے میں وقت گزار دیتا ہے۔ اور یہ کہہ کر وہ چپ ہوگئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بڑے حیران ہوئے کہ یہ عورت اپنے خاوند کی بڑی تعریفیں کررہی ہے۔ تھوڑی دیر بعد پھر پوچھا تو کیوں آئی اس نے پھر کہا میرا خاوند بڑا نیک ہے سارا دن روزہ رکھتا ہے ساری رات عبادت میں گزار دیتا ہے۔ یہ کہہ کر پھر چپ ہوگئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بات نہ سمجھ سکے حیران تھے تو ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا' اے امیر المومنین! اس عورت نے بڑے پیارے لفظوں میں اپنے خاوند کی ایک کمزوری آپ کے سامنے پیش کردی اور یہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہے تا کہ آپ اس کے خاوند کو سمجھائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' کونسی کمزوری؟ اسکا خاوند تو بڑا نیک نظر آتا ہے۔ اس نے کہا' کہ یہی تو وہ کہنا چاہتی ہے۔ کہ سارا دن روزہ رکھتا ہے اور ساری رات عبادت کرتا ہے۔ لیکن بیوی کے پاس وقت گزارنے کے لئے اس کے پاس فرصت ہی نہیں۔ تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ سوچنے لگے کہ کتنے پیارے انداز سے بیوی نے اپنے خاوند کی شکایت کی۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے خاوند کو بلایا۔ وہ ایک صحابی تھے۔ بڑے نیک تھے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت سے سرشار تھے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت ان کو دن میں بھی روزے سے رکھتی اور ساری رات مصلے پہ کھڑا رکھتی۔ قرآن کی تلاوت کے مزے لیتے تھے۔ جب وہ آئے تو انہوں نے کہا جی ہاں۔ میں اللہ تعالیٰ کے قرآن میں اتنا مزہ پاتا ہوں میری بیوی کی طرف اتنی توجہ نہیں جاتی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جب آپ نے مسئلے کو سمجھا اب مسئلے کا حل بھی آپ سمجھا دیجئے۔ چنانچہ ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے ان کو کہا کہ دیکھو شریعت نے حکم دیا ہے۔ اس لئے تم اپنی بیوی کو وقت دو۔ تمہیں چاہیے کہ اگر تم تین دن روزہ رکھنا بھی چاہتے ہو تو رکھو مگر چوتھا دن افطار کرو اور وہ دن تم اپنی بیوی کے ساتھ گزارو۔ یہ سن کر وہ تو

چلے گئے اور بیوی بھی خوش تھی کہ ہر تین دن کے بعد خاوند سے وقت مل جائے گا۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ نے یہ تین دن کی شرط کیسے لگائی۔ کہنے لگے کہ میں نے قرآن مجید کو دیکھ کر لگائی۔ قرآن مجید میں ایک مرد کو زیادہ سے زیادہ چار عورتوں کے ساتھ شادی کی اجازت دی۔ اگر بالفرض کوئی چار شادیاں بھی کر لے تو ہر عورت کو تین دنوں کے بعد چوتھی رات مل جائے گی۔ اس لئے میں نے شرط لگا دی کہ تم زیادہ سے زیادہ تین دن تک روزے رکھ سکتے ہو۔ چوتھے دن افطار کر کے تمہیں اپنی بیوی کے ساتھ وقت گزارنا پڑے گا۔ تو کئی مرتبہ نیک لوگ بھی اپنی نیکیوں میں لگ کے اپنی بیویوں سے غافل ہو جاتے ہیں۔ اور یہ بہت خطرناک غلطی ہے۔

تلاش معاش پر جانے والوں کی غلطی

کئی مرتبہ لوگ تلاش معاش کے سلسلے میں لمبے عرصے کیلئے چلے جاتے ہیں۔ لہٰذا بیوی کو وقت نہیں دے پاتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ آ رہے تھے۔ رات کا وقت تھا ایک گھر سے ان کو اشعار کی آواز سنائی دی جس سے پتہ چلا کہ ایک جوان بیوی اپنے خاوند کی محبت میں شعر پڑھ رہی تھی۔ چنانچہ وہ گھر آئے اور ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ مجھے بتاؤ کہ ایک عورت اپنے میاں کے بغیر کتنا وقت آرام سے گزار سکتی ہے۔ انہوں نے کہا، جتنی اللہ تعالیٰ نے عدت متعین کی ہے۔ یعنی چار مہینے دس دن کی بات ہے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قانون بنا دیا کہ ہر مجاہد جو جہاد میں جائے گا چار مہینے کے بعد بالآخر گھر آئے گا اور اپنی بیوی کے ساتھ کچھ وقت گزارے گا۔ سوچئے کہ اگر ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جیسی پاکیزہ شخصیت جو امت کی ماں ہیں وہ فرماتی ہیں کہ چار مہینے کی

مدت زیادہ سے زیادہ ہے تو جو لوگ سالوں اپنی روزی کی خاطر دوسرے ملکوں میں رہتے ہیں۔ او جی جوان بیٹا ہے مگر انگلینڈ چلا گیا اور اس کی بیوی ہمارے پاس رہتی ہے۔ اب ذرا سوچئے کہ بیوی ایک سال دو سال خاوند کے بغیر رہے گی۔ تو پھر گھر میں کیا معاملہ ہوگا۔ شیطان کو کتنا موقع ملے گا اس کی بیوی کو ورغلانے کا اور گناہ پہ اکسانے کا۔ اِدھر بیوی گناہ کرے گی اُدھر خاوند گناہ کرے گا۔ اور اگر گناہ نہیں کریں گے تو گناہ کی حسرت تو ان کے ذہن میں رہے گی ہی سہی۔ تو پھر بھی تو عبادت میں دل نہیں لگے گا۔ لہٰذا ایسی صورت حال سے بچنا چاہیے۔ میاں بیوی ایک دوسرے سے چار مہینے سے زیادہ جدا نہ ہوں۔ ہاں کبھی کوئی ایسی ضرورت ایک مرتبہ پڑ جائے جیسے بالفرض کوئی نو مہینے کے لئے چلا گیا یا سال کے لئے چلا گیا۔ بیوی بھی بخوشی اجازت دیتی ہے اور خاوند بھی راضی ہے تو پھر ایسی صورت حال میں یقیناً بیوی اپنے وعدے کا پاس کرے گی۔ اس لئے کہ اس کے مشورے سے یہ بات طے ہوئی۔ مگر عام حالات میں ہم دیکھتے ہیں کہ بچے دوسرے ملک میں کاروبار کرنے کے لئے کوئی سعودی عرب گیا پانچ سال سے نہیں آیا۔ کوئی فلاں وجہ سے گیا سات سال سے نہیں آیا۔ یہ بہت معیوب بات ہے۔ بیوی کا حق ہے اور یہ وقت دینا تمہاری ذمہ داری ہے۔ روزی ملتی ہے نہیں ملتی گھر واپس آؤ۔ تم بھی بھوکے رہو گے بیوی بھی تمہارے ساتھ بھوک برداشت کر لے گی۔ اسے تمہاری ضرورت ہے، اسے مرغن غذاؤں کی ضرورت نہیں۔ لہٰذا اس بات کو بھی ذہن میں رکھنا چاہیے اور یہ خطرناک غلطی کبھی نہیں کرنی چاہیے کہ انسان اپنی بیوی کو وقت نہ دے۔

(٦) بیوی کیلئے پابندی اپنے لئے آزادی

چھٹی خطرناک غلطی عام طور پر جو خاوند کر لیتے ہیں وہ یہ ہے کہ گھر میں تو اصولوں کی پابندیاں کروتے ہیں مگر خود اصولوں کی پابندی نہیں کرتے ۔ یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ بیوی کو تو کہیں گے کہ تم نے کزن سے پردہ کرنا ہے۔کزن سے بات نہیں کرنی۔لیکن جب اپنی کزن آتی ہے تو پھر پردہ نہیں کرتے۔خود اس سے ہنس ہنس کر باتیں کرتے ہیں۔ بیوی کو کہتے ہیں کہ تم نے نامحرم کی طرف دیکھنا بھی نہیں۔اور خود بیوی کی موجودگی میں نامحرم لڑکیوں کو للچائی نظروں سے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ پھر یہ جھگڑا نہیں بنے گا تو کیا بنے گا۔اصول سب کے لئے ہیں۔اگر اصول بیوی کے لئے ہیں تو اصول آپ کے لئے بھی ہیں۔

مجھے کیلیفورنیا میں ایک ایسی ہی خاتون ملی جو نیک تھی۔اور اس کا خاوند اس کو فل حجاب میں رکھتا مگر اپنے لئے آزادی۔ بیچارہ کوئی غیر مقلد قسم کا نوجوان تھا۔ بیوی کو کہتا کہ تمہارے لئے حجاب کا حکم ہے۔مزے کی بات دیکھئے کہ ایک مرتبہ چھٹی کے دن بڑا خوش ہوا اور کہنے لگا کہ میں تمہیں Beach (ساحل) پہ لے کر جاتا ہوں وہ Beach (ساحل) پر لے کر گیا۔ہاتھ میں دستانے پہنائے اور پورا نقاب والا برقعہ پہنایا، پاؤں میں جرابیں پہنائیں تو بیوی کو تو اس طرح پہنا کر لے گیا۔اور خود اس نے شارٹ پہن لی اور اس کی رانیں آدھی ننگی تھیں اور وہ Beach (ساحل) پر بیوی کو لے کر جا رہا ہے۔او میاں تم ذرا عقل کے ناخن تو لو تمہاری مت ماری گئی تمہاری عقل چلی گئی۔ بیوی کے لئے تو اتنی پابندیاں اور اپنے لئے تمہاری یہ حالت ہے کہ شارٹ پہن کے آدھی رانیں ننگی کر کے تم دوسری جگہ جا رہے جہاں دوسری غیر مسلم لڑکیاں بھی ننگی پھرتی ہیں۔اور پھر وہ خود تو غیر مسلم

لڑکیوں کو دیکھتا رہتا...... یہاں تک کہ Comments (تبصرہ) بھی دیتا، یہ لڑکی ایسی ہے، یہ ایسی لگ رہی ہے۔ اب سوچ سکتے ہیں اس کی بیوی کے دل پہ کیا گزر رہی ہوگی کہ مجھے تو اس نے یوں قید میں بٹھا دیا ہے اور خود انگریز لڑکیوں کو فقط چند انچ کے کپڑوں میں جو وہ نہاتے ہوئے پہنتی ہیں، ان میں چلتے ہوئے دیکھتا ہے۔ اور پھر Comments بھی دیتا۔ اس کی چال ایسی، اس کی شکل ایسی، اس کا فلاں ایسا، تو یہ تو خاوند کی انتہائی بے وقوفی ہوتی ہے۔

بہر حال یہ ایک بات سمجھنے کی ہے کہ جب بھی انسان گھر میں اصول بنائے تو اصول سب کے لئے ہونے چاہئیں۔ اگر بیوی کے لئے اصول ہیں تو خاوند کے لئے بھی وہی اصول ہونے چاہئیں۔ اگر خاوند پابندی نہیں کرے گا تو پھر بیوی سے پابندی کی کیا توقع کر سکتا ہے کہ بیوی کو تو کہے کہ تم نیک بن کر رہو۔ اور خود بیٹھا ہوا کیبل دیکھ رہا ہو۔ اور بیٹھا ہوا نیوٹ کلب کی فلمیں دیکھ رہا ہو۔ پھر تو گھر کے اندر جھگڑے ہی ہوں گے لڑائیاں ہی ہوں گی۔ لہٰذا یہ غلطی بھی کبھی نہیں کرنی چاہیے۔

(۷) نکتہ چینی کی عادت

ساتویں خطرناک غلطی جو عام طور پر خاوند کر لیتے ہیں وہ یہ ہے کہ بیوی کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر نکتہ چینی کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ یہ نکتہ چینی یہاں تک بڑھ جاتی ہے ہر وقت بیوی کو شک کی نظر سے دیکھنے لگ جاتے ہیں۔ یہ شک ایک مرض ہے اگر کسی کو یہ مرض لگ جائے۔ تو وہ پھر ہوا پر بھی تنقید کرنے لگ جاتا ہے کہ اس وقت یہ کیوں چل رہی ہے؟ میری بیوی کو کوئی Message (پیغام) تو نہیں لا کر دے رہی۔ ہم نے تو یہاں تک دیکھا کہ شک والے بندے کا حال اتنا برا ہوتا ہے کہ اس کی بیوی اپنے سگے بھائی سے بات کرتے ہوئے مسکرا پڑتی ہے تو خاوند کے دل کے

اندر شک پڑ جاتا ہے کہ یہ سگے بھائی سے مسکرا کر باتیں کیوں کر رہی ہے۔ آپ اندازہ تو کیجئے کیا عقل پہ پردے پڑ گئے کہ ایک شادی شدہ لڑکی اپنے بھائی سے بھی پیار سے بات نہیں کر سکتی تو پھر کس سے کر سکتی ہے۔ اس کی بنیاد وہی تنقید والی طبیعت ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر تنقید کی عادت نہیں ڈالنی چاہیے۔

کئی لوگوں کو دیکھا کہ دستر خوان پر آ کر بیٹھیں گے۔ دستر خوان کے اوپر انواع وقسام کی چیزیں بنی ہوئی پڑی ہیں، مگر ان میں سے اچھی چیزوں کی تعریف کرنے کیلئے ان کی زبان سے ایک لفظ نہیں نکلے گا۔ اگر چٹنی میں نمک زیادہ ہے تو فوراً کہیں گے چٹنی میں نمک زیادہ ہے یا فلاں چیز میں یہ زیادہ ہے۔ تنقید تو فوراً کر دیتے ہیں اور تعریف کی کبھی توفیق نہیں ہوتی۔ ایک جگہ میرا جانا ہوا۔ وہاں پر ایک وزیر صاحب تھے۔ ان کی بیوی نے اپنے میاں کی بات بتائی کہ ساری زندگی میں نے ان کے کھانے خود پکائے لیکن آج تک انہوں نے کھانے کی تعریف نہیں کی، جتنے مہمان آتے ہیں تعریف کر کے جاتے ہیں جتنے لوگ آتے ہیں تعریف کر کے جاتے ہیں۔ اور ہمارے لئے بھی جو کھانا پکا تھا اتنا اچھا تھا۔ ہم نے خاوند سے کہا کہ کھانا ماشاء اللہ بہت اچھا تھا۔ اب جب اس نے یہ بات بیوی کو بتائی تو بیوی آگ بگولہ ہوگئی کہ تمہیں تو کبھی توفیق نہ ملی دو لفظ کہنے کی۔ چنانچہ ہمیں اس وقت احساس ہوا کہ یہ بہت بڑی غلطی ہوتی ہے کہ انسان چھوٹی چھوٹی چیزوں پر نکتہ چینی تو فوراً شروع کر دے اور اس کی زبان سے کبھی خیر کی بات نہ نکلے۔

کئی نوجوانوں کو دیکھا کہ باہر دوستوں کی محفل میں وہ گلاب کے پھول بنے ہوئے ہوتے ہیں اور جب گھر کے اندر آتے ہیں تو کریلا نیم چڑھا بنے ہوتے ہیں۔ ایسے کڑوے کہ بندہ تھو تھو کر دے، یوں بن کے گھر میں آتے ہیں تو پھر بیوی کو گھر میں کیسے سکون ملے گا۔ اس لئے یہ ساتویں غلطی کبھی نہیں کرنی چاہیے۔

بہترین پرفارمنس کیلئے لچک ضروری ہے

آج کل سائنس دان لوگ مشین بناتے وقت اس اصول کو مدنظر رکھتے ہیں کہ بہترین پرفارمنس کیلئے لچک ضروری ہے۔ لہٰذا وہ لوگ جب کوئی مشین بناتے ہیں۔ یا روبوٹ وغیرہ بناتے ہیں تو ان میں بھی Clearance and Tolerance (اصلاح اور لچک) رکھی جاتی ہے۔ تب پرزے آپس میں فٹ ہوتے ہیں۔ تو جب ہر چیز میں لچک رکھی جاتی ہے تب وہ صحیح کام کرتی ہے تو پھر گھر میں بھی Clearance and Tolerance ہونی چاہیے۔

کئی لوگوں کو دیکھا کہ گھر میں بچوں پر نکتہ چینی کرنے کی عادت ہوتی ہے۔ ذرا سا اونچا بول پڑے تو کیوں بول پڑے...... ارے بچے ہیں، کھیلیں کودیں گے نہیں بھاگیں دوڑیں گے نہیں تو پھر یہ کیا کریں گے؟ تو نکتہ چینی کی عادت بری ہے۔ اصولی باتیں ہوں ان کو سمجھانا چاہیے۔ بڑی باتوں کو بتانا چاہیے اور چھوٹی چھوٹی باتوں کو نظرانداز کر دینا چاہیے۔

خاوندوں کو کچھ چیزیں برداشت کر لینی چاہیں۔ چھوٹے بچوں کی باتیں یا بیوی کی ایسی باتیں برداشت کرنی چاہئیں۔ ہاں کوئی بڑی بات ہے جو اصولوں کے خلاف ہے یا شریعت میں گناہ ہے۔ اس پر تو واقعی ایکشن لینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر معمولی باتوں میں نکتہ چینی یہ تو واہیات سی بات ہے۔ کسی نے کیا اچھی بات کہی۔

To run a big show one should have a big heart

بڑا شو چلانے کے لئے بندے کو دل بھی بڑا کر لینا چاہیے۔

چنانچہ یہ بھی بری بات ہے کہ انسان ہر وقت نکتہ چینی کرتا رہے اور دوسرے کو

شک کی نظر سے دیکھتا رہے۔

(۸) تیسرے بندے کی خاطر بیوی سے جھگڑا

آٹھویں اور اور خطرناک غلطی یہ ہے کہ انسان دوسروں کی وجہ سے اپنی بیوی سے جھگڑتا ہے، یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ اس عاجز کا تجربہ ہے میاں بیوی ایک دوسرے سے کبھی نہیں جھگڑتے جب بھی جھگڑتے ہیں کبھی نہ کبھی Third person (تیسرا بندہ) کی وجہ سے جھگڑتے ہیں۔ وہ تیسرا بندہ خاوند کی ماں بھی ہو سکتی ہے، خاوند کی بہن بھی ہوسکتی ہے، بیوی کے ماں باپ بھی ہو سکتے ہیں، بیوی کے بہن بھائی بھی ہو سکتے ہیں، بزنس ہوسکتا ہے یا کوئی اور چیز ہوسکتی ہے۔ ہمیشہ تیسرے کی وجہ سے میاں بیوی کے درمیان جھگڑے ہوتے ہیں۔ لہٰذا کسی تیسرے کی وجہ سے کبھی بھی آپس میں نہیں جھگڑنا چاہیے۔ اور تیسروں کو بھی خیال کرنا چاہیے کہ کوئی ایسی بات نہ کریں جس سے میاں بیوی کے درمیان جھگڑے ہوں۔

یادرکھنا لیلۃ القدر میں سب بندوں کی بخشش ہو جاتی ہے۔ چند بندوں کی بخشش نہیں ہوتی۔ حدیث پاک میں فرمایا گیا ایک وہ بندہ جس کے دل میں مؤمن کے بارے میں کینہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی بخشش نہیں کرتے اور ایک وہ بندہ جو کسی میاں بیوی کے درمیان جھگڑا کھڑا کر دیتا ہے۔ اور ان کے درمیان نفرت اور دوری کا باعث بن جاتا ہے۔ حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ ایسے بندے کی شب قدر کے اندر بھی مغفرت نہیں کی جاتی۔ لہٰذا ساس کو بھی سوچنا چاہیے کہ اگر میں نے کوئی ایسی بات کردی جس کی وجہ سے میرے بیٹے نے بیوی سے جھگڑا کر لیا تو میں کہیں ان میں تو شامل نہیں ہو جاؤں گی، سسر کو بھی یہی سوچنا چاہیے، نند کو بھی یہی سوچنا چاہیے، رشتے داروں کو بھی یہی سوچنا چاہیے کہ ہم کوئی بات ایسی نہ کریں کہ

ہماری وجہ سے میاں بیوی کے درمیان فاصلہ ہو جائے۔ اگر فاصلہ ہو گیا تو یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ اللہ تعالیٰ شب قدر میں بھی بخشش نہیں کریں گے۔ لہٰذا میاں بیوی کو ایک دوسرے کے ساتھ کسی تیسرے کی وجہ سے ہرگز نہیں جھگڑنا چاہیے۔

(۹) الزام لگانا

نویں خطرناک غلطی خاوند یہ کرتے ہیں کہ چھوٹی چھوٹی بات پر اپنی بیوی پر شک کرتے ہیں یا الزام لگا دیتے ہے۔ یہ جو الزام کی بات ہے یہ بہت بری بات ہوتی ہے۔ خاوند نے دیکھا بیوی فون پر بات کر رہی ہوتی ہے۔ وہ بتا بھی دیتی ہے کہ میں نے فلاں سے بات کی ہے۔ نہیں نہیں تمہیں کسی کا فون آیا ہو گا۔ اس قسم کے شک میں نہیں پڑنا چاہیے۔ جب تک کوئی ٹھوس بات سامنے نہ آئے یا شرعی دلیل موجود نہ ہو، چھوٹی چھوٹی باتوں پر شک میں آجانا اور الزام لگا دینا۔ یہ گھر کی بنیاد اکھاڑ دیتی ہے۔ یاد رکھنا بیوی خاوند کا ہر ظلم برداشت کر سکتی ہے لیکن خاوند کا الزام برداشت نہیں کر سکتی۔

اور ضروری نہیں کہ کوئی اخلاقی الزام ہی ہو، اور بھی چھوٹے چھوٹے الزام بیوی پر لگاتے رہتے ہیں ...... یہ نقصان ہوا تیری وجہ سے، بچے بگڑ گئے تیری وجہ سے، فلاں کام وقت پر نہ ہوا تیری وجہ سے۔ یہ سب الزام ہی تو ہیں۔ تو جن خاوندوں کی یہ عادت ہو ذرا ذرا سی بات پر۔ بیٹے نے بات نہ مانی تو بیوی کو کہا تو نے بگاڑ دیا ہے۔ ارے صاحب! آپ بھی تو باپ تھے آپ نے کونسا اسے سنوار لیا۔ آپ بھی بگاڑنے میں برابر کے شریک ہیں۔ تو یہ جو بیوی کو ذرا ذرا سی بات پہ الزام دے دینا کہ ہم وقت پر تقریب میں نہیں پہنچے تمہاری وجہ سے حالانکہ دیر بچوں نے کر دی تھی۔ یا کوئی اور وجہ ... گئی تھی۔ یہ بہت بڑی خطرناک غلطی ہوتی ہے۔

ایسی غلطی بھی نہیں کرنی چاہیے۔

(۱۰) بیوی کے اقارب سے بے اعتنائی

اور دسویں اور آخری بڑی غلطی عام طور پر جو خاوند لوگ کر لیتے ہیں وہ یہ ہے کہ بیوی کو کہتے ہیں کہ تم سے تو مجھے پیار ہے مگر تمہارے ابو اچھے نہیں لگتے، امی اچھی نہیں لگتی، مجھے تمہارے بھائی اچھے نہیں لگتے۔ عورت کو اگر یہ کہہ دیا جائے کہ اس کے قریب کے محرم مردوں سے مجھے نفرت ہے تو سوچئے کہ پھر اس بچی کے دل پر کیا بیتے گی۔ اس لئے کہ بیوی کا اپنے والدین کے ساتھ تعلق جذباتی لگاؤ میں داخل ہے اور فطری چیز ہے۔ وہ کبھی برداشت نہیں کر سکتی کہ اس کے والدین کے بارے میں کوئی الٹی سیدھی بات کرے۔ اگر وہ کسی مجبوری کی وجہ سے خاموش بھی ہو جائے گی تو دل تو اس کا ضرور دکھے گا۔ اس کی مثال ایسی سمجھیں کہ خاوند کے اپنے والدین کے بارے میں بیوی کچھ ایسی باتیں کر دے تو خاوند کے دل پر کیا گزرتی ہے۔ اسی طرح جب خاوند بیوی کے والدین کے بارے میں بات کرتا ہے تو اس کے دل پر بھی وہی کچھ گزرتا ہے۔

کبھی یہ بات بھی ایک لڑائی کا ذریعہ بنتی ہے کہ خاوند چاہتا ہے کہ میرے رشتے دار مطمئن رہیں۔ اور بیوی چاہتی ہے کہ میرے رشتہ دار مطمئن رہیں۔ ان کے لئے ایک بہترین اصول یہ ہے کہ شادی سے پہلے ان کا ایک باپ اور ایک ماں تھی اب شادی کے بعد دو باپ اور دو مائیں ہیں۔ کیونکہ شریعت نے ساس اور سسر کو ماں اور باپ کا درجہ دیا۔ تو جب بیوی ساس اور سسر کو ماں اور باپ کی نظر سے دیکھے گی تو جھگڑا ہی نہیں رہے گا۔ اسی طرح جب خاوند بھی ساس اور سسر کو ماں اور باپ کی نظر سے دیکھے گا تو لڑائی کا کوئی مسئلہ ہی نہیں رہے گا۔ خاوند کے جتنے

رشتے دار ہیں ان سب کے ساتھ شرعی طریقے پر اچھا تعلق رکھنا اور ان کو مطمئن رکھنا بیوی کی ذمہ داری ہونی چاہیے اور خاوند کی ذمہ داری یہ ہو کہ وہ بیوی کے رشتے داروں کو خوش رکھے۔ جب گھر میں یہ ذمہ داریاں اس طرح تقسیم ہو جائیں کہ بیوی ہر وقت یہ سوچے کہ میں اپنے میاں کے رشتے داروں کو ہر وقت کیسے خوش رکھ سکتی ہوں۔ اس کی امی کو خوش رکھوں، اس کی بہنوں کو خوش رکھوں، اس کے دوسرے رشتے داروں کے ساتھ بھی بنا کر رہنی چاہے اور خاوند یہ سوچے کہ میں کس طرح اپنی بیوی کے رشتے داروں کو اچھا رکھوں تو پھر دونوں کے درمیان جھگڑے کا کوئی مسئلہ ہی نہیں رہتا۔

لیکن آج کل نوجوان تو عام طور پر یہ غلطی کر لیتے ہیں۔ وہ نہیں سمجھتے کہ اس کی کتنی اہمیت ہے۔ اس لئے کہتے ہیں کہ خبردار! تم نے اپنے گھر نہیں جانا۔ خبردار تم نے اپنے گھر والوں سے بات نہیں کرنی۔ اور یہ معاملہ بڑا عجیب ہو جاتا ہے۔

ایک جوڑے کا واقعہ

ایک مرتبہ UAE میں ایک جوڑا جو بیعت تھا۔ اس کا معاملہ اس عاجز کے سامنے آیا۔ معاملہ کیا تھا کہ خاوند صاحب اگرچہ دین کی محنت پر کافی وقت لگانے والے تھے، کئی مہینے اور چلے لگانے والے تھے۔ دیندار اور نیکوکار تھے۔ مگر گھر کے اندر ان کے مسئلہ تھا۔ ان کی بیوی عالمہ تھی۔ انڈیا میں ایک بڑے مدرسے سے فارغ ہو کر آئی تھی اور دین کا کام کر رہی تھی۔ اور بے چاری نے ایک مرتبہ ایک فقرے کے اندر کچھ اپنے دل کا غم کہہ ڈالا کہ مجھے بہت مصیبت ہے۔ پریشان ہوں دعا کیجئے گا۔ چنانچہ میں نے میاں بیوی دونوں کو بلایا۔ اور دونوں کو بلا کر جب بات پوچھی، گھر کے حالات پوچھے۔ میاں تو کہنے لگا کہ جی ہم بڑی سکون والی زندگی گزار رہے ہیں۔ مگر خاموشی سے بیٹھی ہوئی بیوی رونے لگ گئی۔ اس نے کوئی

لفظ بھی نہ کہا اس عاجز نے سمجھ لیا کہ کہیں نہ کہیں درمیان میں کوئی مسئلہ ہے۔ لوگ اپنی باتیں بتاتے ہیں۔ پیر حضرات باتوں کو سنتے ہیں۔ مگر In between the line ان کو خود ریڈ کرنا پڑتا ہے۔ سمجھنا پڑتا ہے کہ معاملہ کیا ہے۔ چنانچہ جب معاملہ سامنے آیا تو پتہ چل گیا کہ انہوں نے اپنی بیوی پر پابندی لگائی ہوئی تھیں تم اپنے گھر فون نہیں کر سکتی، ان کو خط نہیں لکھ سکتی چار سال گزر گئے تھے وہ لڑکی اپنے گھر نہیں جا سکی تھی۔ حالانکہ خاوند کا کاروبا، اتنا تھا کہ ایک سال میں وہ چار مرتبہ چکر لگا سکتی تھی۔ خاوند خود تین یا چار مرتبہ اپنے ماں باپ کو مل آتا۔ مگر اپنی بیوی کو اس نے چار سال سے گھر نہیں جانے دیا۔ اس پر اور مصیبت دیکھئے کہ خط لکھنے کی اجازت نہیں، فون کرنے کی اجازت نہیں۔ پھر جلتی پر تیل کا کام دیکھ لیجئے، خود بیوی کے پاس بیٹھ کر اپنے ماں باپ کو فون کرتا۔ کتنا بڑا ظلم ہے اور یہ ایک دیندار بندہ اپنی نیک بیوی پر کر رہا تھا۔ اور بیوی بے چاری چونکہ نیک اور دیندار تھی اس لئے وہ خاوند کی خاطر یہ سب قربانیاں دے رہی تھی۔ مگر بیٹی تھی اس کا بھی دل تڑپتا تھا کہ میں کبھی اپنی ماں سے ملوں، اپنے باپ کو دیکھوں لہٰذا اس کا دل غمزدہ رہتا تھا۔ اب بتاؤ اس کو گھر میں کیسے سکون ملے۔

میں نے اس آدمی سے کہا کہ دیکھیں آپ کے پاس کیا شرعی دلیل ہے کہ اگر بیوی گھر جائے گی تو پھر کوئی گناہ کا معاملہ ہوگا؟ کہنے لگا ہرگز نہیں میری بیوی تقیہ نقیہ پاک صاف ہے اس کے گھر والے بھی نیک ہیں مجھے ایسا کوئی خطرہ نہیں۔ میں نے کہا' پھر بھیجنے میں کیا رکاوٹ ہے؟ کہنے لگے بس مجھے ویسے ہی وہ اچھے نہیں لگتے۔ میں نے کہا اچھا اب آئندہ آپ نے اس بات کی پابندی کرنی ہے کہ اگر آپ ایک مرتبہ گھر میں چکر لگائیں تو ایک مرتبہ بیوی کو بھی چکر لگانے کی اجازت ہوگی، ایک فون آپ کریں گے تو ایک فون بیوی کو کرنے کی اجازت ہوگی۔ تو جب

یہ اس کو بتایا کہ یہ تمہارے گھر کے مسائل کا حل ہے۔ تو اب خاوند صاحب کو ہوش آیا کہ میں کیا غلطی کرتا رہا۔ مگر بیوی کہنے لگی نہیں حضرت مجھے ہر دن فون کرنے کی ضرورت نہیں، مہینے میں ایک دفعہ بھی امی سے بات ہو جائے تو میرے لئے تو عید کا دن ہو جائے گا۔ چنانچہ ان کے گھر کے سارے مسئلے اسی ایک عمل سے حل ہو گئے۔ اور گھر کے اندر پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو پر سکون زندگی عطا کر دی۔ وہ صاحب دوبارہ آئے اور کہنے لگے حضرت میں آپ کا احسان نہیں اتار سکتا۔ پتہ نہیں شیطان نے مجھے کیا ورغلا دیا، میرے دماغ میں کیا ڈال دیا تھا کہ میں نے اپنے گھر کو جہنم کی طرح بنا لیا تھا۔ آپ نے معاملہ فہمی کے ساتھ سمجھا دیا۔ اب ہمارے گھر میں جنت کی سی رونقیں آ گئی ہیں۔

خلاصہ کلام

تو دیکھئے یہ دس بڑی خطرناک غلطیاں ہیں۔ ممکن ہے اس کے علاوہ بھی بہت ساری ہوں۔ لیکن عاجز کے دل میں جو باتیں آئیں وہ آپ کے سامنے پیش کر دیں۔ ان غلطیوں سے خاوندوں کو بچنا چاہیے۔ اگر بچیں گے تو پھر ان کو اللہ تعالیٰ خوشیوں بھری زندگی عطا کریں گے۔ گھر کے اندر بھی سکون ہو گا اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی ان کو عزتیں ملیں گے۔ اللہ رب العزت کے ہاں بھی ان کو نیکی ملے گی۔ لہٰذا آج کی باتیں یہیں تک مکمل کرتے ہیں۔ شاید ان خطرناک غلطیوں سے بچ کر آپ کے گھروں کے ماحول اور اچھے ہو جائیں۔

ابھی اسی Topic (موضوع) کو ہم کل بھی بیان کریں گے۔ کیونکہ اس عاجز کے حساب سے اس موضوع پر ابھی آدھا بیان ہوا ہے اور تقریباً آدھا یا کچھ زیادہ ابھی باقی ہے۔ کل انشاء اللہ خاوندوں کے بارے میں جو دوسرا حصہ رہ گیا وہ بیان کریں گے۔ چونکہ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ بیان ہو چکا اتنا کافی ہے مزید باتیں

کریں گے تو سننے والے بھی تھکاوٹ کی وجہ سے اس کو دل سے نہیں سنیں گے۔ اور جو مرد لوگ بیٹھے ہیں وہ تو پہلے ہی چاہتے ہیں کہ جلدی یہ ٹاپک ختم ہو۔ تاکہ ہمیں یہ نصیحتیں زیادہ نہ سننی پڑیں۔ اور اس عاجز کا دل یہ چاہتا ہے کہ کل یہ تازہ دم ہو کے پھر آئیں گے۔ صاف دماغوں سے بیٹھیں گے پھر ان کو اصلی باتیں بتائی جائیں گی تاکہ اچھی طرح ان کو ذہن نشین ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خوشیوں بھری زندگی عطا فرمادے۔ اور ہماری غلطی کوتاہیوں کو معاف فرمادے اور اب تک ہم جن غلطیوں کے مرتکب ہوتے رہے۔ پروردگار ان غلطیوں کو معاف فرما کر ہمیں قیامت کے دن رسوا ہونے سے محفوظ فرمائے۔

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شوہر کیلئے دس سنہری اصول

از افادات

پیر طریقت رہبر شریعت مفکر اسلام

محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

شوہر کیلئے دس سنہری اصول

الحمد لله و کفی و سلام علیٰ عباد ہ الذین اصطفیٰ اما بعد!

فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم ○

بسم الله الرحمن الرحیم ○

و من اٰیته ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیها و جعل

بینکم مودة و رحمة ان فی ذلک لاٰیت لقوم یتفکرون ○

سبحان ربک رب العزة عما یصفون○ و سلام علی المرسلین○

والحمد لله رب العالمین○

اللهم صل علی سیدنا محمد و علی اٰل سیدنا محمد و بارک وسلم

گزشتہ کل یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ خاوند کو اپنے گھر میں کیسے زندگی گزارنی چاہیے۔ اس بارے میں دس خطرناک غلطیوں کی نشاندہی کی گئی تھی جو عموماً شوہروں سے ہو جاتی ہیں اور ان کی وجہ سے گھر کی زندگی پر ناخوشگوار اثرات پڑتے ہیں۔ آج کی اس محفل میں دس سنہری اصول تفصیل سے بیان کیے جائیں گے کہ جن پر اگر خاوند حضرات عمل کرنا شروع کر دیں تو گھر کی زندگی پرسکون اور خوشگوار ہو سکتی ہے۔ یہ باتیں ظاہر میں چھوٹی چھوٹی نظر آتی ہیں۔ مگر چھوٹی باتوں سے ہی بعد میں جھگڑے بن جاتے ہیں۔ جس طرح پہاڑ چھوٹی چھوٹی کنکریوں سے مل کر بنا۔ لا تحقرن صغیرة ان الجبال من الحصیٰ چھوٹی غلطی کو چھوٹا مت سمجھو

اس لئے کہ چھوٹی چھوٹی کنکریوں سے مل کر پہاڑ بن جاتا ہے۔ تو یہ باتیں بظاہر میں معمولی نظر آئیں گی لیکن حقیقت میں ان کا انسانی زندگی کے اوپر بہت Impact (اثر) ہوتا ہے۔ آپ آج سے ان پر عمل کرنا شروع کریں پھر دیکھیں کہ آپ کی ازدواجی زندگی پر کتنے خوشگوار اثرات پڑتے ہیں۔

(۱) ہمیشہ مسکراتے ہوئے گھر میں آئیں

اس کو اپنی زندگی کا اصول بنالیں کہ جب بھی گھر میں داخل ہوں مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ داخل ہوں۔ یہ نبی علیہ السلام کی مبارک سنت ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ نبی علیہ السلام جب بھی گھر میں داخل ہوتے مسکراتے چہرے کے ساتھ داخل ہوتے اور اہل خانہ کو سلام کرتے۔ یہ بظاہر معمولی بات نظر آتی ہے لیکن اس کی برکات کا تجربہ کئی دفعہ ہوا۔

مسنون عمل نے طلاق سے بچالیا

ایک مرتبہ کراچی کا ایک جوڑا اس عاجز کے پاس آیا۔ دونوں کی شادی کو چھ سال گزر چکے تھے۔ دونوں سلسلے میں بیعت تھے اور دونوں نیک ذہن کے تھے۔ انہوں نے مل کر بات کی کہ ہم آپس میں اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ہمارا ایک دوسرے کے ساتھ گزارا مشکل ہے۔ لیکن ہم اپنے والدین کو ابھی تک یہ بات نہیں بتا سکے۔ ہم نے سوچا کہ پہلے اپنے حضرت صاحب کو بتا دیتے ہیں تاکہ آپ کے علم میں رہے اور کل کو آپ ہم سے ناراض نہ ہوں، اب ہم دونوں مل کے آئے ہیں تاکہ آپ کو اس صورت حال کی اطلاع دے دیں۔

جب اس عاجز نے ان سے پوچھا کہ بھئی معاملہ کیا بنتا ہے تو ان کی تھوڑی دیر

کی بات چیت سے پتہ یہ چلا کہ ان دونوں کے درمیان جھگڑے کی ابتدا یہ ہوتی ہے کہ خاوند کا کاروبار آج کل اچھا نہیں تھا کیونکہ ملکی معاشی حالات کی وجہ سے اکثر لوگوں کے کاروبار دباؤ کا شکار تھے۔ اب چونکہ خاوند کا کاروبار اچھا نہیں تھا، وہ اپنے بزنس سے مطمئن نہیں۔ کوشش کرتا ہے لیکن کام نہیں چلتا۔ لینے والے جو ہیں وہ پیسے مانگتے ہیں لیکن اس کے پاس ہوتے نہیں۔ چنانچہ جب وہ گھر آتا تو اسی فکر اور سوچ میں ہوتا، لہٰذا وہ بیوی سے بات کرتا نہ کوئی اسے زیادہ وقت دیتا بلکہ طبیعت کے اندر چڑچڑا پن ہوتا۔ کاروبار اچھا نہ ہونے کی وجہ سے ذرا سی کوئی بات ہوتی تو بس غصہ اپنے بچوں پر یا بیوی پر نکالتا۔ ادھر بیوی کا یہ حال کہ وہ اپنے میاں کے لئے کھانا تیار کرتی اور دو دو گھنٹے اس کی انتظار میں بھوکی رہتی کہ میاں آئے گا تو اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاؤں گی۔ اب جو عورت دو گھنٹے سے گھر میں بھوکی بیٹھی ہو کہ میرا میاں آئے گا تو اس کے ساتھ مل کر کھانا کھاؤں گی اور وہ میاں گھر آئے تو اس کا منہ بنا ہوا ہو اور ناراض ناراض ہو تو بیوی تو یہی سمجھے گی کہ شاید اسے مجھ سے کوئی دلچسپی اور تعلق ہی نہیں۔ چنانچہ اس وجہ سے ان کے درمیان جھگڑا شروع ہو جاتا۔ جب چنگاری بھڑک اٹھے تو پھر تو آگ کے شعلے بھڑکتے دیر نہیں لگتی۔ بہرحال اس عاجز نے اس میاں سے کہا کہ آپ نے جو اپنے والدین کو بتانا ہے اس میں چھ مہینے تاخیر کرلیں اور چھ مہینے ایک نصیحت پر عمل کریں، مجھے امید ہے کہ اس پر عمل کرنے سے آپ کی مشکلات کا حل نکل آئے گا۔ وہ کہنے لگے، وہ کیا نصیحت ہے؟ میں نے اس میاں سے کہا' دیکھو! نبی علیہ السلام کی مبارک سنت ہے کہ نبی علیہ السلام جب بھی گھر میں داخل ہوتے مسکراتے چہرے کے ساتھ داخل ہوتے، اپنے اہل خانہ کو سلام کرتے۔ آپ کی زندگی اس سنت سے خالی نظر آتی

ہے جس کی تو اس وجہ سے آپ پر یہ مصیبت پڑ رہی ہے۔ اس سنت پر عمل کرو، وعدہ کرو کہ جب بھی گھر میں داخل ہو گے مسکراتے چہرے کے ساتھ داخل ہو گے اور اہل خانہ کو سلام کرو گے۔ اس نے کہا حضرت یہ تو چھوٹی سی بات ہے۔ اس عاجز نے کہا بات چھوٹی سی ہے۔ مگر اس کی قدر و قیمت کا اندازہ اس وقت ہو گا جب آپ اس پر عمل کریں گے۔ اگر آپ کا کاروبار اچھا نہیں تو اس کے جھگڑے دفتر تک رکھیے دکان تک رکھیے، گھر والوں کا اس میں کیا قصور ہے ان کو تو محبت بھری زندگی چاہیے۔ لہٰذا آپ جب اپنے گھر کے دروازے پر پہنچیں تو کاروبار کے جھگڑے ختم کر دیں اور گھر کے اندر مسکراتے ہوئے اور ہشاش بشاش چہرے سے داخل ہوں، بیوی کو محبت کی نظر سے دیکھیں اور اس کو سلام کریں، یہ نبی علیہ السلام کی سنت ہے، پھر اس کی برکت دیکھنا۔ چنانچہ کیا ہوا کہ وہ جوڑا گیا۔ مشکل سے ایک ہفتہ گزرا ہو گا کہ بیوی کہنے لگی کہ حضرت یہ زندگی کا ہفتہ ایسے گزرا جیسے نئی شادی کے بعد میاں بیوی کا ہفتہ گزرتا ہے اور ہم دونوں اس نتیجے پر پہنچے ہیں جتنا ہم ایک دوسرے کو چاہتے ہیں اتنا کوئی بھی نہیں چاہتا، ہم کبھی زندگی میں Separation (علیحدگی) کا نام بھی نہیں لیں گے۔ گھر جو اس قدر پریشانیوں کا مرکز بن گیا تھا نبی علیہ السلام کی ایک سنت پر عمل کرنے سے وہ خوشیوں کا گہوارہ بن گیا۔

شیطان کو گھر میں داخل ہونے سے روکیں

خاوند کو چاہیے جب بھی گھر میں داخل ہو باہر کے جھگڑے باہر دفن کر کے آئے۔ گھر والوں کا اس میں کوئی قصور نہیں ہوتا کہ کسی کا قرض دینا ہے، کسی نے پریشان کیا ہوا ہے، کاروبار نہیں چل رہا وغیرہ وغیرہ۔ اس میں بیوی بیچاری کا کیا

قصور، لہٰذا ان جھگڑوں کو خاوند باہر دفن کر کے پھر گھر میں قدم رکھے اور جب گھر میں قدم رکھے۔ تو نبی علیہ السلام کی مبارک سنت کے مطابق چہرے پر خوشی ہو مسکراہٹ ہو۔ اپنی بیوی کو محبت کی نظر سے دیکھے اور اس کو سلام کرے۔ صاف ظاہر ہے کہ جب بیوی کو محبت کی نظر سے دیکھے گا اور سلام کرے گا۔ تو پھر خوشیوں کا جواب خوشیوں سے ملے گا اور گھر کے اندر اس طرح شیطان کو داخل ہونے کا موقع نہیں ملے گا۔

لوگ گھر میں داخل ہوتے ہوئے بسم اللہ پڑھنا اور گھر میں داخل ہونے کی دعا پڑھنا بھول جاتے ہیں۔ روایات میں آتا ہے کہ جب کوئی مرد گھر میں داخل ہوتا ہے تو شیطان اس کے ساتھ ساتھ ہوتا ہے۔ اگر وہ مسنون دعا گھر میں داخلے کی پڑھ لے تو شیطان پیچھے رہ جاتا ہے اور اگر وہ نہ پڑھے تو شیطان ساتھ داخل ہو جاتا ہے اور میاں بیوی کے درمیان جھگڑے کا سبب بنتا ہے۔ تو پہلا اصول یاد رکھیں کہ خاوند جب بھی گھر میں داخل ہو تو مسکراہٹ والے چہرے کے ساتھ محبت کی نظر سے بیوی کو دیکھے سلام کرے۔ اس کی خیر خیرت دریافت کرے بس یہ دو منٹ کا حال چال پوچھنا باقی جتنا وقت گھر میں گزرے گا اس کے لئے خوشیوں کا سبب بن جائے گا۔

(۲) بیوی کے اچھے کاموں کی تعریف کریں

دوسری بات یہ ہے کہ گھر میں بیوی کوئی اچھے کام کرے تو خاوند اس کو ضرور Appriciate کرے، اس کی تعریف کرے۔ مثلاً کھانا اچھا بنایا اس نے گھر کو صاف ستھرا رکھا ہے، چیزوں کو اچھی طرح اور خوب سیٹ کیا ہے اور گھر دیکھنے میں بھی خوبصورت ہے، ہر کام اپنے اپنے وقت پر مکمل ہے۔ تو خاوند کو چاہیے کہ بیوی

کے اچھے کام کی تعریف کرے۔ اگر غلطی کی تنقید کرنے سے خاوند نہیں چوکتا تو پھر تعریف کرنے سے کیوں چوک جاتا ہے۔ یہ انسان کی فطرت ہے کہ جب وہ کوئی اچھا کام کرے تو وہ چاہتا ہے کہ میری تعریف ہو۔ چنانچہ بیوی بھی جب گھر میں سارا دن کبھی کوئی کام کر رہی ہے کبھی کوئی کام کر رہی ہے اور اس لئے کر رہی ہے کہ میرے خاوند کا گھر اچھا ہو، ہر چیز وقت پر تیار ہو تو اس کی محنت کا اتنا صلہ تو اسے ملنا چاہیے کہ خاوند اپنی زبان سے چند تعریفی جملے بول دے کہ ہاں یہ کام بہت اچھا کیا۔ مثلاً آپ نے کھانا بہت اچھا بنایا، اب یہ کھانے کی تعریف کرنا سنت بھی ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ نبی ﷺ کے سامنے جب کھانا آتا' اگر تو کھانا ناپسند ہوتا تو آپ خاموش رہتے اور آپ کھانا ہٹا دیتے مگر زبان سے کچھ نہیں کہتے تھے۔ لیکن کھانا اچھا ہوتا تو نبی ﷺ فرماتے تھے کہ کھانا بہت اچھا ہے۔ یعنی پکانے والے کو Words of Encouragement (حوصلہ افزائی کے کلمات) مل جاتے تھے۔ اسی طرح اگر گھر کے اور کام کاج ہیں تو ان کاموں کی بھی تعریف کرے کہ آپ نے میرے کپڑے وقت پر تیار کئے، آپ نے وقت پر بچوں کو تیار کر کے بھیج دیا ہے، وقت پر بچوں کی ہر چیز تیار ہوتی ہے، تو جو اچھے کام ہیں ان کو اچھا کہنے میں کیا رکاوٹ ہے...... پتہ نہیں خاوندوں کی زبان کیوں گنگ ہو جاتی ہے۔ وہ اچھے کاموں کے بارے میں ایک لفظ نہیں بولتے اور جہاں ذرا سی کوئی کمی کوتاہی نظر آتی ہے۔ وہاں تنقید کرنے سے باز نہیں آتے۔ یہ انتہائی نا انصافی کی بات ہے اور اسی نا انصافی کی وجہ سے گھر میں پریشانیاں آتی ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کا طریقہ اصلاح

اصول یہی ہے کہ اگر برے کام پر تنقید کرنی ہوتی ہے تو اچھے کام کی تعریف بھی کرو۔ جس عورت کی دو کاموں تعریف ہوگی، اگر دو کاموں میں تنقید بھی کر دی

اور ڈانٹ بھی پلا دی تو وہ عورت خوشی کے ساتھ اس ڈانٹ کو برداشت کرلے گی اور آئندہ اپنی اصلاح کی پوری کوشش کرے گی۔ نبی علیہ السلام کا طریقہ کار یہی تھا۔ ایک صحابی تھے، تہجد کی نماز میں اٹھنا ان کے لئے مشکل تھا۔ چنانچہ نبی علیہ السلام نے ان کو بلایا اور نام لے کر فرمایا کہ یہ آدمی بڑا ہی اچھا ہے مگر تہجد کا پابند ہو تو کیا ہی بات ہے۔ تو محدثین نے لکھا کہ نبی علیہ السلام نے ان کو تہجد کے بارے میں کہنا تھا لیکن Direct (سیدھا) نہیں کہا کہ تم تہجد نہیں پڑھتے بلکہ اسے بلا کر پہلے تعریف کی کہ یہ تو نوجوان بہت اچھا ہے، کیا مزہ ہو کہ یہ تہجد کا بھی پابند بن جائے۔ اب دیکھیں بات تو وہی کرنی تھی مگر اس انداز سے بات کی کہ دوسرے کے دل میں اتر گئی۔ اسی طرح جب بیوی گھر میں اچھے کام کرتی ہے تو اس کی تعریف کرے پھر جو کام کمی یا کوتاہی کے ہیں ان کی جب آپ نشان دہی کریں گے۔ تو آپ کی بات خانے میں بیٹھ جائے گی اور وہ بڑی جلدی آپ کی بات کو قبول کرلے گی۔ یہ بہت بہترین اصول ہے کہ انسان اچھے کام کی تعریف کرے پھر اس کی تنقید سنی جاتی ہے اور برداشت کی جاتی ہے۔ اور جب تعریف کرنے میں زبان گنگ ہو تو پھر اس کی تنقید بھی اچھی نہیں لگتی اور اس طرح گھر میں جھگڑے ہوتے ہیں۔ بیوی کہتی ہے کہ اسے تو میرے کاموں سے کوئی دلچسپی نہیں۔

جانوروں کی تربیت کا سائنٹفک اصول

آجکل تو سائنس نے بھی یہ بتا دیا کہ جانوروں کو بھی Appreciate کیا جائے تو وہ بھی اچھا کام کرتے ہیں۔ لہٰذا جو لوگ جانوروں کو ٹریننگ دیتے ہیں ذرا ان سے پوچھ کر دیکھئے۔ ان کا بھی ایک ہی طریقہ ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ڈالفن مچھلی کو تیراکی کے کرتب سکھانے کیلئے Trainer (سکھلانے والا) عجیب طریقہ

کار اختیار کرتے ہیں۔ دیکھنے میں عجیب سا کام ہے کہ ایک انسان کے اشارے پر یا آواز پر وہ ڈالفن مچھلی پانی میں سے چھلانگ لگا کر کتنے فٹ اونچا ایک فٹ بال لٹکا ہوتا ہے اس کو کک لگا دیتی ہے۔ مگر کیا ہوتا ہے کہ جیسے ہی اس نے کک لگائی اسی وقت وہ اپنے ٹریز کے پاس آتی ہے اور ٹریز فوراً اس کے منہ میں چھوٹی چھوٹی مچھلیاں ڈال دیتا ہے۔ یہ کیا ہے یہ اسے Appreciation مل رہی ہوتی ہے۔ تو ایک ہی اصول سب جگہ ہے۔ کہ جب کوئی کام ٹریز کی مرضی کے مطابق کر دیتے ہیں۔ ٹریز ان کو Appreciate کر دیتا ہے، انعام دے دیتا ہے اور اس انعام کے پیچھے حیوان بھی انسانوں والے کام کرنے شروع کر دیتے ہیں۔ تو نتیجہ یہ نکلا کہ حیوان بھی Appreciation کے بعد انعام کے بعد انسانوں کی طرح باتیں کرنی شروع کر دیتے ہیں۔ جیسے طوطا ہے۔ طوطا بولتا تو نہیں ہے۔ لیکن لوگ اس کو ٹرینڈ کرتے ہیں تو طوطا آنے جانے والوں کو السلام علیکم کہتا ہے۔

ہم امریکہ میں ایک گھر میں داخل ہوئے تو داخل ہوتے ہی کسی نے سلام کیا۔ ایسی آواز تھی کہ ہم حیران ہی ہو گئے۔ ہم نے کہا تو سہی وعلیکم السلام لیکن ہمیں آگے پیچھے کوئی بندہ نظر نہ آیا۔ بڑے حیران ہوئے۔ صاحب خانہ سے پوچھا تو اس نے مسکرا کے پنجرے کی طرف اشارہ کر دیا۔ وہاں ایک طوطا تھا۔ وہ آنے والوں کو السلام علیکم کہتا تھا اور جانے والوں کو وہ گڈ بائے کیا کرتا تھا۔ اتنا عجیب کہ انسان حیران ہو جائے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ آپ نے اسے یہ کیسے سکھا دیا۔ وہ کہنے لگا کہ جی پرندوں کو Trained (سکھانے) کرنے کا آسان دستور یہ ہے کہ اس کو ایک کام کہیں اور اگر یہ اس کو کر لے تو اس کو انعام دیں۔ اس کو Appreciate کریں چنانچہ جب پہلی مرتبہ اس نے کوئی لفظ ٹھیک بولا تو میں نے اس کو پیار کیا اور دانہ کھلایا۔ تو پھر اس نے میری بات کو قبول کرنا شروع کر دیا۔

یہاں سے پتا چلا کہ جب حیوانوں کو انسان Appreciate کیکرتا ہے اور ان کو Reward (صلہ) دیتا ہے تو حیوان بھی انسانوں والے کام کرنے شروع کر دیتے ہیں۔ پھر انسان تو بالآخر انسان ہے۔

اگر خاوند اپنی بیوی کو Appericiate کرے گا اور گھر کے اندر اچھے کام کرنے پر اس کو وقتاً فوقتاً ہدیہ اور تحفہ دے گا۔ تو پھر بیوی کیوں نہیں اچھے کام اور زیادہ کرے گی، بلکہ وہ تو چاہے گی کہ میں اپنے میاں کا دل زیادہ سے زیادہ خوش کروں۔ لہٰذا اس بات کو ذہن میں رکھئے اور بیوی کے اچھے کاموں کی تعریف کیجئے۔ مثال کے طور پر آپ کسی دن باہر سے گھر آتے ہیں اور آپ کی بیوی گھر میں نماز پڑھنے کے بعد مصلے پر بیٹھی تسبیح پڑھ رہی ہے۔ یا مصلے پر بیٹھی قرآن مجید پڑھ رہی ہے، اب اتنا لفظ کہہ دینا کہ تم مجھے مصلے پر بیٹھی بہت پیاری لگتی ہو۔ اس میں کتنی دیر لگتی ہے۔ شاید تین سیکنڈ نہیں لگتے لیکن اتنے الفاظ کہہ دینے سے آپ دیکھیں گے کہ آپ کی بیوی مصلے پر بیٹھنے کا پکا معمول بنا لے گی۔ جب اس کے دل میں یہ ہوگا کہ اس بات سے میرا میاں خوش ہوتا ہے تو وہ تو اس کام کو اور زیادہ خوشی کے ساتھ کرے گی۔ اب دیکھئے تین سیکنڈ کا ایک فقرہ آپ کی بیوی کی زندگی کے رخ کو دوسری طرح موڑ دیتا ہے۔ وہ بے چاری گھنٹوں بیٹھی عبادت کرے گی۔ اس خوشی میں کہ میرا میاں مجھ سے زیادہ محبت کرتا ہے۔ آپ نے تو تین سیکنڈ کا ہی فقرہ بولا کہ مجھے مصلے پر بیٹھی آپ بڑی پیاری لگتی ہیں۔ بس اتنا سا فقرہ کہہ کر آپ نے بیوی کا دل جیت لیا اور بیوی کو نیکی کے راستے پر آپ نے مزید پکا کر دیا۔ تو معلوم ہوا کہ انسان کے اچھے کاموں کی تعریف کرنی چاہیے تاکہ دوسرا بندہ اس کام کو پھر اور زیادہ محبت اور پیار سے کرے۔

(۳) بیوی کے کاموں میں دلچسپی لے

ایک تیسرا سنہری اصول یہ ہے کہ گھر کے کئی کام کاج ایسے ہوتے ہیں کہ جن میں مرد اتنا دھیان اور توجہ نہیں دیتے۔ لیکن کم از کم وہ کام جس میں عورت کی اپنی ذات کا دخل ہو، عورت کی اپنی سہولت کا دخل ہو، عورت کے آرام کا دخل ہو، ایسے کاموں میں مرد کو ضرور کچھ نہ کچھ توجہ کرنی چاہیے۔ یہ اصول بنا لیجئے کہ کم از کم بیوی جہاں روزانہ کام کرتی ہے وہاں کھڑے ہو کر ذرا کچن کی صفائی دیکھ لی جائے اور کہہ دیا جائے کہ۔ آپ نے یہ بھی اچھا کیا ہے۔ اور اگر آپ کے دل میں کوئی مشورہ آتا ہے تو آپ خود بتائیں کہ اس کو یوں کر لیا کریں۔ اگر تھوڑی سی آپ دلچسپی لیں گے تو وہ یوں محسوس کرے گی کہ میرے کام کو بہت زیادہ پسند کیا گیا ہے اور میری ذات میں دلچسپی ہے، اسی لئے میرا میاں مجھے ان باتوں کے اندر مشورہ دیتا ہے۔

ایک خاوند کی ذہانت

ایک خاوند صاحب ذرا زیادہ ہی ذہین اور چالاک تھے۔ جب انہوں نے گھر

[illegible]

ـب چیز میں اپنی پسند کی بناؤں گا۔ اس نے کہا' وہ کیا؟ کہنے لگے کہ کچن
ـری بنواؤں گا۔ کہنے لگی' وہ تو عورتوں کے لئے ہوتا ہے۔ کہنے لگے' اسی
ـواؤں گا کہ تم نے زیادہ وقت وہاں گزارنا ہے اور تمہاری سہولت کا مجھے
ـہے۔ اب بتایئے کہ دو فقرے تھے۔ ان دو فقروں سے بیوی کو ایسی تسلی
ـمیں نے سارا دن کام کرنا ہے۔ میرا میاں کہہ رہا ہے کہ وہ تو میں اپنی
ـدوں گا اور تیری ایک ایک چیز کا خیال رکھوں گا۔ چنانچہ سارا گھر

بنایا تو
بنے گا مگر ایک
میں اپنی پسند
لئے تو میں بن
خیال رکھنا
ملی کہ جہاں
پسند کا بنوا کر

میں وہ پیالہ لے لیا آپ چاہتے تھے کہ وہ پانی پئیں لیکن نبی علیہ السلام رک گئے۔ فرمایا حمیرا! تم مجھے بتا سکتی ہو کہ تم نے کس جگہ منہ لگا کر پانی پیا تھا۔ چنانچہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پیالے کے کنارے کی نشاندہی کی کہ اے اللہ کے محبوب! میں نے یہاں سے لب لگا کر پانی پیا تھا۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ اللہ کے محبوب نے پیالے کے رخ کو پھیرا اور عین اسی جگہ اپنے لب مبارک لگائے اور پانی نوش فرمایا۔ دیکھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اظہار محبت۔

دینداروں کیلئے لمحہء فکریہ

افسوس کہ ہم نے دین کو سمجھا ہی نہیں۔ آج ہم شریعت وسنت کے مطابق ظاہر تو بنا لیتے ہیں مگر گھر کے اندر جا کر اتنا آگ بگولہ بنے ہوتے ہیں کہ بیوی بے چاری سہمی ہوئی ہوتی ہے اور ہم اس کو دینداری سمجھتے ہیں۔ ہم باہر بڑے واعظ ہوتے ہیں، بڑے عالم ہوتے ہیں اور بڑے فقیر ہوتے ہیں۔ مگر گھر میں بیوی خون کے آنسو رو رہی ہوتی ہے۔ یہ دینداری بھلا کس کام کی کہ زندگی کے ساتھی تک دین نہ پہنچا سکے۔ اس لئے کئی لوگوں کو دیکھا کہ باہر وہ کتنے دیندار ہوتے ہیں مگر گھر میں ان کی بیوی بد دین بن رہی ہوتی ہے۔ کس لئے؟ اس لئے کہ ان کی شخصیت کی کمزوریوں کو دیکھتے ہوئے کیونکہ فقط ان کے پاس قال ہوتا ہے حال نہیں ہوتا۔ باتیں دین کی بڑی کرتے ہیں مگر گھر میں دین پر عمل نہیں کرتے۔ اس لئے دینداروں کی بیویاں ہرگز اپنے بچوں کو دین نہیں پڑھاتیں بلکہ دین سے متنفر کر دیتی ہیں۔ جب وہ خود نفرت کرتی ہیں ایسے بندے سے جس کے پاس دین کی باتیں تو بہت ہیں مگر اس کے پاس اخلاق نام کی کوئی چیز نہیں۔ چھوٹی چھوٹی بات پر بیوی کو بچوں کے سامنے ڈانٹ دینا، بیوی کو بے عزت کر دینا اور اس کی عزت نفس کو مجروح کر دینا۔ جیسے اس کی تو کوئی حیثیت ہی نہیں۔ اگر گھر میں ہم اس طرح

رہیں گے تو پھر اس طرح گھر میں دین نہیں آئے گا۔ باہر ہم ساری دنیا میں دین پھیلا پائیں گے مگر گھر میں دین داخل نہیں ہو سکے گا۔ اسلئے خاوندوں کو چاہیے کہ وہ نبی علیہ السلام کی ان مبارک سنتوں کو پلے باندھیں۔

اللہ کے محبوب گھر کے اندر محبت و پیار سے رہتے تھے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ گھر کے اندر دین اتنا تھا کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میری عائشہ تو آدھا دین ہے۔ یعنی آدھا دین جو باہر کی زندگی سے متعلق تھا صحابہ نے سمجھا اور آدھا دین جو ازدواجی زندگی سے متعلق ہے وہ دین میری بیویوں نے سیکھا اور انہوں نے امت تک پہنچایا۔ تو جب انسان بیوی کو ایسا پیار دیتا ہے تو یوں سمجھیں کہ بیوی پھر آدھا دین بن جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہمیں چاہیے کہ بیوی کے ساتھ محبت کا اظہار کریں۔

اب آج کفر کی دنیا اپنے گھروں کے ماحول کو اچھا رکھنے کے لئے کبھی کسی کو ہنی کہہ دیتی ہے اور کبھی سویٹی کہہ دیتی ہے۔ مسلمان کو اللہ تعالیٰ کے محبوب کی سنت پر عمل کرتے ہوئے کوئی ایسی بات کرنا جس سے بیوی کے دل میں محبت پیدا ہو اس سے سنت کا ثواب بھی ملے گا اور اس پر گھر کے اندر محبتوں کا ماحول بھی پیدا ہوگا۔ تو بیوی سے محبت کا اظہار کر دینا یہ سنہری اصول ہے۔ اس کو مرد اپنی کمزوری نہ سمجھے بلکہ اپنی عظمت سمجھے کہ میں اپنی بیوی سے محبت کا اظہار کروں گا تو وہ مجھ محبت کرے گی۔ کئی خاوند شاید یہ سوچتے ہوں کہ ہم اگر محبت کا اظہار کر دیں گے تو بیوی کہیں سر پر ہی نہ چڑھ جائے۔ ہرگز ایسا نہیں۔ بیوی کو اعتدال میں رکھنا یہ تو خاوند کے بس میں ہوتا ہے۔ جو سر پر چڑھنے والی ہوتی ہیں وہ دیندار نہیں ہوا کرتیں اور جو دیندار ہوتی ہیں انہوں نے قرآن میں پڑھ لیا ہوتا ہے اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ لہٰذا وہ بات مان کے چلنے والی ہوتی ہیں۔ اور خاوند کو ہمیشہ بڑا بنا کر رکھتی

ہیں۔ اللہ اکبر......

(۶) دل لگی اور دل جوئی کی باتیں کیا کریں

چھٹا سنہری اصول یہ ہے کہ خاوند کو چاہیے کہ بیوی کے ساتھ دل لگی اور دل جوئی کی باتیں کیا کرے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کے لئے اجر کا باعث بن جاتا ہے۔ دین یہ تو نہیں کہتا کہ ہر وقت خشک مزاج ہی رہو۔ لطافت و ظرافت بھی انسان کی طبیعت کا تقاضا ہے۔ اگر اس کا خیال نہ رکھا جائے تو دوسروں کے اندر اکتاہٹ اور وحشت پیدا ہونے لگتی ہے۔

نبی علیہ السلام کے بعض واقعات

یہ بھی نبی علیہ السلام کی مبارک سنت ہے۔ چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے۔ ایک مرتبہ نبی علیہ السلام عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھے۔ آپ نے ان کو پیار کی نظر سے مسکرا کر دیکھا۔ پوچھا، اے اللہ کے محبوب! آپ کیوں مسکرا رہے ہیں۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ عائشہ تم مجھے ایسے پسند ہو جیسے کھجور اور شہد کو ملا کر کھانا پسند ہوتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ سن کر بڑی خوش ہوئیں اور فوراً آگے سے جواب دیا۔ اے اللہ کے نبی! آپ تو مجھے ایسے مرغوب ہیں جیسے شہد اور مکھن کو کھانا مرغوب ہوتا ہے۔ نبی علیہ السلام مسکرا دیئے اور فرمانے لگے، تمہارا جواب بہت اچھا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ بیوی کے ساتھ اس طرح دل لگی کی باتیں کرنا۔ یہ بھی گھر کے ماحول کو دین پر رکھنے کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ ورنہ کیا ضرورت پڑی تھی کہ اللہ کے نبی بیوی کو یوں الفاظ کہتے اور بیوی آگے سے یہ الفاظ کہتی۔ اب دیکھئے کہ بیوی نے محبت کا کیسے اظہار کیا کہ اے اللہ کے نبی! آپ تو مجھے شہد اور مکھن ملا کر کھانے سے زیادہ مرغوب ہیں۔ اور واقعی ہم نے دیکھا کہ

دستر خوان پر شہد اور مکھن ہو تو ہر بندہ ہاتھ آگے بڑھاتا ہے کہ ناشتہ تو میں اسی کے ساتھ کروں گا۔ معلوم ہوا کہ اپنے گھر میں بیوی کے ساتھ جب انسان بیٹھا ہو تو دل لگی کی چند باتیں کرنے سے گھر کے اندر محبتیں پیدا ہوتی ہیں۔

اب آپ کو نبی علیہ السلام کی اپنی زوجۂ مبارکہ سے دل لگی کی ایک اور بات بتاتے ہیں۔ نبی ﷺ ایک مرتبہ اپنی اہلیہ کے ساتھ باہر نکلے تاکہ قضائے حاجت سے اہلیہ فارغ ہو جائے۔ اس وقت گھروں میں یہ ٹائلٹ وغیرہ نہیں ہوتے تھے بلکہ باہر ویرانے میں جا کر اپنی ضرورت سے فارغ ہو جاتے تھے۔ اللہ کے نبی جب ذرا ایک کھلی جگہ پر پہنچے تو فرمانے لگے، عائشہ! کیا تم اور میں آپس میں دوڑ نہ لگائیں۔ دیکھئے کہ اللہ کے پیغمبر ہیں، خوف خدا ان کے دل میں سب سے زیادہ ہے، خشیت الٰہی ان کے دل میں سب سے زیادہ ہے، وہ کائنات کے سب سے بڑے زاہد بھی ہیں، عابد بھی ہیں، ان کے اندر توکل بھی ہے، ہر صفت کائنات میں سب سے زیادہ اللہ نے ان کے اندر رکھی، مگر دیکھئے کہ اللہ کے محبوب بیوی کو فرما رہے ہیں کہ کیا ہم اکٹھا دوڑیں۔ چنانچہ انہوں نے کہا، بہت اچھا۔ اب نبی ﷺ اپنی اہلیہ کے ساتھ دوڑ لگا رہے ہیں۔ جب دوڑ لگائی تو نبی علیہ السلام نے خود ان کو آگے بڑھنے دیا۔ چونکہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ذرا ہلکی پھلکی بھی تھیں۔ وہ جب دوڑیں تو نبی ﷺ سے آگے نکل گئیں اور بڑی خوش ہوئیں اور کہنے لگیں اے اللہ کے نبی! میں آگے بڑھ گئی۔ نبی علیہ السلام نے ان کو خوش ہونے دیا۔ مقصد کیا تھا؟ اس کا دل خوش ہو جائے۔ دل لگی اصل مقصود تھی۔ پھر نبی علیہ السلام واپس تشریف لے آئے۔ جب کچھ عرصہ اور گزر گیا تو ایک دن پھر اسی طرح عشاء کے بعد باہر نکلے، ذرا ویرانے کی جگہ پر پہنچے۔ اب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وزن بھی کچھ بڑھ گیا تھا۔ نبی علیہ السلام نے اس بات کو یاد رکھا۔ فرمایا عائشہ آج

پھرنا دوڑ لگائیں؟ فرمانے لگیں، اے اللہ کے نبی! دوڑتے ہیں۔ چنانچہ پھر دوڑے اب نبی ﷺ آگے بڑھ گئے اور آپ ﷺ نے پیار سے فرمایا تلک بتلک . اے عائشہ! اس دن تو جیت گئی تھی اور آج میں جیت گیا، معاملہ برابر ہوگیا۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس ہار کو بھی محبت سے قبول کرلیا۔ ان کو جیت کر بھی خوشی ہوئی تھی اور ان کو ہار کر بھی خوشی ہوئی۔ اصل تو محبت ہوتی ہے۔

ایک دفعہ اللہ کے نبی ﷺ نے اپنی اہلیہ محترمہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو نو عورتوں کو واقعات سنائے۔ یہ نو عورتیں آپس میں مل کر بیٹھیں اور اپنے اپنے خاوندوں کی صفات بتانا شروع کیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک عورت نے اپنے خاوند کے بارے میں یہ کہا، دوسری نے یہ کہا، تیسری نے یہ کہا...... جب آپ ﷺ نے نو عورتوں کی باتیں بتا دیں تو فرمایا کہ جس عورت کا خاوند سب سے بہترین صفات کا حامل تھا میں اس سے بھی تمہارے لئے زیادہ اچھا ہوں...... کیا آپ نے بھی اپنی بیوی کا دل خوش کرنے کے لئے ایسی باتیں کی ہیں۔ ہمارے ہاں ایسا تو نہیں ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ ہمیں خوش رکھنا اس کا فرض ہے اور اسے تنگ کرنا ہمارا فرض ہے۔

بعض دینداروں کا حال

آج کچھ صوفی لوگ اور کچھ دیندار وضع قطع رکھنے والے لوگ سمجھتے ہیں کہ گھر میں محبت و پیار کی کوئی ایسی بات کرنا شاید تعلق الی اللہ میں رکاوٹ ہے۔ ہرگز نہیں یہ اللہ تعالیٰ کی محبوب کی سنتیں ہیں۔ ہم اسی طرح زندگی گزاریں۔ ایک صحابی نبی علیہ السلام کے پاس آئے۔ نبی اکرم ﷺ اپنے حسنین کریمین کو محبت سے پیار کر رہے تھے۔ بوسہ دے رہے تھے۔ اس آدمی نے حیران ہو کر دیکھا اور کہا کہ اے

اللہ کے نبی! میرے تو اتنے بچے ہیں میں نے تو کبھی کسی کو بوسہ نہیں دیا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا، جس شخص کو اللہ دل کی رحمت سے محروم کر دے تو میں کیا کروں۔ معلوم ہوا کہ یہ تو ایک نعمت ہوتی ہے جو دل میں موجود ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ کوئی زن پرستی نہیں، یہ تو نبی علیہ السلام کی سنت کی پیروی ہے کہ گھر کے اندر آپ پیار و محبت کی فضا قائم کریں۔ سوچیں تو سہی اگر آپ بیوی کو خوش نہیں رکھتے تو پھر شیطان کتنے بڑے بڑے گناہ کرواتا ہے۔ بیوی خاوند پر الزام لگاتی ہے۔ خاوند بیوی پر الزام لگاتا ہے۔ دونوں کو جھگڑوں سے فرصت نہیں ہوتی بچوں کی تربیت کی عمر گزر رہی ہوتی ہے۔ بچوں کی تربیت نہیں ہو پاتی۔ چنانچہ پوری نسل برباد ہو جاتی ہے۔ تو دیکھیں کہ ان مبارک سنتوں کو ترک کرنے کے کتنے منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ہمیں ان چیزوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

(۷) تحمل اور درگزر سے کام لیا کریں

ساتویں بات جو سنہری اصول ہے۔ یہ کہ اگر انسان گھر میں کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھے یا بیوی سے کوئی کوتاہی ہو جائے۔ مثلاً اس نے کپڑے تیار کرنے تھے نہیں کر پائی، کھانا تیار کرنا تھا وقت پر نہیں کر پائی، کسی بچے کا کوئی کام سمیٹنا تھا نہیں سمیٹ پائی تو وہ سوچے کہ بیوی بھی انسان ہے، اگر وہ اچھے کام کرتی ہے تو اس سے اس قسم کی کوتاہیاں غلطیاں یا سستی بھی ہو سکتی ہے۔ بہر حال خاوند کو اپنا دل بڑا رکھنا چاہیے اور چھوٹی موٹی غلطیوں سے درگزر کرنا چاہیے اس لئے کہ جتنا دل بڑا ہو گا اتنا ہی انسان گھر کے اندر عظیم سمجھا جائے گا۔ جب انسان کسی کی غلطی کا بدلہ لے سکتا ہو، ڈانٹ پلا سکتا ہو، سزا دے سکتا ہو اور پھر اس کو معاف کر دے تو جس کو معاف کیا جاتا ہے اس کے دل میں عظمت بڑھ جایا کرتی ہے۔ لہٰذا چھوٹی موٹی غلطیوں پہ

نصیحت تو کر دینی چاہیے مگر ڈانٹ ڈپٹ ہر وقت نہیں کرنی چاہیے۔ پھر ڈانٹ ڈپٹ کی اہمیت ہی ختم ہو جاتی ہے۔ بیوی سمجھتی ہے کہ اس کا تو ہر وقت کام ہی یہی ہے، اس کو تو کوئی اور کام ہے ہی نہیں۔ لہٰذا چھوٹی موٹی غلطیوں سے درگزر کر دینا۔ مثلاً کھانے میں اگر نمک زیادہ بھی ہو گیا تو یہ کام تو کسی انسان سے بھی ہو سکتا ہے۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں اگر خاوند کو کام کرنے کو کہیں تو میرا خیال ہے کہ یہ دن میں دس غلطیاں کرے گا اور بیوی کو دس مرتبہ ڈانٹ ڈپٹ کرنے کا موقع مل جائے گا۔ جبکہ بیوی بیچاری دس میں سے نو کام ٹھیک کر کے دکھاتی ہے اور ایک میں غلطی ہوتی ہے تو خاوند اس کو بھی معاف بھی نہیں کرتا لہٰذا

To run a big show one should have a big heart.

بندے کو اچھا گھر چلانے کے لئے دل بھی بڑا کر لینا چاہیے۔

چھوٹی موٹی غلطیوں سے درگزر کر دینے سے اور ان کو معاف کر دینے سے بیوی بچوں کے اندر Sence of Security زیادہ آتی ہے۔ اور پھر وہ زیادہ محبت کرتے ہیں۔ پیار سے سمجھا دینا چاہیے، اس کا فائدہ زیادہ ہوتا ہے۔ ہم نے بعض خاوندوں کو دیکھا نمک زیادہ ہونے پہ جھگڑا بنا لیتے ہیں، مرچ کم ہونے پہ جھگڑا بنا لیتے ہیں، روٹی کچی پکی ہونے پہ جھگڑا بنا لیتے ہیں۔ میرا خیال ہے یہ کوئی پرلے درجے کے بے وقوف ہوتے ہیں جن کو زندگی گزارنے کا پتہ ہی نہیں ہوتا۔ چنانچہ ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں پہ کوئی جھگڑے نہیں بنانے چاہیں۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات بہت اچھی لگتی ہے کہ انسان چھوٹی موٹی باتوں کو درگزر کر دے۔

معاف کر دینے کا نتیجہ

مولانا یعقوبؒ ایک بزرگ گزرے ہیں۔ ان کے بارے میں بعض کتابوں

میں پڑھا۔ (یا کوئی اور بزرگ تھے)۔ کہ ان کو کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ جنت کے بڑے بڑے باغات میں ہیں۔ پوچھا کہ آپ کو اللہ نے جنت عطا فرما دی۔ اللہ تعالیٰ کو آپ کا کونسا عمل پسند آ گیا۔ وہ فرمانے لگے، میرے اور عمل تو کوئی پیش ہی نہیں ہوئے تھے، ایک مرتبہ گھر میں کھچڑی بنی تھی مگر اس میں نمک زیادہ تھا۔ میں نے دل میں سوچا بیوی کو کیا اس پر تنقید کرنا، چلو پکا بیٹھی چنانچہ میں نے سر جھکا کے اللہ کی نعمت سمجھ کر اس کو کھا لیا۔ پروردگار کو میرا یہ عمل پسند آیا۔ فرمایا تو نے میری نعمت کی قدردانی کی، تو اس بات کا مستحق ہے کہ میں تجھے اور نعمتیں عطا کروں۔ لہٰذا رب کریم نے مجھے جنت کی نعمتیں عطا فرما دیں۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ کتنی اچھی بات ہے۔

اورنگ زیب عالمگیر کا حیرت انگیز واقعہ

اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ ان کے پاس ایک باورچی آیا۔ وہ اس لئے آیا تھا کہ بادشاہ کا باورچی بنوں گا تو خوب میرے وارے نیارے ہو جائیں گے۔ مگر وہ تو ٹوپیاں سیتے تھے اور قرآن مجید لکھتے تھے اور اس کی آمدنی سے تھوڑی سی روٹی کھا لیتے تھے۔ بیت المال کا پیسہ ہرگز نہیں لیتے تھے۔ کسی بزرگ کے صحبت یافتہ تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک صاحبزادے کی صحبت میں رہے تھے۔ چنانچہ ان کے بارے میں آتا ہے کہ وہ بڑے درویش صفت تھے اگرچہ وقت کے بادشاہ تھے۔ گھر کے اندر بس تھوڑی سی روٹی کھچڑی بن جاتی تھی وہی کھا لیتے تھے۔ اب یہ باورچی تنگ آ گیا کہ میں یہاں سے کیسے جان چھڑاؤں۔ چنانچہ اس نے ترکیب سوچی۔ ایک دن اس نے نمک ٹکا کے ڈال دیا مگر کیا دیکھا کہ بادشاہ سلامت آئے اور انہوں نے کھانا آرام سے کھا لیا اور کچھ بھی نہیں کہا۔ وہ بڑا حیران ہوا کہ کیوں نہیں کچھ کہا، انہیں تو مجھے نکال

دینا چاہیے تھا۔ خیال آیا شاید ان کو زیادہ نمک کا پتہ نہیں چلتا انکی طبیعت زیادہ نمک پسند کرتی ہے۔ چنانچہ اگلے دن اس نے نمک ڈالا ہی نہیں۔ انہوں نے اس کو بھی کھالیا اور کچھ بھی نہ کہا اور چلے گئے۔ یہ بڑا حیران ہوا۔ تیسرا دن اس نے نارمل کھانا بنایا۔ انہوں نے کھالیا اور اس دن باورچی کو بلا کر کہا کہ بھئی ایک دن نمک زیادہ تھا ایک دن نمک بالکل نہیں تھا، آج نمک برابر ہے۔ آپ اپنا ایک اندازہ متعین کرلیں اور اتنا نمک روزانہ ڈال دیا کریں تاکہ تمہیں پکانے میں آسانی ہو۔ اس باورچی نے ہاتھ جوڑ کر کہا، حضرت! میں تو اس لئے کر رہا تھا کہ حضرت میں تو اس لئے کر رہا تھا کہ مجھے چھٹی مل جائے، مگر آپ تو ایسے ہیں کہ کھانے پہ اعتراض کرتے ہی نہیں۔ تو وقت کے بادشاہ نے ایسی درویشوں والی طبیعت پائی تھی۔ کہ کھانا کھالیتے تھے اللہ تعالیٰ کی نعمت سمجھ کے اور اس میں اس قسم کی تنقید نہیں کیا کرتے تھے۔

اس وقت اورنگ زیب عالمگیرؒ نے کہا اچھا تمہیں دنیا چاہیے، تمہیں دنیا مل جاتی ہے۔ انہوں نے روٹی کا ایک ٹکڑا بچا دیا اور کہا کہ میری طرف سے فلاں کو جا کے ہدیہ دے دینا۔ وہ اس روٹی کے ٹکڑے کو لے کر گیا اور اس بندے کو ہدیہ دے دیا۔ وہ بندہ بادشاہ سے محبت کرتا تھا وہ خوش ہوا کہ بادشاہ سلامت نے مجھے ہدیہ بھیجا۔ چنانچہ اس نے لاکھوں دینار اس بندے کو تحفہ کے طور پر دے دیئے کہ آپ بادشاہ کی طرف سے میرے لئے ہدیہ لے کر آئے۔ اورنگ زیب عالمگیرؒ نے کہا کہ دیکھو، یہ روٹی کا ایک ٹکڑا لاکھوں دینار سے زیادہ قیمتی ہے۔ تب اس کو پتہ چلا کہ اللہ والوں کی نظر کس بات پر ہوتی ہے۔

بتانے کا مقصد یہ تھا کہ گھر میں اس قسم کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر بات کا بتنگڑ بنا لینا اور خواہ مخواہ اس میں لڑائی جھگڑا بنا لینا بے وقوفی ہے اور اپنی زندگی برباد کرنے

کے مترادف ہے۔ گھر کا سکون لٹا دینے کے مترادف ہے۔ لہٰذا بڑے کو ہمیشہ چھوٹوں کی غلطیاں معاف کرنی ہوتی ہیں۔ خاوند کو اللہ نے بڑا رتبہ دیا۔ لہٰذا بڑا پن اسی میں ہے کہ چھوٹوں کی غلطیوں کو معاف کر دے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں۔ ہم نے نبی علیہ السلام سے زیادہ معاف کر دینے والا کسی کو نہیں پایا۔ تو بندہ اللہ کے لئے جب کسی کو معاف کرے گا تو اللہ تعالیٰ پھر اس کی غلطیوں کو معاف کریں گے۔ مشہور واقعہ ہے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا۔ ایک آدمی کی بیوی سے غلطی ہوئی۔ کوئی بڑا گناہ تھا اگر معاف کر دیتا تو بھی ٹھیک تھا اور سزا کے طور پر طلاق دے دیتا پھر بھی ٹھیک تھا۔ اس نے کہا، کوئی بات نہیں غلطی کر بیٹھی ہے اور اب اس کو احساس ندامت ہے، چلو اللہ کے لئے اللہ کی بندی کو معاف کر دیتا ہوں۔ جب وہ آدمی فوت ہوا کسی نے دیکھا کہ جنت میں ہے۔ پوچھنے لگا، کیسے جنت میں ہو۔ کہنے لگا میں نے بیوی کی غلطی کو اس لئے معاف کیا تھا کہ اللہ کی بندی ہے غلطی کر بیٹھی، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم نے میری ایک بندی کو میری بندی سمجھ کر معاف کیا تھا۔ آج میں تمہیں اپنا بندہ سمجھ کے معاف کرتا ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے حساب کتاب لیے بغیر مجھے جنت عطا فرمادی۔ تو جب انسان خود جو ہے معاف کرے گا تو پھر اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمادیں گے۔

(۸) گھر میں شریعت کی پابندی کروائیں

آٹھواں اصول یہ ہے کہ شریعت کی پابندی خود بھی کیجئے اور اپنی بیوی کو بھی پیار محبت سے شریعت کی پابندی کے اوپر لے آیئے۔ جب آپ خود پابند ہوں گے اور ماڈل بن کر رہیں گے تو پھر آپ کی بیوی بھی آپ کی اتباع کرے گی اور وہ بھی شریعت وسنت کی پابند بن جائے گی۔

میں وہ پیالہ لے لیا آپ چاہتے تھے کہ وہ پانی پئیں لیکن نبی علیہ السلام رک گئے۔ فرمایا حمیرا! تم مجھے بتا سکتی ہو کہ تم نے کس جگہ منہ لگا کر پانی پیا تھا۔ چنانچہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پیالے کے کنارے کی نشاندہی کی کہ اے اللہ کے محبوب! میں نے یہاں سے لب لگا کر پانی پیا تھا۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ اللہ کے محبوب نے پیالے کے رخ کو پھیرا اور عین اسی جگہ اپنے لب مبارک لگائے اور پانی نوش فرمایا۔ دیکھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اظہار محبت۔

دینداروں کیلئے لمحۂ فکریہ

افسوس کہ ہم نے دین کو سمجھا ہی نہیں۔ آج ہم شریعت وسنت کے مطابق ظاہر تو بنا لیتے ہیں مگر گھر کے اندر جا کر اتنا آگ بگولہ بنے ہوتے ہیں کہ بیوی بے چاری سہمی ہوئی ہوتی ہے اور ہم اس کو دینداری سمجھتے ہیں۔ ہم باہر بڑے واعظ ہوتے ہیں، بڑے عالم ہوتے ہیں اور بڑے فقیر ہوتے ہیں۔ مگر گھر میں بیوی خون کے آنسو رو رہی ہوتی ہے۔ یہ دینداری بھلا کس کام کی کہ زندگی کے ساتھی تک دین نہ پہنچا سکے۔ اس لئے کئی لوگوں کو دیکھا کہ باہر وہ کتنے دیندار ہوتے ہیں مگر گھر میں ان کی بیوی بد دین بن رہی ہوتی ہے۔ کس لئے؟ اس لئے کہ ان کی شخصیت کی کمزوریوں کو دیکھتے ہوئے کیونکہ فقط ان کے پاس قال ہوتا ہے حال نہیں ہوتا۔ باتیں دین کی بڑی کرتے ہیں مگر گھر میں دین پر عمل نہیں کرتے۔ اس لئے دینداروں کی بیویاں ہرگز اپنے بچوں کو دین نہیں پڑھاتیں بلکہ دین سے متنفر کر دیتی ہیں۔ جب وہ خود نفرت کرتی ہیں ایسے بندے سے جس کے پاس دین کی باتیں تو بہت ہیں مگر اس کے پاس اخلاق نام کی کوئی چیز نہیں۔ چھوٹی چھوٹی بات پر بیوی کو بچوں کے سامنے ڈانٹ دینا، بیوی کو بے عزت کر دینا اور اس کی عزت نفس کو مجروح کر دینا۔ جیسے اس کی تو کوئی حیثیت ہی نہیں۔ اگر گھر میں ہم اس طرح

رہیں گے تو پھر اس طرح گھر میں دین نہیں آئے گا۔ باہر ہم ساری دنیا میں دین پھیلا پائیں گے مگر گھر میں دین داخل نہیں ہو سکے گا۔ اسلئے خاوندوں کو چاہیے کہ وہ نبی علیہ السلام کی ان مبارک سنتوں کو پلے باندھیں۔

اللہ کے محبوب گھر کے اندر محبت و پیار سے رہتے تھے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ گھر کے اندر دین اتنا تھا کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میری عائشہ تو آدھا دین ہے۔ یعنی آدھا دین جو باہر کی زندگی سے متعلق تھا صحابہ نے سمجھا اور آدھا دین جو ازدواجی زندگی سے متعلق ہے وہ دین میری بیویوں نے سیکھا اور انہوں نے امت تک پہنچایا۔ تو جب انسان بیوی کو ایسا پیار دیتا ہے تو یوں سمجھیں کہ بیوی پھر آدھا دین بن جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہمیں چاہیے کہ بیوی کے ساتھ محبت کا اظہار کریں۔

اب آج کفر کی دنیا اپنے گھروں کے ماحول کو اچھا رکھنے کے لئے کبھی کسی کو ہنی کہہ دیتی ہے اور کبھی سویٹی کہہ دیتی ہے۔ مسلمان کو اللہ تعالیٰ کے محبوب کی سنت پر عمل کرتے ہوئے کوئی ایسی بات کرنا جس سے بیوی کے دل میں محبت پیدا ہو اس سے سنت کا ثواب بھی ملے گا اور اس پر گھر کے اندر محبتوں کا ماحول بھی پیدا ہو گا۔ تو بیوی سے محبت کا اظہار کر دینا یہ سنہری اصول ہے۔ اس کو مرد اپنی کمزوری نہ سمجھے بلکہ اپنی عظمت سمجھے کہ میں اپنی بیوی سے محبت کا اظہار کروں گا تو وہ مجھ محبت کرے گی۔ کئی خاوند شاید یہ سوچتے ہوں کہ ہم اگر محبت کا اظہار کر دیں گے تو بیوی کہیں سر پر ہی نہ چڑھ جائے۔ ہرگز ایسا نہیں۔ بیوی کو اعتدال میں رکھنا یہ تو خاوند کے بس میں ہوتا ہے۔ جو سر پر چڑھنے والی ہوتی ہیں وہ دیندار نہیں ہوا کرتیں اور جو دیندار ہوتی ہیں انہوں نے قرآن میں پڑھ لیا ہوتا ہے اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ لہٰذا وہ بات مان کے چلنے والی ہوتی ہیں۔ اور خاوند کو ہمیشہ بڑا بنا کر رکھتی

ہیں۔ اللہ اکبر......

(٦) دل لگی اور دل جوئی کی باتیں کیا کریں

چھٹا سنہری اصول یہ ہے کہ خاوند کو چاہیے کہ بیوی کے ساتھ دل لگی اور دل جوئی کی باتیں کیا کرے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کے لئے اجر کا باعث بن جاتا ہے۔ دین یہ تو نہیں کہتا کہ ہر وقت خشک مزاج ہی رہو۔ لطافت و ظرافت بھی انسان کی طبیعت کا تقاضا ہے۔ اگر اس کا خیال نہ رکھا جائے تو دوسروں کے اندر اکتاہٹ اور وحشت پیدا ہونے لگتی ہے۔

نبی علیہ السلام کے بعض واقعات

یہ بھی نبی علیہ السلام کی مبارک سنت ہے۔ چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے۔ ایک مرتبہ نبی علیہ السلام عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھے۔ آپ نے ان کو پیار کی نظر سے مسکرا کر دیکھا۔ پوچھا، اے اللہ کے محبوب! آپ کیوں مسکرا رہے ہیں۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ عائشہ تم مجھے ایسے پسند ہو جیسے کھجور اور شہد کو ملا کر کھانا پسند ہوتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ سن کر بڑی خوش ہوئیں اور فوراً آگے سے جواب دیا۔ اے اللہ کے نبی! آپ تو مجھے ایسے مرغوب ہیں جیسے شہد اور مکھن کو کھانا مرغوب ہوتا ہے۔ نبی علیہ السلام مسکرا دیئے اور فرمانے لگے، تمہارا جواب بہت اچھا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ بیوی کے ساتھ اس طرح دل لگی کی باتیں کرنا۔ یہ بھی گھر کے ماحول کو دین پر رکھنے کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ ورنہ کیا ضرورت پڑی تھی کہ اللہ کے نبی بیوی کو یوں الفاظ کہتے اور بیوی آگے سے یہ الفاظ کہتی۔ اب دیکھئے کہ بیوی نے محبت کا کیسے اظہار کیا کہ اے اللہ کے نبی! آپ تو مجھے شہد اور مکھن ملا کر کھانے سے زیادہ مرغوب ہیں۔ اور واقعی ہم نے دیکھا کہ

دستر خوان پر شہد اور مکھن ہو تو ہر بندہ ہاتھ آگے بڑھاتا ہے کہ ناشتہ تو میں اسی کے ساتھ کروں گا۔ معلوم ہوا کہ اپنے گھر میں بیوی کے ساتھ جب انسان بیٹھا ہو تو دل لگی کی چند باتیں کرنے سے گھر کے اندر محبتیں پیدا ہوتی ہیں۔

اب آپ کو نبی علیہ السلام کی اپنی زوجۂ مبارکہ سے دل لگی کی ایک اور بات بتاتے ہیں۔ نبی ﷺ ایک مرتبہ اپنی اہلیہ کے ساتھ باہر نکلے تاکہ قضائے حاجت سے اہلیہ فارغ ہو جائے۔ اس وقت گھروں میں یہ ٹائلٹ وغیرہ نہیں ہوتے تھے بلکہ باہر ویرانے میں جا کر اپنی ضرورت سے فارغ ہو جاتے تھے۔ اللہ کے نبی جب ذرا ایک کھلی جگہ پر پہنچے تو فرمانے لگے، عائشہ! کیا تم اور میں آپس میں دوڑ نہ لگائیں۔ دیکھئے کہ اللہ کے پیغمبر ہیں، خوف خدا ان کے دل میں سب سے زیادہ ہے، خشیت الٰہی ان کے دل میں سب سے زیادہ ہے، وہ کائنات کے سب سے بڑے زاہد بھی ہیں، عابد بھی ہیں، ان کے اندر توکل بھی ہے، ہر صفت کائنات میں سب سے زیادہ اللہ نے ان کے اندر رکھی، مگر دیکھئے کہ اللہ کے محبوب بیوی کو فرما رہے ہیں کہ کیا ہم اکٹھا دوڑیں۔ چنانچہ انہوں نے کہا، بہت اچھا۔ اب نبی ﷺ اپنی اہلیہ کے ساتھ دوڑ لگا رہے ہیں۔ جب دوڑ لگائی تو نبی علیہ السلام نے خود ان کو آگے بڑھنے دیا۔ چونکہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ذرا ہلکی پھلکی بھی تھیں۔ وہ جب دوڑیں تو نبی ﷺ سے آگے نکل گئیں اور بڑی خوش ہوئیں اور کہنے لگیں اے اللہ کے نبی! میں آگے بڑھ گئی۔ نبی علیہ السلام نے ان کو خوش ہونے دیا۔ مقصد کیا تھا؟ اس کا دل خوش ہو جائے۔ دل لگی اصل مقصود تھی۔ پھر نبی علیہ السلام واپس تشریف لے آئے۔ جب کچھ عرصہ اور گزر گیا تو ایک دن پھر اسی طرح عشاء کے بعد باہر نکلے، ذرا ویرانے کی جگہ پر پہنچے۔ اب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وزن بھی کچھ بڑھ گیا تھا۔ نبی علیہ السلام نے اس بات کو یاد رکھا۔ فرمایا عائشہ آج

پھرنا دوڑ لگائیں؟ فرمانے لگیں، اے اللہ کے نبی! دوڑتے ہیں۔ چنانچہ پھر دوڑے اب نبی ﷺ آگے بڑھ گئے اور آپ ﷺ نے پیار سے فرمایا تلک بتلک . اے عائشہ! اس دن تو جیت گئی تھی اور آج میں جیت گیا، معاملہ برابر ہو گیا۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس ہار کو بھی محبت سے قبول کر لیا۔ ان کو جیت کر بھی خوشی ہوئی تھی اور ان کو ہار کر بھی خوشی ہوئی۔ اصل تو محبت ہوتی ہے۔

ایک دفعہ اللہ کے نبی ﷺ نے اپنی اہلیہ محترمہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو نو عورتوں کو واقعات سنائے۔ یہ نو عورتیں آپس میں مل کر بیٹھیں اور اپنے اپنے خاوندوں کی صفات بتانا شروع کیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک عورت نے اپنے خاوند کے بارے میں یہ کہا، دوسری نے یہ کہا، تیسری نے یہ کہا...... جب آپ ﷺ نے نو عورتوں کی باتیں بتا دیں تو فرمایا کہ جس عورت کا خاوند سب سے بہترین صفات کا حامل تھا میں اس سے بھی تمہارے لئے زیادہ اچھا ہوں...... کیا آپ نے بھی اپنی بیوی کا دل خوش کرنے کے لئے ایسی باتیں کی ہیں۔ ہمارے ہاں ایسا تو نہیں ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ ہمیں خوش رکھنا اس کا فرض ہے اور اسے تنگ کرنا ہمارا فرض ہے۔

بعض دینداروں کا حال

آج کچھ صوفی لوگ اور کچھ دیندار وضع قطع رکھنے والے لوگ سمجھتے ہیں کہ گھر میں محبت و پیار کی کوئی ایسی بات کرنا شاید تعلق الی اللہ میں رکاوٹ ہے۔ ہرگز نہیں یہ اللہ تعالیٰ کی محبوب کی سنتیں ہیں۔ ہم اسی طرح زندگی گزاریں۔ ایک صحابی نبی علیہ السلام کے پاس آئے۔ نبی اکرم ﷺ اپنے حسنین کریمین کو محبت سے پیار کر رہے تھے۔ بوسہ دے رہے تھے۔ اس آدمی نے حیران ہو کر دیکھا اور کہا کہ اے

اللہ کے نبی! میرے تو اتنے بچے ہیں میں نے تو کبھی کسی کو بوسہ نہیں دیا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا، جس شخص کو اللہ دل کی رحمت سے محروم کر دے تو میں کیا کروں۔ معلوم ہوا کہ یہ تو ایک نعمت ہوتی ہے جو دل میں موجود ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ کوئی زن پرستی نہیں، یہ تو نبی علیہ السلام کی سنت کی پیروی ہے کہ گھر کے اندر آپ پیار و محبت کی فضا قائم کریں۔ سوچیں تو سہی اگر آپ بیوی کو خوش نہیں رکھتے تو پھر شیطان کتنے بڑے بڑے گناہ کرواتا ہے۔ بیوی خاوند پر الزام لگاتی ہے۔ خاوند بیوی پر الزام لگاتا ہے۔ دونوں کو جھگڑوں سے فرصت نہیں ہوتی بچوں کی تربیت کی عمر گزر رہی ہوتی ہے۔ بچوں کی تربیت نہیں ہو پاتی۔ چنانچہ پوری نسل برباد ہو جاتی ہے۔ تو دیکھیں کہ ان مبارک سنتوں کو ترک کرنے کے کتنے منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ہمیں ان چیزوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

(۷) تحمل اور درگزر سے کام لیا کریں

ساتویں بات جو سنہری اصول ہے۔ یہ کہ اگر انسان گھر میں کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھے یا بیوی سے کوئی کوتاہی ہو جائے۔ مثلاً اس نے کپڑے تیار کرنے تھے نہیں کر پائی، کھانا تیار کرنا تھا وقت پر نہیں کر پائی، کسی بچے کا کوئی کام سمیٹنا تھا نہیں سمیٹ پائی تو وہ سوچے کہ بیوی بھی انسان ہے، اگر وہ اچھے کام کرتی ہے تو اس سے اس قسم کی کوتاہیاں غلطیاں یا سستی بھی ہو سکتی ہے۔ بہر حال خاوند کو اپنا دل بڑا رکھنا چاہیے اور چھوٹی موٹی غلطیوں سے درگزر کرنا چاہیے اس لئے کہ جتنا دل بڑا ہو گا اتنا ہی انسان گھر کے اندر عظیم سمجھا جائے گا۔ جب انسان کسی کی غلطی کا بدلہ لے سکتا ہو، ڈانٹ پلا سکتا ہو، سزا دے سکتا ہو اور پھر اس کو معاف کر دے تو جس کو معاف کیا جاتا ہے اس کے دل میں عظمت بڑھ جایا کرتی ہے۔ لہٰذا چھوٹی موٹی غلطیوں پہ

نصیحت تو کر دینی چاہیے مگر ڈانٹ ڈپٹ ہر وقت نہیں کرنی چاہیے۔ پھر ڈانٹ ڈپٹ کی اہمیت ہی ختم ہو جاتی ہے۔ بیوی سمجھتی ہے کہ اس کا تو ہر وقت کام ہی یہی ہے، اس کو تو کوئی اور کام ہے ہی نہیں۔ لہٰذا چھوٹی موٹی غلطیوں سے درگزر کر دینا۔ مثلاً کھانے میں اگر نمک زیادہ بھی ہو گیا تو یہ کام تو کسی انسان سے بھی ہو سکتا ہے۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں اگر خاوند کو کام کرنے کو کہیں تو میرا خیال ہے کہ یہ دن میں دس غلطیاں کرے گا اور بیوی کو دس مرتبہ ڈانٹ ڈپٹ کرنے کا موقع مل جائے گا۔ جبکہ بیوی بیچاری دس میں سے نو کام ٹھیک کر کے دکھاتی ہے اور ایک میں غلطی ہوتی ہے تو خاوند اس کو بھی معاف بھی نہیں کرتا لہٰذا

To run a big show one should have a big heart.

بندے کو اچھا گھر چلانے کے لئے دل بھی بڑا کر لینا چاہیے۔

چھوٹی موٹی غلطیوں سے درگزر کر دینے سے اور ان کو معاف کر دینے سے بیوی بچوں کے اندر Sence of Security زیادہ آتی ہے۔ اور پھر وہ زیادہ محبت کرتے ہیں۔ پیار سے سمجھا دینا چاہیے، اس کا فائدہ زیادہ ہوتا ہے۔ ہم نے بعض خاوندوں کو دیکھا نمک زیادہ ہونے پہ جھگڑا بنا لیتے ہیں، مرچ کم ہونے پہ جھگڑا بنا لیتے ہیں، روٹی کچی پکی ہونے پہ جھگڑا بنا لیتے ہیں۔ میرا خیال ہے یہ کوئی پرلے درجے کے بے وقوف ہوتے ہیں جن کو زندگی گزارنے کا پتہ ہی نہیں ہوتا۔ چنانچہ ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں پہ کوئی جھگڑے نہیں بنانے چاہیں۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات بہت اچھی لگتی ہے کہ انسان چھوٹی موٹی باتوں کو درگزر کر دے۔

معاف کر دینے کا نتیجہ

مولانا یعقوبؒ ایک بزرگ گزرے ہیں۔ ان کے بارے میں بعض کتابوں

میں پڑھا۔ (یا کوئی اور بزرگ تھے)۔ کہ ان کو کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ جنت کے بڑے بڑے باغات میں ہیں۔ پوچھا کہ آپ کو اللہ نے جنت عطا فرما دی۔ اللہ تعالیٰ کو آپ کا کونسا عمل پسند آ گیا۔ وہ فرمانے لگے، میرے اور عمل تو کوئی پیش ہی نہیں ہوئے تھے، ایک مرتبہ گھر میں کھچڑی بنی تھی مگر اس میں نمک زیادہ تھا۔ میں نے دل میں سوچا بیوی کو کیا اس پر تنقید کرنا، چلو پکا بیٹھی چنانچہ میں نے سر جھکا کے اللہ کی نعمت سمجھ کر اس کو کھا لیا۔ پروردگار کو میرا یہ عمل پسند آیا۔ فرمایا تو نے میری نعمت کی قدردانی کی، تو اس بات کا مستحق ہے کہ میں تجھے اور نعمتیں عطا کروں۔ لہٰذا رب کریم نے مجھے جنت کی نعمتیں عطا فرما دیں۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ کتنی اچھی بات ہے۔

اورنگ زیب عالمگیر کا حیرت انگیز واقعہ

اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ ان کے پاس ایک باورچی آیا۔ وہ اس لئے آیا تھا کہ بادشاہ کا باورچی بنوں گا تو خوب میرے وارے نیارے ہو جائیں گے۔ مگر وہ تو ٹوپیاں سیتے تھے اور قرآن مجید لکھتے تھے اور اس کی آمدنی سے تھوڑی سی روٹی کھا لیتے تھے۔ بیت المال کا پیسہ ہرگز نہیں لیتے تھے۔ کسی بزرگ کے صحبت یافتہ تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک صاحبزادے کی صحبت میں رہے تھے۔ چنانچہ ان کے بارے میں آتا ہے کہ وہ بڑے درویش صفت تھے اگرچہ وقت کے بادشاہ تھے۔ گھر کے اندر بس تھوڑی سی روٹی کھچڑی بن جاتی تھی وہی کھا لیتے تھے۔ اب یہ باورچی تنگ آ گیا کہ میں یہاں سے کیسے جان چھڑاؤں۔ چنانچہ اس نے ترکیب سوچی۔ ایک دن اس نے نمک ٹکا کے ڈال دیا مگر کیا دیکھا کہ بادشاہ سلامت آئے اور انہوں نے کھانا آرام سے کھا لیا اور کچھ بھی نہیں کہا۔ وہ بڑا حیران ہوا کہ کیوں نہیں کچھ کہا، انہیں تو مجھے نکال

دینا چاہیے تھا۔ خیال آیا شاید ان کو زیادہ نمک کا پتہ نہیں چلتا انکی طبیعت زیادہ نمک پسند کرتی ہے۔ چنانچہ اگلے دن اس نے نمک ڈالا ہی نہیں۔ انہوں نے اس کو بھی کھالیا اور کچھ بھی نہ کہا اور چلے گئے۔ یہ بڑا حیران ہوا۔ تیسرا دن اس نے نارمل کھانا بنایا۔ انہوں نے کھالیا اور اس دن باورچی کو بلا کر کہا کہ بھئی ایک دن نمک زیادہ تھا ایک دن نمک بالکل نہیں تھا، آج نمک برابر ہے۔ آپ اپنا ایک اندازہ متعین کر لیں اور اتنا نمک روزانہ ڈال دیا کریں تا کہ تمہیں پکانے میں آسانی ہو۔ اس باورچی نے ہاتھ جوڑ کر کہا، حضرت! میں تو اس لئے کر رہا تھا کہ حضرت میں تو اس لئے کر رہا تھا کہ مجھے چھٹی مل جائے، مگر آپ تو ایسے ہیں کہ کھانے پہ اعتراض کرتے ہی نہیں۔ تو وقت کے بادشاہ نے ایسی درویشوں والی طبیعت پائی تھی۔ کہ کھانا کھالیتے تھے اللہ تعالیٰ کی نعمت سمجھ کے اور اس میں اس قسم کی تنقید نہیں کیا کرتے تھے۔

اس وقت اورنگ زیب عالمگیرؒ نے کہا اچھا تمہیں دنیا چاہیے، تمہیں دنیا مل جاتی ہے۔ انہوں نے روٹی کا ایک ٹکڑا بچا دیا اور کہا کہ میری طرف سے فلاں کو جا کے ہدیہ دے دینا۔ وہ اس روٹی کے ٹکڑے کو لے کر گیا اور اس بندے کو ہدیہ دے دیا۔ وہ بندہ بادشاہ سے محبت کرتا تھا وہ خوش ہوا کہ بادشاہ سلامت نے مجھے ہدیہ بھیجا۔ چنانچہ اس نے لاکھوں دینار اس بندے کو تحفہ کے طور پر دے دیئے کہ آپ بادشاہ کی طرف سے میرے لئے ہدیہ لے کر آئے۔ اورنگ زیب عالمگیرؒ نے کہا کہ دیکھو، یہ روٹی کا ایک ٹکڑا لاکھوں دینار سے زیادہ قیمتی ہے۔ تب اس کو پتہ چلا کہ اللہ والوں کی نظر کس بات پر ہوتی ہے۔

بتانے کا مقصد یہ تھا کہ گھر میں اس قسم کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر بات کا بتنگڑ بنا لینا اور خواہ مخواہ اس میں لڑائی جھگڑا بنا لینا بے وقوفی ہے اور اپنی زندگی برباد کرنے

کے مترادف ہے۔ گھر کا سکون لٹا دینے کے مترادف ہے۔ لہٰذا بڑے کو ہمیشہ چھوٹوں کی غلطیاں معاف کرنی ہوتی ہیں۔ خاوند کو اللہ نے بڑا رتبہ دیا۔ لہٰذا بڑا پن اسی میں ہے کہ چھوٹوں کی غلطیوں کو معاف کر دے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں۔ ہم نے نبی علیہ السلام سے زیادہ معاف کر دینے والا کسی کو نہیں پایا۔ تو بندہ اللہ کے لئے جب کسی کو معاف کرے گا تو اللہ تعالیٰ پھر اس کی غلطیوں کو معاف کریں گے۔ مشہور واقعہ ہے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا۔ ایک آدمی کی بیوی سے غلطی ہوئی۔ کوئی بڑا گناہ تھا اگر معاف کر دیتا تو بھی ٹھیک تھا اور سزا کے طور پر طلاق دے دیتا پھر بھی ٹھیک تھا۔ اس نے کہا، کوئی بات نہیں غلطی کر بیٹھی ہے اور اب اس کو احساس ندامت ہے، چلو اللہ کے لئے اللہ کی بندی کو معاف کر دیتا ہوں۔ جب وہ آدمی فوت ہوا کسی نے دیکھا کہ جنت میں ہے۔ پوچھنے لگا، کیسے جنت میں ہو۔ کہنے لگا میں نے بیوی کی غلطی کو اس لئے معاف کیا تھا کہ اللہ کی بندی ہے غلطی کر بیٹھی، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم نے میری ایک بندی کو میری بندی سمجھ کر معاف کیا تھا۔ آج میں تمہیں اپنا بندہ سمجھ کے معاف کرتا ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے حساب کتاب لیے بغیر مجھے جنت عطا فرما دی۔ تو جب انسان خود جو ہے معاف کرے گا تو پھر اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرما دیں گے۔

(۸) گھر میں شریعت کی پابندی کروائیں

آٹھواں اصول یہ ہے کہ شریعت کی پابندی خود بھی کیجئے اور اپنی بیوی کو بھی پیار محبت سے شریعت کی پابندی کے اوپر لے آیئے۔ جب آپ خود پابند ہوں گے اور ماڈل بن کر رہیں گے تو پھر آپ کی بیوی بھی آپ کی اتباع کرے گی اور وہ بھی شریعت و سنت کی پابند بن جائے گی۔

عام طور پر جب انسان آدھا تیتر آدھا بٹیر ہوتا ہے مگر بیوی سے یہ چاہتا ہے کہ وہ رابعہ بصری بن جائے تو پھر وہ بھی رابعہ بصری نہیں بنتی بلکہ وہ بھی کہتی ہے کہ جیسے تمہاری زندگی ویسے میری زندگی۔ اس پر جھگڑے کھڑے ہوتے ہیں۔ اگر ہم گھر کے اندر شریعت وسنت کی فضا قائم کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنی ذات سے یہ کام شروع کرنا چاہیے۔ پہلے خود اپنی زندگی کے اندر شریعت لاگو کریں۔ نبی علیہ السلام کی ظاہری و باطنی تمام سنتیں اپنائیں اور پھر گھر والوں کو بھی بتائیں تو یقیناً پھر گھر والے بھی اس عمل پر راضی ہوں گے۔ ہم تو اکثر یہ دیکھتے ہیں بیویاں بیچاری دعائیں کرتی پھرتی ہیں اور وظیفے کرتی پھرتی ہیں کہ ہمارا میاں نیک ہو جائے۔ وہ چاہتی ہیں کہ گھر میں نیکی کا ماحول ہو مگر خاوندوں کے اپنے مزاج عجیب ہوتے ہیں۔ باہر نوجوانی کے وہ کام کرتے پھرتے تھے اور ان کو فرصت نہیں ملتی برے دوستوں سے۔ اس لئے گھر کا ماحول نیکی والا نہیں ہوتا۔ یاد رکھنا اللہ تعالیٰ نے ہمیں گھر کی نعمت دی۔ اب گھر کے اندر شریعت کو لاگو کرنا خاوند کی ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب کی سنتوں کو زندہ کرنا، یہ خاوند کا فریضہ ہے۔ اگر اس فرض سے سبکدوش نہیں ہوگا تو قیامت کے دن اپنے محبوب کو کیا چہرہ دکھائے گا۔ آج ہمارے گھر نبی علیہ السلام کی مبارک سنتوں کی مذبح گاہیں بن چکے ہیں۔ کہیں بیوی سنت توڑتی ہے، کہیں بیٹی سنت توڑتی ہے، کہیں بیٹا سنت پر چھریاں چلاتا ہے اور باپ ٹس سے مس نہیں ہوتا۔ آج دین کا غم کھانے والا کون ہے جو اپنے گھر کو نبی علیہ السلام کی سنتوں کا باغ بنائے، نمونہ بنائے اور یہ تبھی بنے گا جب خاوند خود سنتوں پر عمل کرے گا، ڈھونڈ ڈھونڈ کر عمل کرے گا۔ سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک سنتوں پر عمل کرے گا اور پھر اپنے گھر والوں کو بھی سنت کی ترغیب دے گا۔ اگر وہ اپنے بچوں کو بھی سمجھائے اور بیوی کو بھی سمجھائے تو پھر اللہ تعالیٰ ان کے

دلوں میں بھی دین کی عظمت ڈال دیں گے اور وہ بھی شریعت کے پابند ہو جائیں گے۔

بے پردگی کی نحوست

آجکل گھروں کے اندر پردے کا خیال خود خاوند نہیں رکھتے پھر یہ بیوی کو پردے پر کیسے تیار کر سکتے ہیں۔ بلکہ بڑی بڑی عمر کے غیر محرم نوجوان گھروں کے اندر نوکر رکھ لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ تو غلام کی مانند ہے۔ یہ سو فیصد حرام کام ہوتا ہے۔ غیر محرم کے سامنے بیوی بھی بے پردگی کی روزانہ مرتکب ہو رہی ہوتی ہے اور خاوند کے نامہ اعمال میں بھی روزانہ اکاؤنٹ لکھا ہوتا ہے۔ لہٰذا جس خاوند نے جوان مردوں کو گھر میں نوکر رکھ لیا، اس نے اپنے گناہ کا اکاؤنٹ کھول لیا۔ یہ سویا ہوا ہے پھر بھی گناہ لکھا جا رہا ہے، یہ جاگ رہا ہے پھر بھی گناہ لکھا جا رہا ہے، یہ مسجد میں نماز پڑھ رہا ہے اور گھر میں بیوی کے سامنے نامحرم کام کر رہا ہوتا ہے لہٰذا اس کا گناہ کا اکاؤنٹ کھلا ہے۔ بھلا اس بے چارے کی نیکیاں کس کام آئیں گی۔ اس لئے علماء سے مسائل پوچھنے چاہئیں۔ بے پردگی کا معاملہ ان ملکوں میں بہت ہی زیادہ برا ہے۔ کبھی کبھی تو حیرت ہوتی ہے کہ شاید حرام کو حرام ہی نہیں سمجھتے۔ اس وجہ سے تو پھر روحانیت آگے نہیں بڑھتی۔ عورتیں بھی لکھتی ہیں مرد بھی لکھتے ہیں۔ حضرت یہ وظیفہ بھی کرتے ہیں، یہ وظیفہ بھی کرتے ہیں مگر اثر کوئی نہیں ہوتا۔ بھئی جب بے پردگی جب ہو رہی ہے تو اثر کیسے ہو۔ یہ تو اللہ کا حکم ٹوٹ رہا ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے گھروں میں بے برکتیاں بھی ہوتی ہیں۔ آپس میں میاں بیوی کی ناراضگیاں بھی چلتی رہتی ہیں۔ کوئی نہ کوئی نقصان بھی ہوتا رہتا ہے۔ ہم نے حرام کو حرام نہ سمجھا۔ حرام اور حلال کو ایک جیسا بنا دیا۔ اس کی وجہ سے بھی مصیبتیں آتیں ہیں

ذرا ایک بات توجہ سے سن لیجئے گا۔ ہمارے سلسلہ کے ایک بزرگ تھے۔

انہوں نے اپنی زندگی کا واقعہ لکھا، فرمانے لگے۔ کہ ہمارے پڑوس میں ہمارے ایک دوست رہتے تھے۔ ان کی چھوٹی سی بچی تھی۔ وہ بچی ہمارے گھر میں پلی۔ میری بیوی نے اس کو پیار سے بیٹی بنالیا اور اس کو گھر میں پالا۔ وہ دن میں ہمارے گھر میں آتی جاتی رہتی تھی مگر رات کو اپنے والدین کے ساتھ رہتی تھی۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ میری روحانی کیفیات چھن گئیں۔ میں تہجد میں بہت روتا کہ یا اللہ! میری حالت کو لوٹا دے۔ ایک مرتبہ اپنے شیخ کے پاس گیا اور ان کو بتایا کہ حضرت اتنی محنت کرتا ہوں، معمولات باقاعدگی سے کرتا ہوں، اور گھنٹوں مراقبے کرتا ہوں۔ لیکن کیفیات میری چھن جاتی ہیں، پتہ نہیں کیا وجہ ہے۔ میرے شیخ نے فرمایا، کہیں نہ کہیں تم سے کبیرہ گناہ ہو رہا ہے جس وجہ سے یہ نعمت چھن جاتی ہے، سوچو تو سہی۔ کہنے لگے، میں نے سوچا لیکن میں نے اپنی زندگی میں ارادے سے کوئی کبیرہ گناہ نہیں کیا تھا۔ پھر کیا بات ہے، سوچ سوچ کر تھک گیا۔ بالآخر میں نے اپنی بیوی کو بتایا کہ میری اتنے عرصے کی محنت ضائع ہو رہی ہے اور میرے شیخ نے یہ بتایا ہے کہ کوئی گناہ کبیرہ ہو جاتا ہے۔ تو بیوی سے جب مشورہ کیا تو بیوی کہنے لگی، ہاں ایک گناہ ہو جاتا ہے۔ وہ کونسا؟ اس نے کہا کہ یہ جو ہمسائے کی بچی ہے، جسے ہم نے بیٹی بنایا ہوا، آپ کے لئے یہ ہے تو نامحرم اگرچہ آپ کو بیٹی کی طرح پیاری ہے۔ اور آپ کبھی ذرا بھی میلی نظر سے نہیں دیکھتے۔ یہ بچی کچھ عرصے سے جوان ہو چکی اور اس پر نماز فرض ہو چکی۔ چونکہ آپ کی اس پر نظر پڑتی ہے اس لیے اس کی بے برکتی ہے کہ آپ کی کیفیات چھن جاتی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس دن سے اس بچی کو پردے کی تلقین کی۔ چنانچہ وہ بچی پردے میں رہنے لگی اور اللہ نے میری کیفیات مجھے واپس لوٹا دیں۔ جب یہ پردے کا معاملہ اتنا اہم ہے کہ بے دھیانی میں بھی اگر نظر پڑتی ہے۔ بندے کے دل میں برا خیال ہو یا نہ ہو تو پھر بھی

اس کا اثر پڑتا ہے تو پھر جن گھروں میں جوان مرد کام کرتے ہیں اور عورتیں اس کو غیر محرم سمجھتی نہیں یا جوان عورتیں کام کرتی ہیں مرد اس کو غیر محرم سمجھتے ہی نہیں۔ تو پھر دل کی کیفیات کا کیا حال ہوگا۔ بہر حال یہ ایک اہم مسئلہ ہے۔ مقامی علماء سے پوچھ لیجئے اور اس پر عمل کر لیجئے۔ اس لئے کہ قاصد نے تو بات پہنچا دینی ہوتی ہے۔

وما علینا الا البلاغ

شریعت کی پابندی کروانا خاوند کی ذمہ داری ہے

تو یہ بھی ایک چیز ہے کہ گھروں کے اندر شریعت کی پابندی ہو۔ مخلوط محفلوں سے پرہیز کیا جائے۔ اگر دعوتیں بھی ہوں تو مرد مردوں کے ساتھ بیٹھ کے کھائیں۔ اگر اس میں غیر محرم ہیں اگر چہ قریبی رشتے دار ہیں۔ پھر بھی عورتیں عورتوں میں کھائیں۔ تو شریعت کی پابندی کرنا یہ خاوند کی ذمہ داری ہے۔ جب خاوند شریعت کے مطابق زندگی گزارے گا تو پھر گھر میں سکون ملے گا۔ ہوتا یہ ہے کہ جب گھر میں شریعت نہیں ہوتی تو بے پردگی کی وجہ سے پھر اعتراضات نکلتے ہیں اور غلط فہمیاں ہوتی ہیں بلکہ شیطان کسی نہ کسی سے کوئی الٹا کام کروا دیتا ہے۔ اس سے جھگڑے بڑھتے ہیں اور سکون خراب ہو جاتا ہے۔ لہٰذا عافیت اسی میں ہے ہم آپس میں تہیہ کر لیں کہ ہم نے شریعت کے مطابق زندگی گزارنی ہے۔

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی
جو اماں ملی تو کہاں ملی
میرے جرم خانہ خراب کو
تیرے عفو بندہ نواز میں

ہمیں کہیں سکون نہیں ملے گا۔ اگر سکون ملے گا تو گھر میں شریعت کی تابعداری والی زندگی میں سکون ملے گا۔ دلوں میں رحمتیں ہوں گی برکتیں ہوں گی۔

لہٰذا یہ ایک سنہری اصول ہے کہ میاں بیوی آپس میں طے کرلیں۔ ہم شریعت کے مطابق زندگی گزاریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو نیک بنادیں گے۔ ماں باپ کا فرمانبردار بنادیں گے۔ جب ماں باپ اپنے رب کے نافرمان ہوں گے۔ تو بھلا ان کی اولاد ان کی کیسے فرمانبردار بنے گی۔ حضرت فضیلؒ تابعین میں سے ایک بزرگ تھے۔ وہ فرماتے تھے کہ جب بھی اللہ تعالیٰ کا حکم ماننے میں مجھ سے کوتاہی ہوئی میں نے اس کا اثر یا اپنی بیوی میں یا اپنی باندی میں یا اپنی سواری کے جانور میں دیکھا۔ یعنی میں نے اللہ کے حکم کو ماننے میں سستی اور غفلت کی تو جو چیزیں میرے ماتحت تھیں انہوں نے میرا حکم ماننے میں کوتاہی کی۔ تو بات ایسی ہی ہے ہم اللہ تعالیٰ کے حکموں کی نافرمانی کریں گے تو نتیجے میں اولاد ہماری نافرمان بن جائے گی۔ لہٰذا بہترین گھر وہی ہیں جس میں شریعت وسنت کا قانون لاگو ہو اور اس کے مطابق زندگی گزاری جائے۔

(۹) میاں بیوی دونوں ایک وقت میں غصہ نہ کھائیں

دسواں اصول یہ ہے کہ میاں غصے میں آجائے تو بیوی کو غصے میں نہیں آنا چاہیے۔ یا کسی وقت بات کرتے ہوئے بیوی غصے میں آجائے تو خاوند کو غصے میں نہیں آنا چاہیے۔ یہ اصول بنالیں کہ ہم دونوں کبھی بھی ایک وقت میں غصے میں نہیں آئیں گے۔ اول تو غصے آنا ہی نہیں چاہیے اور اگر بالفرض انسان ہونے کے ناطے کوئی غصے میں آ بھی گیا کسی وجہ سے یا بات کرتے ہوئے اس کی آواز بلند ہوگئی اور چہرے پہ غصے کے آثار ظاہر ہونے لگے، اگر بیوی غصے میں آگئی تو خاوند کو عقل مندی کرنی چاہیے اور اس وقت جواب میں غصہ نہ کرنا چاہیے اور اگر خاوند غصے میں آگیا اور بیوی یہ سمجھتی بھی ہے کہ یہ ناحق غصہ کر رہا ہے تو اس وقت خاموش رہے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد اپنی بات بتادے گی تو دیکھے گی کہ وہی خاوند جو پہلے اتنے غصے

میں تھا اب اتنا پیار کرنے والا بن گیا۔ لہٰذا انسان انسان ہے، طبیعتیں مختلف ہوتی ہیں۔ کبھی انسان کو غلط فہمی ہو جاتی ہے یا کبھی کسی وجہ سے ویسے ہی بیزاری آجاتی ہے تو یہ اصول بنا لیں کہ دوسرا فریق غصے میں نہ آئے۔ اگر دھاگہ دونے پکڑا ہوا ہو اور دونوں مل کے کھینچیں گے تو پھر تو دھاگہ ٹوٹ ہی جائے گا اگر ایک کھینچے اور دوسرا ڈھیلا چھوڑ دے تو پھر دھاگہ کبھی نہیں ٹوٹ سکتا۔ یوں ہی سمجھئے اگر خاوند غصے میں آگیا تو بیوی اب دھاگے کو کھلا چھوڑ دے، تھوڑی دیر کے بعد دیکھے گی کہ خاوند بھی نارمل ہو جائے گا اور آپس کا رشتہ بھی اسی طرح ٹھیک رہے گا۔ اگر بیوی غصے میں آگئی تو خاوند تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہو جائے اور اس وقت غصہ نہ کرے تو اس کے بعد دیکھے گا کہ بیوی کا غصہ دور ہو جائے گا۔

نبی علیہ السلام کی سنت

بیوی غصہ کرے تو خاوند کو چاہیے کہ اس سے پیار سے بات کرے۔ نبی علیہ السلام کی مبارک سنت دیکھ لیجئے۔ ایک مرتبہ کوئی بات تھی جس پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو غصہ آگیا۔ نبی علیہ السلام نے ان کے کانوں کی لو کو ہاتھ لگا کے تھوڑا سا مسلا یعنی ان کو ہاتھوں کی انگلیوں میں لیا اور دبایا اور پیار سے فرمایا، اے منی سی عائشہ۔ کیونکہ وہ عمر میں آپ سے بہت چھوٹی تھیں۔ حالانکہ وہ اس وقت غصے میں ہیں۔ نبی علیہ السلام نے ان کی کانوں کی لو کو اپنی انگلیوں میں پکڑ کے دبایا...... یہ محبت تھی، یہ پیار تھا۔ نبی علیہ السلام نے پیار سے ایسا کیا اور پھر فرمایا اے منی سی عائشہ، اے چھوٹی سی عائشہ! تو اپنے رب کے سامنے استغفار کر اور یہ دعا کر اللہ میرے غصے کو دور کر دے۔ نبی علیہ السلام کی یہ بات سن کر ان کا غصہ اسی وقت ختم ہو گیا۔

میاں بیوی کا غصہ شیطان کو خوش کرتا ہے

اگر میاں غصے میں آئے تو بیوی کو تحمل مزاجی سے کام لینا چاہیے۔ اور اگر بیوی غصہ میں آئے تو میاں کو تحمل مزاجی سے کام لینا چاہیے۔ اگر دونوں غصے میں آئیں گے تو شیطان خوش ہو جائے گا۔ اس لئے شیطان کا کام بنتا تب ہے جب میاں بیوی دونوں غصے میں ہوتے ہیں۔ بیوی بھی جلی کٹی سنا رہی ہوتی ہے اور خاوند بھی آگے سے دھمکیوں کے انبار لگا رہا ہوتا ہے۔ غصے میں آکر گھر اجڑتے ہیں اور طلاقیں ہوتیں ہیں۔

ایک نوجوان اس عاجز کے پاس آیا۔ کہنے لگا، حضرت! بس غلطی ہوگئی میں نے غصے میں بیوی کو طلاق دے دی۔ میں نے کہا، دنیا میں کوئی ایسا بندہ دکھاؤ کہ جس نے پیار میں آکر بیوی کو طلاق دی ہو۔ ارے میاں! طلاق تو ہوتی ہی غصے میں ہے۔ تب اس کو احساس ہوا کہ میں کتنی بڑی غلطی کر بیٹھا لہٰذا میاں بیوی دونوں کو ایک ہی وقت میں غصے میں نہیں آنا چاہیے۔ ... غصے میں آئے تو ... تحمل مزاجی سے کام لے۔ یاد رکھنا کبھی ایک دوسرے ... بات کرنے کی عادت نہ ڈالیں۔ نرم اور پیارے لہجے میں بات کرنے کی عادت ڈالیں۔ چیخ کر ایک دوسرے سے بات تب کی جاتی ہے جب گھر میں آگ لگی ہو اور ایک دوسرے کو بتانا ہو کہ گھر میں آگ لگ چکی ہے۔ اس کے سوا اور کوئی ایسا موقع نہیں ہوتا کہ جب میاں بیوی دونوں چیخ کے بات کریں۔ چیخ کے بات کرنے کا موقع ایک ہی ہے جب گھر میں آگ لگ چکی ہو اور گھر جل رہا ہو تب چیخ کر بتائیے کہ گھر میں آگ لگ چکی۔ اگر یہ کیفیت نہیں تو چیخ کر بات کرنے کی کیا ضرورت ہے، پیار محبت سے باتیں کیجئے۔ بڑے سے بڑے مسئلے کا حل شریعت نے بتا دیا ہے کہ پیار محبت سے نکل آتا ہے۔ اتنی عقل تو اللہ نے بیوی کو بھی دی ہے کہ خاوند کو غصے

میں دیکھے تھوڑی دیر صبر کر جائے۔ اور خاوند کو بھی اللہ نے عقل دی۔ جب بیوی کا موڈ آف دیکھے تو تھوڑی دیر صبر کر جائے۔ پھر اللہ رب العزت شیطان کو درمیان میں دخل اندازی سے دفع کر دیتے ہیں۔ اور پھر زندگی میں پیار سلامت رہتا ہے۔

(۱۰) آپسمیں ناراضگی کی حالت میں کبھی نہ سوئیں

اس کے بعد دسواں اصول یہ ہے کہ اگر کبھی کسی وجہ سے آپس میں Argument (بحث) ہو جائے یا آپس میں کوئی بات ہو جائے۔ اوّل تو ہونی ہی نہیں چاہیے۔ اگر فرض کرو ہو جائے تو اب میاں بیوی کو چاہیے کہ ناراض حالت میں کبھی نہ سوئیں۔ یہ جو ہوتا ہے نا کہ پہلے آپس میں کوئی بات چل رہی تھی، پھر ناراض ہو کر خاوند نے ادھر کروٹ لے لی، بیوی نے ادھر رخ کر لیا اور سمجھتے ہیں کہ ہم سو گئے، ہرگز نہیں یہ گھر بگڑنے کی ایک ابتدا ہوتی ہے۔ زندگی میں یہ فیصلہ کر لیجئے کہ ہم نے ہمیشہ کسی نہ کسی نتیجے پر متفق ہونے کے بعد سونا ہے۔ اگر کوئی بات آپس میں اختلاف رائے کی ہو جائے تو اول تو اس محبت کے وقت میں اختلاف رائے کی باتیں ہی نہ کریں۔ اگر کوئی بات نکل بھی آئی، بیوی نے اعتراض کر دیا، خاوند نے اعتراض کر دیا اور آپس میں Argument (دلائل) چل پڑے تو جب تک ایک دوسرے کو سمجھا نہ لیں، جب تک ایک دوسرے کو منا نہ لیں اس وقت تک ناراضگی کی حالت میں سونا اپنے اوپر آپ ایسے سمجھیں کہ جس طرح حرام ہوتا ہے۔

اس لئے کہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب کوئی بیوی اس حالت میں سوتی ہے کہ خاوند اس سے ناراض ہو، اللہ کے فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔ جب تک وہ اپنے خاوند کو منا نہیں لیتی تو بیوی کو چاہیے کہ وہ عقل کے ناخن لے کہ ایسی حالت

میں کیوں سو رہی ہے جبکہ خاوند اس سے ناراض ہے۔ اور آدمی سوچے کہ میری بیوی میری خادمہ ہے اس کے دل کو میں نے تکلیف پہنچادی، اس کا دل دکھی ہے تبھی تو ناراض ہے۔ اگر اس دکھی دل کو میں نے اس وقت نہ خوش کیا ایسا نہ ہو کہ کہیں اللہ مجھ سے ناراض ہو جائے کہ تو نے اپنی بیوی کو خوش کیوں نہ کیا جبکہ اس کو خوش کرنے کا حکم شریعت میں دیا گیا۔ لہٰذا بیوی کو چاہیے کہ خاوند کو منا لے اور خاوند کو بھی چاہیے کہ بیوی کو منا لے۔ ناراضگی کی حالت میں کبھی بھی نہیں سونا چاہیے۔ بلکہ ایسے وقت میں بھی یہی سوچنا چاہیے کہ

؎ فرصت زندگی کم ہے محبتوں کے لئے
لاتے ہیں کہاں سے وقت لوگ نفرتوں کے لئے

یہ تو زندگی اتنی چھوٹی ہے کہ اگر ساری زندگی محبت میں گزار دی جائے پھر بھی زندگی کا وقت تھوڑا ہے۔ پتہ نہیں لوگ نفرت کے لئے کہاں سے وقت نکال لیتے ہیں۔ نفرتوں کے لئے تو وقت ہے ہی نہیں۔ اس وقت کو محبتوں میں گزار دیجئے۔

میاں بیوی میں فقط جیت ہوتی ہے

اگر کبھی Argument (بحث و تکرار) ہو بھی جائے تو اصول بنا لیجئے کہ ہم نے ایک دوسرے سے ناراض ہو کر نہیں سونا۔ منا ہی لینا ہے، چاہے خاوند کو معذرت کرنی پڑے چاہے بیوی کو۔ موقع کے مناسب جو بھی ہو، دونوں کو ایک دوسرے سے معذرت کر لینی چاہیے۔ احساس کر لینا چاہیے اور ناراضگی کی حالت میں کبھی نہیں سونا چاہیے۔ اس لئے کہ جب ناراضگی کی حالت میں سوئیں گے تو شیطان کو دلوں میں نفرتیں ڈالنے کا بیج مل جائے، اور بیج کو پانی دے گا اور پھر دلوں میں نفرتیں بڑھتی چلی جائیں گی۔ اسلئے جب ناراضگی ہو تو ایک دوسرے کو کوئی شعر سنا دیں۔ جیسے کسی شاعر نے کہا۔

؎ اتنے اچھے موسم میں روٹھنا نہیں اچھا
ہار جیت کی باتیں کل پہ ہم اٹھا رکھیں
آج دوستی کرلیں

تو یہ بات اگر انسان کرلے کہ بھئی ہار جیت تو ہم کل پر اٹھا رکھتے ہیں۔ اس Argument (بحث) کا فیصلہ کل کرلیں گے، آج دوستی کرلیں۔ آج محبتوں سے وقت گزار لیتے ہیں۔ تو جب اس طرح آپس میں محبت و پیار سے میاں بیوی وقت گزاریں گے تو نفرتیں ختم ہو جائیں گی۔ اور واقعی میاں بیوی میں تو ہار ہوتی نہیں۔ یقین جانئے کہ میاں بیوی میں تو جیت ہی جیت ہوتی ہے۔ یہ بیوی کی جیت ہے کہ اس نے خاوند کو قریب کرلیا اور خاوند کی جیت ہے کہ اس نے بیوی کو قریب کر لیا۔ لہٰذا میاں بیوی کے درمیان ہار نہیں ہوتی۔ میاں بیوی کے درمیان فقط جیت ہوتی ہے۔ جس نے بھی معافی مانگ لی گویا اس نے جیت لیا، کیا جیت لیا؟ دوسرے کا دل جیت لیا۔ تو معافی مانگنا ہار نہیں، معافی مانگنا تو جیت ہے۔ اب بیوی جیتے یا خاوند جیتے اللہ کرے دونوں جیت جائیں اور محبت و پیار کی زندگی گزاریں۔

لہٰذا ہمیں ازدواجی زندگی کے ان سنہری اصولوں کو سامنے رکھنا چاہیے اور اگر بالفرض کوئی ایسی بات ہے کہ آپس میں کوئی فیصلہ نہیں ہو رہا۔ پھر بھی معاملہ کو آپ کل پر اٹھا رکھئے اور اس دن آپس میں ایک دوسرے سے خوش ہو جایئے۔ یہ بھی تو کہہ سکتے ہیں نا کہ

Let us agree upon this agree in tonight

چلو آج ہم اس بات پر راضی ہو جاتے ہیں۔ کہ آج ہم اس بات پر راضی نہیں ہوئے۔

یہ بھی تو Agreement (راضی نامہ) ہی ہے۔ تو اس سے ہی چلو بات کو

کلوز کرلیا کریں۔ مقصد یہ کہ جب بھی کوئی بات چیت ہو بالآخر اس کا نتیجہ آپس میں محبت پر نکلنا چاہیے۔ اس کو Unsolved چھوڑنا کرناراض حالت میں نہیں سونا چاہیے۔

رب کریم ہمیں ان سنہری اصولوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ شاید یہ ٹاپک کل کا دن بھی کچھ اور آگے چلے گا۔ اللہ رب العزت ہمیں نیکوکاری کی زندگی نصیب فرمادے۔ اور ہمیں دنیا میں اللہ تعالیٰ عزتوں بھری اور خوشیوں بھری زندگی نصیب فرمادے اور قیامت کے دن ہمیں اپنے محبوب کے ہاتھوں حوض کوثر کا جام عطا فرمادے۔

و آخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین.



بسم اللہ الرحمن الرحیم

مثالی ازدواجی زندگی میں شوہر کا کردار

از افادات

پیر طریقت رہبر شریعت مفکر اسلام

محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

مثالی ازدواجی زندگی میں شوہر کا کردار

الحمد لله و کفی و سلام علیٰ عباده الذین اصطفیٰ اما بعد

فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم ○

بسم الله الرحمن الرحیم ○

و من ایته ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیها و جعل

بینکم مودة و رحمة ان فی ذلک لایت لقوم یتفکرون ○

سبحان ربک رب العزة عما یصفون○ و سلام علی المرسلین○

والحمد لله رب العالمین○

اللهم صل علی سیدنا محمد و علی اٰل سیدنا محمد و بارک وسلم

آج کا موضوع

ازدواجی زندگی گزارنے کے لئے ایک خاوند کو کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے اور کن چیزوں سے بچنا چاہیے۔ ان عنوانات پر پہلے بات ہو چکی ہے۔ آج ہم نے اس موضوع پر بات کرنی ہے کہ گھر کی زندگی کو خوشگوار اور متوازن رکھنے کیلئے شوہر کی ذمہ داریاں کیا ہیں اور اس کا اپنے اہلخانہ کے ساتھ رویہ اور کردار کیا ہونا چاہیے۔

سکون کا باعث تین چیزیں

قرآن مجید پہ نظر ڈالی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ تین چیزیں باعث سکون ہوتی

ہیں۔

(۱) ایک بیوی خاوند کے لئے سکون کا باعث ہوتی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا۔

اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجاً لِتَسْكُنُوْا اِلَيْهَا. (روم: ۲۱)

[تم میں سے تمہارے لئے جوڑا اس لئے بنایا تاکہ تم سکون حاصل کرو]

(۲) گھر انسان کے لئے سکون کا باعث ہوتا ہے۔ اس لئے اس کو مسکن کہتے ہیں۔ جہاں انسان ٹھہرتا ہے۔ اور ٹھہراؤ کو سکون کہتے ہیں۔

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا.... (النحل: ۸۰)

[اور اللہ نے تمہارے لئے تمہارے گھروں میں سکون رکھا]

تو اس سے معلوم ہوا کہ انسان کو گھر میں بھی سکون ملتا ہے۔

(۳) اور تیسرا اللہ تعالیٰ نے رات کو سکون کے لئے بنایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا .... (یونس: ٦٨)

[وہ جس نے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ تم سکون حاصل کرو]

تو معلوم ہوا کہ تین چیزیں سکون کا باعث ہوتی ہیں۔ ایک گھر۔ ایک بیوی۔ ایک رات۔

بے سکون زندگی کی وجہ

لہٰذا جو نوجوان اپنے گھروں میں راتوں کے اوقات اپنے اہل خانہ کے ساتھ گزارتے ہیں ان کی زندگی کے اندر سو فیصد سکون ہوتا ہے۔ جو بیوی سے دور رہیں گے یوں سمجھیں کہ وہ 33% دور ہو گئے۔ جو رات گھر سے دور گزاریں گے وہ 33% اور دور ہو گئے۔ اور اگر گھر ہی نہیں ہوگا تو اگلا 33% بھی چلا گیا۔ کامل سکون انسان کو گھر میں رات اہل خانہ کے پاس گزارنے سے نصیب ہو سکتا ہے۔ لہٰذا جو نوجوان اپنے دوستوں کی محفلوں میں گپیں ہانکتے رہتے ہیں اور رات کا

زیادہ حصہ گزارنے کے بعد فقط سونے کے لئے گھر آتے ہیں ان کی زندگی کبھی پر سکون نہیں ہو سکتی۔ نہ اہل خانہ کو سکون نہ ایسے خاوند کو سکون۔

تو آپ مرد حضرات بھی اس بات کا خیال رکھیں کہ اگر ہم رات کا زیادہ حصہ باہر گزاریں گے تو ہمیں سکون نہیں ملے گا۔ سکون ملنے کی تین چیزیں اللہ تعالیٰ نے بتائیں رات کا وقت ہو، اپنا گھر ہو اور اپنے اہل خانہ کے ساتھ آرام کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں کامل سکون عطا فرماتے ہیں۔

عشاء کے بعد جلد سونے کی عادت ڈالیں

اللہ تعالیٰ نے رات آرام کے لئے اور دن کام کے لئے بنایا۔ لہٰذا عشاء کے بعد لمبی محفلیں لگانا معیوب ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ نبی علیہ السلام کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ عشاء کی نماز سے پہلے سونے کو ناپسند فرماتے تھے اور عشاء کے بعد دیر تک باتیں کرنے کو ناپسند فرماتے تھے۔ ہاں کوئی دین کا پروگرام ہو تو اس کے لئے تو ساری ساری رات گزر جائے پھر بھی تھوڑی ہے۔ لیکن عام عادت کے طور پر نبی علیہ السلام عشاء کی نماز سے پہلے سونے کو ناپسند فرماتے تھے اور عشاء کی نماز کے بعد زیادہ باتیں کرنے کو ناپسند فرماتے تھے۔

سنت کو ترک کرنے کا وبال

اسی لئے جن گھروں میں رات کو دیر سے سونے کی عادت ہوتی ہے ان گھروں میں فجر کی نماز عام طور پر قضا ہو جاتی ہے۔ بچوں نے تو کیا پڑھنی بڑے بھی اٹھ کر نہیں پڑھتے۔ نیکوکار گھرانوں میں بھی اگر رات کو دیر سے سونے کی عادت ہو تو ان میں بھی فجر کی جماعت تو نکل ہی جاتی ہے۔ کیا ہوا جو مشکل سے اٹھ کر فجر کی

نماز اپنی پڑھ لی ورنہ تو کئی مرتبہ نماز بھی چلی جاتی ہے۔

نبی علیہ السلام کی مبارک سنت ہے کہ انسان عشاء کے بعد جلدی سو جائے۔ اگر ہم اس سنت سے محروم ہوں گے تو ہمارے فرض کے اوپر اس کا اثر پڑے گا اور ہم فجر کی نماز یا اس کی تکبیر اولیٰ سے محروم ہو جائیں گے۔ عام گھروں میں اکثر دیکھا گیا کہ عشاء کے بعد کھانے کی محفل، پھر گپوں کی محفل، پھر ٹی وی سکرین کے تماشے تو آدھی رات تو ایسے ہی گزار دیتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ صبح آنکھ نہیں کھلتی۔ یہ آنکھ کیسے کھلے۔ جو رات کو سونے کے لئے جلدی نہیں کرے گا وہ صبح کے وقت جلدی نہیں اٹھ سکے گا۔ وہ بیبیاں جو تہجد میں اٹھنا چاہتی ہیں ان کو بھی چاہیے کہ اپنے کام رات سے پہلے پہلے سمیٹ لیں اور عشاء کے بعد جتنا جلدی ممکن ہو سونے کی عادت بنائیں۔ بچوں کو بھی جلدی سونے کی عادت ڈالیں۔ خود بھی جلدی سوئیں۔ ان شاء اللہ اول تو تہجد میں آنکھ کھل جائے گی، نہ بھی کھلی تو فجر کی نماز میں تو خود بخود آنکھ کھل جائے گی۔ یہ نہیں ہوگا کہ رات دو بجے سوئے اور دو دو گھڑیوں کا الارم لگا کر سوئے۔ مگر دونوں گھڑیاں چیختی رہیں اٹھنے کی توفیق پھر نہیں ہوئی۔ پھر صبح اٹھ کر کہتے ہیں کہ جی ہماری فجر کی نماز چلی گئی۔

تو کیا ہوتا ہے کہ لوگ رات کو ایک دو بجے تک جاگتے ہیں اور اگر نیک ہیں تو اٹھ کر فجر پڑھ لیتے ہیں پھر فجر کے بعد ایسی نیند آتی ہے کہ دوبارہ سو جاتے ہیں۔ پہلے وقتوں کے لوگ تہجد دو نیندوں کے درمیان پڑھا کرتے تھے جبکہ آج کل کے نیک لوگ فجر کی نماز دو نیندوں کے درمیان پڑھتے ہیں۔ فجر سے پہلے بھی سوئے ہوتے ہیں اور فجر کے بعد بھی سو جاتے ہیں۔ تب جا کر کہیں آٹھ نو بجے ان کی نیند پوری ہوتی ہے۔ یہ نحوست ہے رات کو دیر سے سونے کی۔ اگر جلدی سوتے تو صبح کو جاگنا نصیب ہوتا۔

سنن و مستحبات کو ہلکا نہ سمجھیں

انسان سنت کی پابندی کرے تو فرائض خود بخود محفوظ ہو جاتے ہیں۔ یوں سمجھئے کہ فرائض کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ نے سنتوں کو بنا دیا اور سنتوں کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ نے مستحبات کو بنا دیا۔ جو اپنے فرائض کو محفوظ رکھنا چاہے اس کو چاہیے کہ سنتوں کی حفاظت کرے، فرض خود بخود محفوظ ہو جائیں گے۔ جو سنتوں کی حفاظت کرنا چاہے اس کو چاہیے کہ وہ مستحبات کی رعایت کرے، سنتوں کی حفاظت خود بخود ہو جائے گی۔ گویا یہ باؤنڈری لائن ہے۔ اگر مستحبات کی باؤنڈری لائن کو توڑیں گے تو سنتوں سے محرومی ہو گیا ور اگر سنتوں کی باؤنڈری لائن کو توڑیں گے تو فرضوں سے محرومی ہوگی اور انسان حرام یعنی گناہ کا مرتکب ہو جائے گا۔ اس لئے اپنے فرضوں کو پکا کرنے کے لئے سنتوں کی پابندی کیجئے اور سنتوں کی پابندی کرنے کے لئے مستحبات کی رعایت کیجئے۔ آج کل نوجوان طبقے میں عام طور پر یہ بات آجاتی ہے۔ او جی یہ تو سنت ہی ہے نا۔ وہ سنت کو ہلکا سمجھتے ہیں۔ اور یہ بہت بڑا فتنہ ہے اس زمانے کا۔ سنت چھوٹی ہو یا بڑی نبی علیہ السلام کی عادت مبارک کا نام سنت ہے۔ لہٰذا وہ چھوٹی نہیں ہو سکتی۔ دیکھنے میں چھوٹی ہوگی مگر قیمت کے اعتبار سے بڑی موٹی ہوگی۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے بچوں کو مستحبات کی رعایت کی عادت ڈالیں تاکہ ان کو سنتوں بھری زندگی نصیب ہو۔ سنتوں پر عمل کریں تاکہ فرائض پر ہمیں کامل عملی کی توفیق نصیب ہو۔ تو جب گھروں میں عشاء کی نماز کے بعد جلدی سونے کی سنت ٹوٹتی ہے تو پھر ان کی فجر کی نمازوں پر ان کی زد پڑتی ہے۔ کبھی تو تکبیر اولیٰ چلی گئی میاں صاحب کو تو نماز باجماعت میں آنے کی توفیق نہیں اور عورتوں نے مشکل سے بھاگ دوڑ کے اگر فجر کی نماز وقت میں ادا کر لی تو کر لی ورنہ کئی مرتبہ سورج نکلنے کے بعد آنکھ کھلتی ہے۔

تو عشاء کے بعد جلدی سونے کی عادت ڈالنے سے فرض کی حفاظت ہوتی ہے۔ اس لئے سب عورتیں گھروں میں کوشش یہ کریں کہ عشاء کے بعد لمبے بکھیڑے نہ ڈالیں، اپنے خاوندوں کو بھی یہ بات بتلائیں۔ اور اس کے فوائد جتلائیں کہ جی عشاء کے بعد جتنا جلدی سوئیں گے اتنا جلدی اٹھیں گے۔

آج کل کے غافلوں کا حال

ایک صاحبہ گفتگو کر رہی تھیں۔ کہنے لگی کہ میں تو جی صبح سویرے آٹھ بجے اُٹھ جاتی ہوں۔ اب اس بے چاری کے نزدیک آٹھ بجے صبح سویرے کا وقت ہوتا ہے۔ اس لئے کہ جب سوئی ہی رات کو دو تین بجے تو پھر آٹھ بجے تو صبح سویرے کا وقت ہونا ہے اس کے لئے۔ اس بے چاری کو کیا پتہ کہ صبح سویرے کس کو کہتے ہیں۔ آج عشاء کے وقت سے لوگ جاگتے رہتے ہیں اور اس وقت سوتے ہیں جب تہجد کا وقت شروع ہونے کا وقت ہوتا ہے۔ یہ بھی ایک المیہ ہے کہ عام طور پر شادی بیاہ کی محفلوں میں بھی آپ دیکھ لیں۔ لوگ کہیں گے کہ بھئی شادی کی بات ہے ہم ساری رات جاگیں گے۔ عورتیں کہتی ہیں کہ ساری رات جاگیں گی۔ چاند رات ہے، صبح عید ہے۔ مگر کیا ہوگا کہ عشاء کے بعد سے لے کر رات کے دو تین بجے تک جاگیں گی اور جب تہجد کا وقت ہوگا اس وقت اونگھ آجائے گی اور وہ سو جائیں گی۔ یہ خود نہیں سوتیں اس وقت ان کو پروردگار کے فرشتے سلا دیتے ہیں۔ چنانچہ حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ رات کے آخری پہر کا وقت ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو بھیجتے ہیں کہ جاؤ دنیا میں، یہ میرے مقرب لوگوں کے جاگنے کا وقت ہے۔ فلاں اور فلاں تو گنہگار اور غافل قسم کے لوگ ہیں ان کو تھپکیاں دے کے سلا دو تا کہ اس وقت یہ نہ جاگ سکیں اور نہ مجھ سے مانگیں۔ کیونکہ یہ میرے مانگنے والوں کا وقت ہے۔ چنانچہ فاسق قسم کے لوگوں کو اس وقت نیند آجاتی ہے۔ جو لوگ رات فلموں

کے عادی ہوتے ہیں وہ بھی تہجد کے وقت میں میٹھی اور گہری نیند سو جاتے ہیں۔ شادی کے فنکشنوں والے بھی رات دو بجے تک جاگتے ہیں پھر گہری نیند سو جاتے ہیں۔ وہ سوتے نہیں بلکہ ان کو سلا دیا جاتا ہے۔ پروردگار اپنے محبوب بندوں کے اٹھنے کے وقت میں ان فاسقوں کو جاگنے کی توفیق ہی نہیں دیتے۔

تہجد کے وقت اٹھنے کی برکت

تہجد کے وقت تو وہی جاگتا ہے جو اللہ کے پسندیدہ بندوں میں شامل ہوتا ہے۔ اتنی رحمتیں اور برکتیں ہوتی ہیں کہ ہمارے بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ جو عورتیں صبح اذانوں کے وقت اٹھ جاتی ہیں وہ بے شک تہجد پڑھیں یا نہ پڑھیں اس وقت کی برکتوں سے حصہ ضرور پالیتی ہیں۔ تو ہمارے پہلے وقتوں میں عورتیں عشاء کے بعد جلدی سو جاتی تھیں اور اذان سے کچھ وقت پہلے اٹھ کر اس وقت لسی بنایا کرتی تھیں۔ تو ہمارے بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ جو دیہات کی عورتیں اس وقت اٹھ کر لسی بنالیتی ہیں وہ بھی اللہ کی رحمت سے محروم نہیں رہتیں۔ چونکہ وہ اللہ کے پیاروں کا جاگنے کا وقت ہوتا ہے۔ اس لئے ہر گھر میں یہ کوشش کی جائے کہ عشاء کے بعد جلدی سونے کی سنت پر عمل کیا جائے۔ اس کے لئے دعائیں بھی مانگیں کہ اے مالک! اس سنت سے ہمیں محروم نہ فرما۔ اپنے خاوند سے مشورہ بھی کریں، اس کے فوائد بھی گنوائیں اور جتنا جلدی ممکن ہو سکے اتنا جلدی کام سمیٹ کر جلدی سونے کی عادت ڈالیے۔ انشاء اللہ فجر کی نماز محفوظ ہو جائے گی بلکہ امید ہے کہ تہجد کی بھی توفیق نصیب ہو گی۔

بچوں کو جلدی اٹھنے کی عادت ڈالیں

مزید برآں گھر کے اندر جب اس قسم کے معاملات ہوں تو افہام و تفہیم سے

طے کر لینے چاہئیں۔ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مشورے سے طے کر لیا جائے کہ اتنے بجے لازمی سو جائیں گے۔ بچوں کو بھی اس میں شامل کریں جس کا فائدہ ہے۔ اس لئے کہ جب بچے رات کو دیر سے سوئیں گے تو صبح دیر سے جاگیں گے اور بچوں کی تربیت غلط ہوگی۔ ان کے دل میں اللہ تعالیٰ کے فرائض کی قدر کیسے آئے گی۔ جب اولاد والے ہو جائیں تو مردوں کو چاہیے کہ چھوٹے بچوں کی تربیت کی خاطر ان کو عادت ایسی ڈالیں کہ جلدی سوئیں اور صبح جلدی جاگیں تاکہ ان کی فجر کی نماز ادا ہو سکے۔ لہٰذا اس تربیت کے لئے بھی ضروری ہے کہ بچوں کی شخصیت شروع سے ہی ایسی بنے۔

فجر کے وقت جاگنے کے فوائد

فطری تقاضا یہی ہے کہ انسان رات کو سوئے اور دن کو جاگے۔ جلدی جاگنا نبی علیہ السلام کی سنت بھی ہے اور انسان کی صحت کے لئے بھی اچھا ہے۔ اس لئے کہ جب سورج نکلنے کے قریب ہوتا ہے تو ہوا کے اندر اوزون گیس ہوتی ہے اور وہ انسان کی صحت کے لئے انتہائی ضروری ہوتی ہے۔ سونے والا بستر پر اس کو Inhale نہیں کر سکتا۔ ذرا باہر نکل کر ٹھنڈی ہوا لینی پڑتی ہے۔ تو اس میں جسمانی فائدہ بھی ہے اور روحانی فائدہ بھی ہے۔ بالخصوص بچوں کو تو جلدی اٹھانا چاہیے تاکہ ان کے جسم کی نشوونما بھی اچھی ہو اور تربیت بھی اچھی ہو۔

فجر کے بعد سونے کے نقصانات

حدیث پاک میں آیا ہے کہ جو آدمی فجر کے بعد سونے کا عادی ہو اللہ تعالیٰ اس کی یادداشت کو ختم کر دیتے ہیں۔ چنانچہ آپ تجربہ کریں کہ جن عورتوں کو فجر کے بعد سونے کی عادت ہو وہ بھلکڑ ہوتی ہیں۔ باتیں بھول جاتی ہیں، چیز رکھ کر بھول

جاتی ہیں، کام کرنا تھا بھول جاتی ہیں، خاوند کو بات کہنی تھی بھول جاتی ہیں۔ یہ زیادہ بھولنے کی عادت عام طور پر فجر کے بعد زیادہ سونے کی عادت کی وجہ سے ہے۔ چونکہ حدیث پاک میں فرمایا گیا اور بعض روایات میں تو یہ بھی آیا کہ حلال رزق ان کے لئے تنگ کر دیا جاتا ہے لہٰذا ان کو ادھر ادھر کا ملا جلا تو بہت کچھ مل جائے گا مگر فجر کے بعد سونے والوں کے لئے حلال رزق کے دروازے بند کر دیئے جائیں گے۔ ہاں کوئی آدمی ایسا ہے کہ جس کی ڈیوٹی ہی رات کی ہے، وہ اگر ساری رات جاگا فجر پڑھ کر سو گیا تو وہ اس بات سے خارج ہے۔ ہاں وہ اللہ والے جو راتوں کو جاگتے ہیں، وہ اشراق کی نماز کے بعد تھوڑی دیر آرام کرتے ہیں۔ اشراق کے بعد سونا بالکل ٹھیک ہے، یہ بزرگوں کی عادت رہی ہے مگر فجر اور اشراق کے درمیان حتی الوسع نہیں سونا چاہیے۔ سوائے اس کے کہ رات کو انسان اتنا جاگا ہو کہ اب یہ سوچے کہ اب میں نہیں سوؤں گا تو سارا دن مجھے کام کرنے کے اندر رکاوٹ ہوگی۔ پھر اس کی اجازت ہے، عام عادت نہیں بنانی چاہیے۔

دیکھا یہ گیا ہے کہ جن گھروں کے اندر کچھ کھانا پینا وافر ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اچھا دیا ہوا ہوتا ہے تو وہاں پر صبح کے وقت اسی طرح سوئے ہوئے ہوتے ہیں، بلکہ موئے پڑے ہوتے ہیں کہ پورا گھر قبرستان کی طرح لگ رہا ہوتا ہے۔ سورج نکل چکا ہوتا ہے اور گھر کے لوگ جاگ بھی نہیں رہے ہوتے۔ اس لئے کفر کی دنیا نے صبح کا ناشتہ Cereal کا بنا لیا ہے۔ نہ کچھ پکانا پڑے اور نہ کچھ تردد کرنا پڑے۔ بیوی اپنے وقت پر جاگے۔ خاوند اپنے وقت پر جاگے۔ بچوں نے اٹھ کر اسکول جانا ہوتا ہے۔ مائیں ان کے لباس پہلے ہی تیار کر کے رکھ دیتی ہیں۔ ان کو کہتی ہیں، بیٹے صبح الارم بجنے پر اٹھ جانا، اسکول جانا ہے۔ اس لئے کہ اسکول وقت پر نہ جائیں تو ان کو استاد سے سزا ملتی ہے۔ وہ اپنے وقت پہ اٹھتے ہیں اور

چھوٹے چھوٹے بچے اپنے کپڑے خود بدلتے ہیں۔ ٹھنڈا دودھ بھی مل گیا اور کہیں سے ان کو Cereal بھی مل گیا تو بچے یہی کھا کر چلے جاتے ہیں۔تو کفر کی دنیا میں ناشتہ اس لئے آسان کرلیا تا کہ جاگنے کی تکلیف نہ اٹھانی پڑے۔

زندگی کا منحوس دن

بلکہ ہم نے بعض بزرگوں کا یہ عمل بھی دیکھا وہ فرماتے ہیں کہ جس آدمی کی فجر کی نماز قضا ہوتی ہے وہ اس آدمی کی زندگی کا منحوس دن ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ ایک آدمی نے قسم کھالی کہ میں اپنی بیوی کو منحوس دن طلاق دوں گا۔ اب اسے سمجھ نہیں آتی تھی کہ میں قسم تو کھا بیٹھا لیکن منحوس دن کونسا ہے۔ کسی فقیہہ کے پاس گیا۔ انہوں نے فرمایا جس دن تمہاری فجر کی نماز قضا ہو جائے وہ تمہاری زندگی کا منحوس ترین دن ہے،تم اس دن یہ کام کر سکتے ہو۔

بعض ایسے بزرگوں کو بھی دیکھا کہ جو وقت کے حاکم تھے مگر انہوں نے دستور بنایا ہوا تھا، وہ سوچتے تھے کہ جو آدمی فجر کی نماز وقت پر پڑھ لیتا ہے وہ اللہ کی امان میں آجاتا ہے۔ لہٰذا وہ حد اور وہ تعزیرات کی جو سزائیں دینی ہوتی تھیں وہ اس وقت تک نہیں دیتے تھے جب تک کہ یہ یقین نہ کر لیتے تھے کہ آج اس نے فجر کی نماز نہیں پڑھی۔ اگر پڑھ لیتا تھا تو اس کو سزا دینا مؤخر کر دیتے تھے کہ اگر یہ اللہ کی امان میں آگیا ہے تو ہم کیوں اس کو سزا دیں۔

منور دن

اس لئے مسلمانوں کا معاشرے میں عشاء کے بعد جلدی سونے اور صبح کے وقت جلدی جاگنے کا معمول ہوتا ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام کے زمانے میں تہجد کے وقت اگر کوئی آدمی شہر کی گلیوں میں چلتا تھا تو گھر گھر سے قرآن پڑھنے کی یوں آواز

آتی تھی جیسے شہد کی مکھیوں کے بھنبھنانے کی آواز ہوتی ہے۔اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم صبح کے وقت اٹھیں۔عورتیں صبح کے وقت اٹھ کر نماز پڑھیں۔اگر تہجد پڑھیں تو کیا ہی بات ہے۔قرآن پاک کی تلاوت کریں۔درود شریف پڑھیں۔استغفار پڑھیں۔صبح کے وقت گھر کے اندر عبادت کا کرنا پورے دن کو منور بنا دیتا ہے۔

مسلمانوں کے نزدیک تو فجر کے وقت جاگنا اتنا اہم ہے۔لہٰذا عورتوں کو یہ بات مشورے کے طور پر پیش کی جاتی ہے کہ زندگی کی ترتیب کو سنت کی ترتیب پر لانے کی کوشش فرمائیں اور اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ رات کو سوئیں اور دن کو جاگیں۔عشاء کے بعد کام جتنا جلدی سمیٹ سکیں سمیٹیں اور جلدی سونے کی عادت اپنائیں تا کہ تہجد میں فجر میں آنکھ کھل جائے۔انسان کے جسم کی نیند کا تقاضا بھی پورا ہو جائے اور صبح کے وقت جب آنکھ کھلے تو اللہ تعالیٰ کا حکم بھی پورا ہو جائے۔اس طرح انسان کی زندگی پر سکون گزرتی ہے۔

بچوں کے سامنے بحث و مباحثے سے بچیں

ایک اور اہم بات جس کا میاں بیوی کو بہت خیال رکھنا چاہئے یہ ہے کہ بچوں کے سامنے بحث و مباحثہ کرنے سے بچا کریں۔اس کا طریقہ یہی ہے کہ میاں بیوی آپس میں مشورے کے ساتھ ہر قسم کے معاملات کو طے کر لیا کریں۔بچے اگرچہ چھوٹے ہوتے ہیں مگر ان کی یادداشت بڑی تیز ہوتی ہے۔جب میاں بیوی آپس میں ڈائیلاگ کر رہے ہوتے ہیں تو بچے محسوس تو نہیں کراتے مگر وہ سن رہے ہوتے ہیں۔اور ان کے ذہنوں کی جو Memory (یادداشت) ہے اس کے اندر وہ پورے کا پورا منظر پرنٹ ہو رہا ہوتا ہے۔لہٰذا بچوں پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔اپنے ذہن میں وہ سوچتے ہیں کہ نہ امی کی کوئی قدر ہے نہ ابو کی کوئی قدر ہے۔ان کے

آپس میں جھگڑے ختم نہیں ہوتے، ہمارے اوپر خواہ مخواہ رعب چلاتے ہیں۔ چنانچہ ماں بچوں کو نصیحت کی بات کرتے ہوئے ذرا غصے ہو جاتی ہے تو وہ اپنے دل میں کہتے ہیں کہ ابو کی ناراضگی اور غصہ ہم پہ نکال رہی ہیں۔ اسی طرح جب باپ غصے ہوتا ہے تو دل میں سوچتے ہیں کہ امی بات نہیں مانتی غصہ ہمارے اوپر نکالتے ہیں۔ اس طرح بچوں کی تربیت صحیح نہیں ہو پاتی۔

جب کسی گھر میں اللہ تعالیٰ اولاد والی نعمت عطا فرما دے تو میاں بیوی کو عقل کے ناخن لینے چاہئیں۔ اب ان کی ذمہ داری اور بڑھ گئی۔ اس بچے کی اچھی تربیت کرنا بھی ان کی ذمہ داری ہے۔ لہٰذا بچوں کے سامنے کبھی بھی ایک دوسرے کے ساتھ بحث مباحثہ نہیں کرنا چاہیے۔

جو خاوند اپنے بچوں کے سامنے اپنی بیوی کو ڈانٹ ڈپٹ کرتا ہے وہ سمجھ لے کہ میں اپنے بچوں کو بگاڑنے کی پوری کوشش کر رہا ہوں۔ اس لئے کہ بیوی نے ہی تو ان کو ٹریننگ دینی تھی۔ جب بیوی کو ہی ڈانٹ پڑ رہی ہے تو بچوں کی نظر میں اس کی کیا اہمیت رہ جاتی ہے۔ اس لئے خاوند کی ذمہ داری ہے کہ بچوں کی نظر میں اپنی بیوی کا احترام بنائے۔ اور بیوی کی ذمہ داری ہے کہ بچوں کی نظر میں اپنے میاں کا احترام بنائے۔ میاں بیوی آپس میں Mutual Understanding (ذہنی مطابقت) کے ساتھ کام کر سکتے ہیں۔ خاوند جب بھی بچوں کے پاس بیٹھے تو کہے بچو تم اپنی امی کی بات مانا کرو، امی کی بات سنا کرو۔ وہ بچوں کی نظر میں اپنی بیوی کا احترام پیدا کرے۔ ماں کا مقام ذہن میں پیدا کرے اور جب ماں اکیلی ہو بچوں کے ساتھ تو ان کو سمجھائے کہ بیٹو تم ابو کی بات مانا کرو۔ جب دونوں میاں بیوی اس کو اصول بنالیں گے تو بچے ماں کی بھی مانیں گے باپ کی بھی مانیں گے اور ان کی اچھی تربیت ہوگی۔

مان جانے میں خیر ہے

اوّل تو بحث ومباحثہ کا فائدہ نہیں۔ دونوں میں سے ایک جلدی Held کر جایا کرے کہ چلو میں اس کی بات مان لیتا ہوں۔ بات ماننے میں ہمیشہ فائدہ ہے بات ماننے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کو اجر ملتا ہے۔ منوانے میں شیطانیت زیادہ ہے۔ میاں یہ سوچے کہ میں نے اپنی بات منوائی تو ہوسکتا ہے اس میں خیر نہ ہو تو گھر کے اندر بے برکتی ہوگی۔ بیوی بھی سوچے میں نے اپنی بات منوائی تو ہوسکتا ہے اس میں خیر نہ ہو کہیں اس وجہ سے گھر میں بے برکتی نہ آئے۔ لیکن جب کوئی دوسرے کی بات مانتا ہے تو ماننے میں اور اطاعت کرنے میں ہمیشہ فائدہ ہوتا ہے۔ حدیث پاک کے مطابق اس میں برکت ہوتی ہے۔ اس لئے ماننے میں فائدہ زیادہ ہوتا ہے۔ تو بات کو جلدی سمیٹ دیا کریں اور بچوں کے سامنے بحث ومباحثہ کرنے سے پرہیز کیا کریں۔

پیار کا وار تلوار سے زیادہ کارگر ہوتا ہے

نرمی سے جو معاملات طے ہو جاتے ہیں وہ گرمی سے کبھی نہیں ہوتے۔ اگر خاوند گرمی میں آ گیا اور آگے سے بیوی بھی گرمی میں آ گئی تو پھر تو آپس میں بحث چلے گی، پھر تو آپس میں ضد آ جائے گی اور ضد کی کوئی انتہا نہیں ہوتی۔ ضد کے پیچھے تو پھر گھر ٹوٹا کرتے ہیں، ضد کے پیچھے تو پھر سکون لٹا کرتا ہے، ضد کے پیچھے تو پھر گھروں میں بے برکتی آتی ہے۔ اس لئے ایسے ماحول سے بچنا چاہیے۔ خاوند کو یہ بات ذہن میں بٹھا لینی چاہیے کہ پیار کا وار تلوار سے زیادہ کارگر ہوتا ہے، وہ پیار سے اگر اپنی بیوی کو قائل نہیں کر سکا تو پھر وہ تلوار سے بھی بیوی کو قائل نہیں کر سکے گا۔ اس بات کو اپنے بیڈ روم میں لکھ کر لگا لیں۔ یہ پکی بات ہے۔ اس لئے کسی

دانش ور نے یہ بات کہی، ہے تو عجیب سی مگر کہہ دیتا ہوں۔ اس نے یہ کہا کہ جو خاوند بوسے کے ذریعے اپنی بیوی کا دل نہ جیت سکا وہ پھر جنگ کے ذریعے بھی بیوی کا دل نہیں جیت سکتا۔ تو بات واقعی سو فیصد سچی ہے۔ پیار کے ذریعے جو کام ہو جاتے ہیں، وہ پھر آپس کے جھگڑوں سے حل نہیں ہوتے۔

اپنی ضرورت حلال طریقے سے پوری کرے

حدیث پاک میں آیا ہے کہ کسی مرد کی نظر اتفاقاً کسی غیر عورت پر پڑ گئی جو اسے اچھی لگی یا کوئی ٹھپہ اچھا نظر آ گیا تو اس کو چاہیے کہ گھر آ کر اپنی بیوی کے ساتھ وقت گزارے، جو کچھ باہر والی عورت کے پاس ہے وہی کچھ گھر میں بیوی کے پاس ہے۔ لہٰذا اللہ کے حکموں کی نافرمانی کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ انسان کی ضرورت کے لئے اللہ نے بیوی بنا دی۔ بیوی کے لئے خاوند بنا دیا۔ لہٰذا حلال طریقے سے اپنی ضرورتوں کو پورا کر لے اور حرام کی طرف نہ جائیں۔ یہ بات ذہن میں رکھیں کہ شیطان گناہ کروانے کے لئے چیزوں کو مزین کر کے پیش کرتا ہے۔ اس لئے ہم نے دیکھا کہ گھر میں چاند جیسی بیوی انتظار میں بیٹھی ہوتی ہے اور باہر کی بے ہودہ قسم کی شکل والی لڑکی کی طرف خاوند للچائی نظروں کے ساتھ دیکھ رہا ہوتا ہے۔ یہ فقط شیطانیت ہے۔ اس کا اور کسی سے کوئی تعلق نہیں۔

جب آپ محسوس کریں کہ جائز طریقے کی بجائے حرام کی طرف دل زیادہ مائل ہوتا ہے تو فوراً دیکھیں کہ میرے کھانے میں کوئی ملاوٹ تو نہیں، میرے عمل میں کوئی کوتاہی تو نہیں کہ جس وجہ سے میرا دل حرام کی طرف کھنچ رہا ہے۔ حلال کھانے کی یہ برکت ہوتی ہے کہ انسان حلال کام کرنے کی طرف ہی متوجہ رہتا ہے۔ لہٰذا اللہ رب العزت سے دعائیں بھی مانگیں کہ اللہ تعالیٰ گھروں میں نیکی اور

دینداری کی زندگی عطا فرمادے۔

گھر کے ماحول کی طرف توجہ

اولاد پر توجہ

جو خاوند گھر کے ماحول کی طرف دھیان نہیں کرتے ان کو اپنے بزنس سے فرصت نہیں ہوتی۔ ان کی اولادیں بگڑ جاتی ہیں۔ اس لئے کہا گیا:

لیس الیتیم قد مات والدہ بل الیتیم یتیم العلم والعمل.

[یتیم وہ نہیں ہوتا جس کے ماں باپ مر جاتے ہیں، یتیم تو وہ ہوتا ہے جو علم اور عمل سے محروم کر دیا جاتا ہے۔]

یہ بات ذہن میں رکھنا کہ جس ماں کی بات بچے مانتے نہیں اور باپ کے پاس گھر میں وقت دینے کی فرصت نہیں وہ بچے زندہ ہوتے ہیں مگر کسی یتیم کی مانند ہوتے ہیں۔ یہ بات پھر ذرا سن لیجئے کہ جس ماں کو تربیت کا طریقہ نہیں آتا اور باپ کے پاس فرصت نہیں تو سمجھ لو وہ بچے یتیم ہیں ان بے چاروں کی تربیت کبھی نہیں ہو سکے گی۔ لہٰذا خاوند کو چاہیے کہ اپنے Scadual (نظام الاوقات) میں جہاں اور کام رکھے ہیں وہاں بچوں کے لئے بھی وقت ضرور رکھے۔ بیوی سے سن لے کہ گھر میں آج کیا گزری...... بچے نے کیا کیا...... بچی نے کیا کیا......۔ پھر عورت کو سمجھا دے کہ آپ نے یوں نہیں کرنا بلکہ یوں کرنا ہے۔ جب مل کر دونوں کام کریں گے تو بچوں کی تربیت یقیناً اچھی ہوگی۔ اور اگر مرد گھر کے ماحول کا کچھ خیال ہی نہ کرے، فقط پیسے کما کے لے آتا ہے اور گھر کی عورتوں کو کھلا خرچ کرنے کی اجازت دے رکھی ہے اور ہر سہولت دے رکھی ہے۔ گھر کے اندر دین کے

بارے میں Discussion (مذاکرہ) ہی نہیں ہوتا تو اس گھر کے مردوں میں اور مُردوں میں کوئی فرق نہیں۔ اس لئے یہ عاجز کہتا ہے کہ جس گھر میں نیکو کار نفس نہ ہو وہ گھر تو جانوروں کا ڈربہ ہے۔ سارے گھر کے اندر جانور بندھے ہوئے زندگی گزار رہے ہوتے ہیں۔

گھر کی عورتوں پر توجہ

یاد رکھنا، قیامت کے دن ایک بے عمل عورت اپنے ساتھ چار محرم مردوں کو جہنم میں لے جائے گی۔ خاوند کو، والد کو، بھائی کو اور بیٹے کو۔ کہے گی، اے اللہ! یہ خود نیک بنے مگر مجھے تو نیکی کے لئے کبھی Pressurize نہیں کیا تھا۔ ذرا کھانے میں اونچ نیچ ہوتی تو مجھے شیر کی آنکھ سے دیکھتے تھے اور میں ڈر کے مارے کام ٹھیک کرتی تھی۔ مگر میں نمازیں قضا کرتی تھی، میں بیٹھ کر سکرین کے تماشے دیکھتی تھی، یہ میرے پاس بیٹھتے تھے اور انہوں نے کبھی مجھے نیکی کی تلقین ہی نہیں کی۔ اب میں جو جہنم میں جارہی ہوں ان کو بھی بھیجئے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ ایک بدکار عورت اپنے ساتھ چار مردوں کو لے کر جہنم میں جائے گی۔ اس کو کہتے ہیں، ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے۔ لہٰذا یہ بیوی اکیلی نہیں ڈوبے گی یہ چار مردوں کو لے کر ڈوبے گی۔ اس لئے گھر کے اندر دین کی فضا کو پیدا کرنا انتہائی اہم اور ضروری ہے۔

ساس بہو کے جھگڑے

اور گھر کے اندر ساس بہو کے جھگڑے ہر جگہ ہوتے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ تو کم علمی ہوتی ہے۔ علم نہیں ہوتا۔ اور اگر دین کا علم ہو بھی سہی تو تربیت دونوں طرف کی پوری نہیں ہوتی۔ عورتیں آپس میں جب مل بیٹھتی ہیں، بے چاری ہوتی جو

ناقص العقل و الدین ہیں اس لئے جلدی الجھ پڑتی ہیں......تھوڑی سی بات پر جلدی نتیجے نکال لیتی ہیں...... Hasty Decision (انتقامی فیصلے) ان کی عادت ہوتی ہے......ذراسی بات پر فوراً کوئی نتیجہ نکال کر بیٹھ جاتی ہیں......اور اس میں غلطی کر جاتی ہیں......اس جلد بازی کی عادت کی وجہ سے آپس میں جھگڑا کر لیتی ہیں...... غلط فہمیاں ہو جاتی ہیں......تو اس غلط فہمی کو دور کرنا خاوند کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

کئی جگہوں پر خاوند بیوی کو اپنی ماں کے حوالے کر دیتے ہیں۔ افراط و تفریط سے بچنا چاہیے۔ بیوی کے کچھ حقوق ایسے ہوتے ہیں کہ جس کے لئے ساس کو بھی چاہیے کہ وہ بیوی کو تھوڑا موقع دے تاکہ وہ اپنی زندگی میاں کے ساتھ گزار سکے۔

بہو کو بھی چاہیے کہ ساس کو ماں کی طرح جانے۔ گھر میں دیکھا کہ ماں اگر گھر میں تھپڑ بھی لگا دیتی ہیں تو بچی چپ کر جاتی ہے اور ساس اگر اصلاح کی بات بھی کر دیتی ہے تو اس کے اوپر تڑک کے بولتی ہے۔ یہ ناانصافی بیوی کیوں کر رہی ہے۔ جب ماں کا تھپڑ برداشت کر سکتی ہے تو کم از کم ساس کی تنقید تو برداشت کر لیا کرے۔

ایک عالمہ لڑکی کا واقعہ

ایک مرتبہ اس عاجز کے پاس ایک عالمہ آئی۔ دین کا علم پڑھی ہوئی تھی۔ کہنے لگی، میاں میرے ساتھ بہت اچھا ہے۔ دنیا میں شاید ایسا میاں کسی کو نہیں ملا ہوگا۔ مجھے اللہ نے ایسا متقی، پرہیزگار اور نیکوکار میاں دیا۔ مگر ساس نے میری زندگی جہنم بنا دی ہے۔ ذرا ذرا سی بات پہ روک ٹوک کرتی رہتی ہے۔ یہ کرتی ہے وہ کرتی ہے۔ چنانچہ اس نے ساس کے بارے میں چند باتیں کہیں۔ وہ مجھ سے پوچھنا یہ چاہتی تھی کہ اب آپ ذرا اجازت دے دیجئے۔ میں بھی ترکی بترکی جواب دیا کروں۔

اینٹ کا جواب پتھر سے دیا کروں۔ لیکن عالمہ تھی ذرا گھبراتی بھی تھی کہ کہیں میں پکڑی نہ جاؤں۔ اس نے کیا طریقہ سوچا کہ حضرت صاحب سے اس کا Decision لے لو۔ Approval لے لیجئے حضرت صاحب سے۔ چنانچہ اس نے اپنی ساس کی جو اتنی باتیں بتائیں کہ ذرا ذرا سی بات پر یہ کرتی ہے وہ کرتی ہے اور مجھے ذہنی طور پر پرسکون نہیں ہونے دیتی۔ میں نے پڑھانا ہوتا ہے اور مجھے پڑھانے میں دقت ہوتی ہے۔ اب آپ بتائیں میں کیا کروں؟ میں نے اس سے کہا کہ آپ کی ساس کے اندر اتنی باتیں ناپسندیدہ ہیں، کوئی بات پسندیدہ بھی ہے۔ کہنے لگی، مجھے تو کوئی بھی پسندیدہ بات نظر نہیں آتی۔ میں نے کہا کہ تمہاری نظر میں انصاف نہیں۔ اگر انصاف کی نگاہ سے دیکھتی تو تمہیں اس کے اندر کوئی نہ کوئی اچھائی نظر آتی۔ وہ پھر کہنے لگی، حضرت! مجھے تو اس میں کوئی اچھائی نظر نہیں آتی۔ میں نے کہا دیکھو ایک بات بتاؤ۔ تمہارا خاوند تمہیں اللہ نے فرشتوں کی صفت جیسا دے دیا، یہ تو بات مانتی ہو۔ کہنے لگی، ہاں مانتی ہوں۔ میں نے کہا، اس خاوند کی بیوی تمہیں کس نے بنایا۔ یہی تمہاری ساس تھی جو تمہیں پسند کر کے لے کر آئی اس خاوند کے لئے۔ اس کو اور بھی بڑی لڑکیاں ملتی تھیں، کسی اور کو پسند کر لیتی مگر تمہیں جو پسند کر کے لائی تو یہی ساس تھی جس نے تمہیں اس خاوند کی بیوی بنایا۔ اور تم کہتی ہو کہ میرا خاوند تو فرشتوں جیسی صفت والا خاوند ہے۔ کہنے لگی، ہاں یہ بات ہے۔ میں نے کہا، اب اس کے اس احسان کا بدلہ تم ساری زندگی نہیں اتار سکتی. ھل جزاء الاحسان الا الاحسان . [احسان کا بدلہ احسان ہوتا ہے]۔ قرآن کی آیت جانتی ہو۔ کہنے لگی، جی پڑھی ہوئی ہوں۔ میں نے کہا اس احسان کا بدلہ اتارو کہ ساری زندگی اس کے پاؤں دھو کے پیو۔ کہ اس نے آپ کو اپنے بیٹے کی بیوی کے طور پہ چن لیا۔ کہنے لگی، حضرت! آپ نے بات سمجھا دی، آج کے بعد میں کبھی

ان کے سامنے اونچا نہیں بولوں گی اور ان کو اپنی ماں کا درجہ دے کر ان کی ہر بات کو برداشت کروں گی۔ واقعی انہی کے صدقے اللہ نے مجھے اتنا اچھا خاوند دیا۔

تو جب انسان سمجھتا ہے تو بات جلدی سمجھ میں آ جاتی ہے۔ ساس بہو کے جھگڑے ذلت کے سوا کچھ نہیں ہوتے۔ ذرا افہام و تفہیم سے بات کر لی جائے تو بات سمجھ میں آ جاتی ہے۔

ساس کے سوچنے کی بات

اسی طرح خود ساس کو بھی یہ بات سمجھنی چاہیے کہ اپنی بیٹی اگر کوئی کبیرہ گناہ کر بیٹھے گی تو ماں اپنی بیٹی کا عیب چھپاتی پھرے گی اور اگر اس کی بہو چھوٹی سی، معمولی سی کوئی غلطی کھانے پکانے میں کر بیٹھے گی تو یہ ساس اس کو دوسرے لوگوں میں بتاتی پھرے گی، یہ کتنی بڑی نا انصافی ہے۔ بیٹی نے وہی گناہ کیا اور ماں چھپاتی پھر رہی ہے اور بہو سے غلطی ہوئی تو ساس لوگوں کو بتاتی پھر رہی ہے۔ یہ نا انصافی کی باتیں ہیں۔ جب ساس اپنی بہو کو بیٹی سمجھنے لگ جائے گی اور بیٹی اپنی ساس کو ماں سمجھنے لگ جائے گی تو زندگی پر سکون ہو جائے گی۔ ماں اور بیٹی کے درمیان نفرتیں نہیں ہوا کرتیں محبتیں ہوا کرتی ہیں۔

خاوند کی ذمہ داری

یہ کام خاوند کو کرنا چاہیے کہ بجائے اس کے کہ عورتوں کو آپس میں الجھنے کا موقع ملے، درمیان میں پڑ کر امی کو اپنی جگہ سمجھائے اور بیوی کو اپنی جگہ سمجھائے۔ دیکھیں اللہ تعالیٰ نے اس لئے انسان کو دو آنکھیں دی ہیں اور دو کان دیئے ہیں کہ ایک آنکھ سے اگر ماں کا عمل دیکھتا ہے تو دوسری آنکھ سے بیوی کا عمل دیکھے۔ ایک کان سے اگر اپنی امی کی بات سنتا ہے تو دوسرے کان سے اپنی بیوی کی بات سنے۔ اور

اللہ نے دونوں آنکھوں اور کانوں کے درمیان دماغ رکھا ہے۔ پھر اپنے دماغ سے سوچ کر فیصلہ کرے کہ دونوں میں سے اعتدال کا راستہ کونسا ہے۔ جب خاوند یہ ذمہ داری خود سنبھالے گا اور دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ الجھنے کا موقع نہیں دے گا۔ علیحدہ علیحدہ ان دونوں کو سمجھا کے غیر جانبدارانہ فیصلہ کرے گا تو یقیناً گھر کی زندگی اچھی ہوگی۔ رب کریم گھر کے جھگڑوں اور لڑائیوں سے محفوظ فرمائے۔

گھر کے اندر پروقار رہیے

گھر کے اندر زندگی گزارتے ہوئے اپنی بیوی کے ساتھ پروقار رہنا چاہیے۔ ایک غلط عادت خاوندوں میں یہ بھی دیکھی ہے کہ گھر کے اندر جب آتے ہیں تو کوئی ان کو نہ بیٹھنے اٹھنے کا طریقہ، نہ کپڑے پہننے کا طریقہ، گندے بنے پھریں گے اور سمجھیں گے کہ بیوی کو ہمارے لئے سنورنا چاہیے اور ہمیں تو بیوی کے لئے سنورنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہمارے جسم سے پسینے کی بو آتی پھرے یا گندے کپڑے پہنے رہیں تو کوئی بات نہیں۔ کئی لوگوں کے منہ سے تو سگریٹ کی بو ایسے آتی ہے کہ دس فٹ کے فاصلے پر بیٹھے ہوئے بندے کو نفرت آتی ہے۔ معلوم نہیں ان کی بیویاں ان کے ساتھ گھروں میں کیسے زندگی گزارتی ہوں گی۔ خاوند کو چاہیے کہ بیوی کے سامنے پروقار رہے۔

نبی علیہ السلام کی عادت شریفہ تھی، سنئے اور دل کے کانوں سے سنئے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ گھر کے اندر داخل ہوتے تھے، پروقار طریقے سے داخل ہوتے تھے اور مسکراتے چہرے کے ساتھ داخل ہوتے تھے۔ اہل خانہ کو سلام کرتے تھے۔ اور روایت میں آیا ہے، ذمہ داری سے اس کی دلیل دے

سکتا ہوں کہ نبی علیہ السلام گھر میں آ کر سب سے پہلے مسواک کیا کرتے تھے۔ تو مسواک کرنے کا کیا مطلب، اپنے منہ کو صاف کرتے تھے تاکہ اگر باہر کچھ کھایا پیا بھی ہے تو اس کی منہ سے مہک چلی جائے۔ کئی خاوند تو ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے منہ سے مُردوں جیسی بو آ رہی ہوتی ہے اور پھر کہتے ہیں کہ ہمیں گھر کے اندر عزت کیوں نہیں ملتی۔ ان باتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ شریعت نے ان کی تعلیم دی ہے۔ نبی علیہ السلام گھر تشریف لاتے تھے تو آتے ہی سب سے پہلے وضو فرماتے تھے۔ معلوم ہوا کہ ہاتھوں کو صاف کیا، اپنے چہرے کو دھولیا، منہ کو دھولیا، اب انسان اگر کسی کے پاس بیٹھے گا بھی سہی تو ذرا چہرے کے اوپر بھی تازگی ہوگی اور منہ سے بھی بو نہیں آئے گی۔

تو یہ طریقے ہیں اچھی زندگی گزارنے کے۔ دیکھنے میں چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں مگر ان کا خیال نہ رکھا جائے تو طبیعتوں کے اندر نفرتیں آجاتی ہیں۔ لہٰذا ان کا خیال رکھیے۔ بیوی کے سامنے پر وقار رہنے کی کوشش کیجئے۔ آج تو گھروں کے اندر پر وقار رہنے والا سلسلہ خاوندوں نے بالکل ہی چھوڑ دیا۔ حکیم ترمذیؒ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ اپنے گھر میں اپنی بیوی کے سامنے ناک بھی صاف نہیں کیا کرتے تھے۔ اس لئے کہ جب ایک ناک صاف کر رہا ہوتا ہے تو دوسرے کو عجیب سا لگتا ہے۔ وہ بیوی کے سامنے بھی ناک صاف نہیں کرتے تھے تاکہ اس کے دل کے اندر کوئی ملال نہ آئے۔ وہ تو اپنی بیویوں کے ساتھ اتنی محبت اور وقار سے رہتے تھے لیکن آج گھروں میں ان چیزوں کا خیال نہیں رکھا جاتا۔

تحمل مزاجی اختیار کریں

اگر آپ اپنی بیوی کو سمجھانا چاہتے ہیں تو اس کی برائیاں ہر وقت بیان کرنے

کی بجائے کبھی اس کی تعریف بھی کیا کریں۔ اس کی برائیوں کے بارے میں اس کو تنہائی میں سمجھایا کریں اور کہا کریں کہ ایک بات میں آپ سے کرنا چاہتا ہوں آپ ذرا میری بات توجہ سے سننا۔ اور میاں بیوی یہ اصول بنالیں کہ جب خاوند بول رہا ہو تو بیوی سنے، جب بیوی بول رہی ہو تو خاوند سنے۔ درمیان میں ایک دوسرے کی بات کاٹنا جاہلوں کا شیوہ ہوتا ہے۔ یہ تو بے وقوفوں کی نشانی ہوتی ہے۔ اور عام طور پر آج یہی ہوتا ہے کہ خاوند نے بات شروع کی، بیوی نے بات کاٹ کر اپنی شروع کی، خاوند نے پھر اپنی دلیل دی۔ چنانچہ ایک دوسرے کی سننے کی بجائے دونوں اپنی اپنی سنا رہے ہوتے ہیں۔ سن کوئی بھی نہیں رہا ہوتا اور یہی گھروں کی بربادیوں کی وجہ بن جاتی ہے۔ جیسے کسی نے ایک عجیب بات کہی کہ جب میری شادی ہوئی۔ شروع میں میں بولتا تھا اور میری بیوی سنتی تھی، پھر جب اولاد ہوگئی تو بیوی بولتی تھی اور میں سنتا تھا اور پھر جب ہم دونوں بوڑھے ہوگئے تو پھر ہم دونوں بولتے تھے اور محلے والے سنتے تھے۔ تو بات ایسی ہی بن جاتی ہے کہ کئی مرتبہ میاں بیوی دونوں بول رہے ہوتے ہیں اولادیں سن رہی ہوتی ہیں یا قریب کے پڑوسی سن رہے ہوتے ہیں۔ تو یہ غلطی بھی ہرگز نہیں کرنی چاہیے۔ تحمل مزاجی سے دوسرے کی بات ناپسندیدہ سہی، سن ضرور لے، پھر اس کے بعد آگے اپنی بات بتا دے تو آپ کی بات کو بھی پھر سن لیا جائے گا۔

صبر ہو تو ایسا

ایک بزرگ تھے انہوں نے کسی وجہ سے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ بہت تنگ تھے مجبور ہو کر انہوں نے ایسا قدم اٹھا لیا۔ ایک آدمی ملنے کے لئے آیا۔ اس نے کہا کہ آپ نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی آخر وجہ کیا بنی؟ انہوں نے آگے سے کوئی بات نہیں کی۔ بس اتنا کہا، ارے میاں! جب وہ میری بیوی تھی، میں نے اس

وقت اس کی غیبت کبھی نہیں کی تھی، اب تو اجنبیہ بن گئی اب میں اس کی غیبت کیسے کر سکتا ہوں۔ تو سوچیئے ہمارے مشائخ تو اپنے بیویوں کی غیبت سے بھی پرہیز کیا کرتے تھے۔ اور بیویاں اپنے خاوندوں کی غیبت کرنے سے بھی پرہیز کیا کرتی تھیں۔ چنانچہ ایک حدیث پاک میں آیا ہے کہ جو خاوند اپنی بیوی کی ایذا رسانی پر صبر کرے گا یا بیوی اپنے خاوند کی ایذا پر صبر کرے گی، اللہ تعالیٰ ان کو صبر ایوب کی مانند ثواب عطا فرمائیں گے۔ لہٰذا یہ صبر کر لینا بھی بہت بڑی بات ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بخشش کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ رب کریم اپنی مہربانیاں فرما دیتے ہیں۔

بات چھپانے سے غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں

عام طور پر Confusion کہاں سے شروع ہوتی ہے کہ جب میاں بیوی آپس میں کچھ باتیں چھپانا چاہتے ہیں۔ جیسے عام مشہور ہے کہ خاوند اپنی تنخواہ ٹھیک نہیں بتاتا اور بیوی اپنی عمر ٹھیک نہیں بتاتی۔ بالکل اسی طرح کئی باتیں ایسی ہوتی ہیں۔ جب دال میں کچھ کالا ہوتا ہے یا دل میں کہیں آپس میں فاصلہ ہوتا ہے تو پھر ایک دوسرے سے باتیں چھپانا شروع کر دیتے ہیں۔ بیوی خاوند سے باتیں چھپانا شروع کرتی ہے اور خاوند بیوی سے باتیں چھپانا شروع کرتا ہے۔ یہ بنیاد بنتی ہے لڑائی اور جھگڑے کی۔ ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ ایک دوسرے کے ساتھ Sincere (مخلص) ہو کر رہنے والی زندگی گزاریں۔ خاوند بیوی کے ساتھ Sincere ہو اور بیوی خاوند کے ساتھ Sincere ہو تو اللہ تعالیٰ ان کی زندگی کو پر مسرت بنا دیں گے۔ پھر ایک دوسرے پر اعتماد ہوگا اور اچھی زندگی گزر جائے گی۔ بات بتانے سے گریز کرنے سے غلط فہمی پڑ جاتی ہے۔ اور بات کو چھپا کر آدمی کب تک چھپائے گا، دوسرا ٹوہ میں لگا رہے تو بات کا پتہ تو چل ہی جاتا ہے۔ لہٰذا ایک دوسرے کے ساتھ دل کو صاف رکھنا چاہیے اور دلوں کو کھول دینا چاہیے۔ ایسا نہ ہو

آدھی بات بتائی آدھی رکھ لی۔

ایک لطیفہ مشہور ہے کہ کسی عورت نے آواز دھم سی سنی۔ اس نے دور سے پوچھا کہ کیا ہوا؟ خاوند نے جواب دیا، کرتہ پاجامہ گر گیا ہے۔ اس نے کہا، کرتہ پاجامہ گرنے کی تو اتنی آواز نہیں ہوتی۔ کہنے لگا، ہاں میں بھی کرتے پاجامے کے اندر تھا۔ تو اس طرح آدھی بات بتائی اور جب دوسرے نے تھوڑی ٹوہ لگائی ہے، تب اگلی بات بتائی ہے تو پھر اس سے غلط فہمیاں بڑھ جاتی ہیں۔ پہلے ہی پوری بات بتا دینی چاہیے۔

درگزر سے کام لینا چاہیے

ایک دوسرے کے ساتھ درگزر سے کام لینا چاہیے۔ جب انسان غیروں کو معاف کر دیتا ہے تو پھر اپنوں کو تو جلدی معاف کر دینا چاہیے۔ بلکہ خاوند تو یہ سوچے کہ اس بیوی نے میری خاطر جوانی قربان کر دی، اپنا سب کچھ قربان کر کے میرے گھر کو اس نے آباد کیا۔ اب اس کا تو حق ہے کہ میں اسے معاف کر دوں۔ تو اس کی ہر غلطی کو اللہ کے لئے معاف کر دینا چاہیے۔ جب آپ اللہ کے لئے بیوی کو معاف کر دیں گے تو دیکھنا کہ اس کی برکت ہوگی۔ ہم نے تو سنا کہ ڈائین بھی ایک گھر کو معاف کر دیا کرتی ہے۔ لیکن آج کے خاوند اور کسی کو تو کیا معاف کریں گے گھر میں بیوی کی بھی چھوٹی موٹی غلطیوں کو معاف نہیں کرتے۔ لہٰذا گھروں کے اندر محبت کی فضا قائم رکھنا، یہ دین اسلام کی تعلیم ہے اور ہمیں اس تعلیم پر عمل کرنا چاہیے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تعلیم

ایک صحابی اپنی بیوی کی کسی بات کی وجہ سے بڑے تنگ تھے...... کیونکہ یہ عام طور پر زبان کی تیز ہوتی ہیں۔ مردوں کے ہاتھ قابو میں نہیں ہوتے عورتوں کی

زبان قابو میں نہیں ہوتی۔ اور یہی چیزیں جھگڑے کا سبب بنتی ہیں۔ چنانچہ عورتیں کچھ زبان تیز ہونے کی وجہ سے کبھی ایسی جلی کٹی سنا بیٹھتی ہیں کہ خاوند کو بڑا غصہ آتا ہے۔ بات کا بتنگڑ بن جاتا ہے...... وہ صحابی سوچنے لگے کہ کوئی ایسا طریقہ ہو اس عورت کو ذرا سبق سکھایا جائے۔ سوچا کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس چلتا ہوں۔ وہ ذرا جلالی طبیعت کے ہیں، ان سے جا کر میں بات کرتا ہوں کہ وہ ذرا میری بیوی کی طبیعت سیٹ کرنے کا طریقہ بتائیں گے۔ چنانچہ وہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ جب وہاں گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ ان سے پردے میں بات کر رہی ہیں۔ مگر بات کرتے ہوئے ذرا ان کا لہجہ اونچا ہے اور وہ تیزی سے بات کر رہی ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ذرا تسلی کے ساتھ کھڑے ہو کر ان کی بات سن رہے ہیں۔ جب اس صحابی نے دیکھا کہ میں تو اس مقصد کے حل کیلئے یہاں آیا تھا۔ یہاں تو پہلے ہی آگے سے باتیں سنی جا رہی ہیں۔ تو مجھے امیر المومنین کیا حل بتائیں گے۔ وہ واپس آنے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ بھئی واپس کیوں جا رہے ہو؟ عرض کیا، حضرت! جس کام کے لئے آیا تھا وہی کام یہاں ہوتے دیکھا تو میں نے سوچا میں واپس ہی جاؤں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے بلایا اور بلا کر کہا کہ دیکھو کہ یہ میری بیوی بھی ہے کہ میری ہر جنسی ضرورت پورا کرتی ہے، میرے لئے باعث سکون ہے اور میرے لئے باورچن بھی ہے، گھر میں سارا دن میرے لئے کھانے دانے پکانے میں لگی ہوتی ہے، میرے لئے دھوبن بھی ہے، میرے کپڑوں کو بھی صاف کرتی ہے، میرے گھر کی صفائی کرنے والی بھی ہے۔ جب یہ گھر کی بھنگن بھی بن جاتی ہے، باورچن بھی بن جاتی ہے، دھوبن بھی بن جاتی ہے، اتنی قربانیاں میرے لئے کر رہی ہے، کیا اس کی بات میں تحمل مزاجی سے سن نہیں سکتا۔ وہ صحابی کہنے لگے، حضرت! آپ نے میرے دل کی

گرہ کھول دی۔ جب میری بیوی میری خاطر اتنی قربانیاں کر رہی ہے تو میں بھی اس کی بات کو تحمل مزاجی سے سننے کی عادت ڈالوں گا۔ چنانچہ ہمیں چاہیے کہ گھر کے روز روز کے جھگڑوں سے بچیں۔

دس حماقتیں

ایک بات ذرا اور توجہ سے سنیئے۔ بزرگوں نے کتابوں میں لکھا ہے کہ دس حماقتیں ہیں۔ بندے کو ان حماقتوں سے بچ جانا چاہیے۔ دس باتیں بے وقوفی کی نشانیاں ہیں۔ ان بے وقوفیوں سے بچنے کی ضرورت ہے۔ اگر گھر اچھا اور آباد کرنا ہے۔

(۱)......سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ایک بندہ نیکی تو کرے نہیں مگر جنت کی امید رکھے۔ فرماتے تھے کہ یہ بے وقوفی کی علامت ہے۔ توجہ فرمایئے، کیا فرماتے تھے کہ ایک آدمی نیکی تو کرے نہیں اور جنت کی امید رکھے۔ یہ بے وقوفی کی علامت ہے۔

(۲)......دوسری بات یہ ہے کہ ایک آدمی خود بے وفا ہو اور دوسروں سے وفا کی امید رکھے۔ فرماتے تھے یہ بے وقوفوں کی نشانی ہے۔

(۳)...... تیسری بات۔ ایک آدمی کی طبیعت میں سستی ہو اور وہ چاہے کہ میری خواہشیں پوری ہو جائیں۔ فرماتے تھے یہ بے وقوفی کی علامت ہے۔ سست آدمی کی خواہشیں کبھی پوری نہیں ہوتیں۔ اپنی خواہشوں کو پورا کرنے کے لئے کام کرنا پڑتا ہے۔ فرماتے تھے کہ بندے کی طبیعت میں سستی ہو اور دل میں امید رکھے کہ میری خواہشات اور میرے Objective پورے ہو جائیں گے تو یہ بے وقوفی کی علامت ہے۔

(۴)...... چوتھی بات یہ فرمایا کرتے تھے کہ آدمی اپنے بڑوں کی نافرمانی کرے اور

امید رکھے کہ چھوٹے میری فرمانبرداری کریں گے۔ فرماتے تھے یہ بے وقوفوں کی علامت ہے۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ جب ہم نے اپنے بڑوں کی فرمانبرداری نہ کی تو چھوٹے ہماری فرمانبرداری کیسے کریں گے۔

(۵)......پھر پانچویں بات فرمایا کرتے تھے کہ بیماری کے اندر بد پرہیزی کرے اور پھر شفا کی امید رکھے۔ یہ بے وقوفوں کی علامت ہے۔ شوگر کے مریض ہیں۔ میٹھا کھانے سے بچتے نہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ جی Complications (پیچیدگیاں) ہوتی جا رہی ہیں۔ وہ تو ہوں گی ہی سہی، بچنا پڑے گا۔ اس لئے بد پرہیزی نہیں کرنی چاہیے۔ تو جو آدمی بیماری میں بد پرہیزی کرے اور شفا کی امید رکھے۔ فرماتے تھے کہ یہ بے وقوفی کی علامت ہے۔

(۶)......چھٹی بات فرماتے تھے کہ جو آدمی اپنی آمد سے زیادہ خرچ کرے اور خوشحالی کی امید رکھے۔ یہ بے وقوفوں کی علامت ہے۔ اور کئی مرتبہ عورتیں ایسی غلطی کر گزرتی ہیں۔ جتنی چادر ہو اتنے پاؤں پھیلانے چاہئیں۔ اگر خاوند کی ایک حد تک آمدنی ہے تو پھر اپنے خرچوں کو بھی اتنا رکھیں۔ اگر خرچے زیادہ کر لیں گی تو پھر جھگڑے ہوں گے۔ اس لئے بزرگ فرماتے تھے کہ ایک آدمی تنخواہ سے زیادہ خرچ کرے اور پھر خوشحالی کی امید رکھے تو یہ بے وقوفی کی علامت ہے۔

(۷)......ساتویں بات فرماتے تھے کہ مشکل وقت میں بندہ لوگوں کی مدد نہ کرے اور امید رکھے کہ میرے مشکل وقت میں لوگ میری مدد کریں گے۔ فرماتے تھے یہ بھی بے وقوفوں کی علامت ہے۔

(۸)......آٹھویں بات یہ فرمایا کرتے تھے کہ کسی دوسرے کو راز بتا کر یہ کہہ دینا کہ آگے نہ بتا دینا۔ آگے نہ بتانے کی امید رکھنا، یہ بے وقوفوں کی علامت ہے۔ اور عام طور پر یہ بات زیادہ دیکھی گئی کہ عورتیں ایسی باتیں جو دوسروں کو نہیں بتانا

چاہتیں۔ وہ اس کو کہتی ہیں کہ اچھا میں نے تو تمہیں بتا دیا آگے نہ بتانا۔ وہ کہتی ہے بہت اچھا، پھر وہ آگے کسی کو بتاتی ہے اور کہتی ہے کہ میں نے تو تمہیں بتا دیا آگے نہ بتانا۔ آگے نہ بتانے کی امید پر یہ راز اوپن سیکرٹ بن جاتا ہے۔ Top of the town بنا ہوا ہوتا ہے۔ اور عورتیں اس عادت میں اکثر ملوث دیکھی گئیں۔ دل میں بات رکھ نہیں سکتیں۔ ذرا سی بات میں اپنا سب کچھ بتا دیں گی۔ جو پیٹ میں لیے پھریں گی وہ بھی بتا دیں گی۔ لہٰذا اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ راز راز ہوتا ہے۔ المجالس بالامانة ۔ ''مجالس کے اندر جو باتیں ہوتی ہیں وہ امانت ہوتی ہیں''۔ اگر دوسرے بندے نے اس کو پسند نہیں کیا تو یہ باتیں دوسرے کے سامنے نہیں کہنی چاہیں۔ مگر وہ باتیں جو شریعت کی حدود کے اندر ہوں۔ باہر کی بات کبھی سوچے بھی نہیں۔ لہٰذا ایک بندہ دوسرے کو راز بتا دے اور امید رکھے کہ یہ آگے راز نہیں بتائے گا۔ فرماتے ہیں یہ بے وقوفی کی علامت ہے۔

(۹)......نوویں بات فرمایا کرتے تھے کہ دو چار دفعہ گناہ کر کے پھر اسے چھوڑنے کی امید رکھنا یہ بے وقوفوں کی علامت ہے۔ اور نوجوان ایسے ہی کرتے ہیں۔ دل کہتا ہے کہ اچھا یہ گناہ ایک دفعہ کر لیتا ہوں پھر چھوڑ دوں گا۔ تو جب یہ امید بن گئی کہ دو چار دفعہ گناہ کر کے پھر چھوڑ دیں گے یہ بے وقوفی کی علامت ہے۔ گناہ جب کر لیا جائے تو عادت پڑ جاتی ہے۔ پھر انسان گناہ سے بچ نہیں سکتا۔ اس لئے دو چار دفعہ بھی نہیں کرنا چاہیے۔ تو یہ نو باتیں بے وقوفی کی علامت ہیں۔

(۱۰)......آپ سوچ سکتے ہیں کہ دسویں بات جس کو ہمارے بزرگوں نے بے وقوفی کی علامت کہا وہ بھلا کیا ہو سکتی ہے۔ ذرا اپنے ذہن میں سوچیے تو سہی مگر بتا دیتا ہوں۔ ہمارے بزرگوں نے فرمایا کہ جو خاوند بیوی سے روزانہ جھگڑا کرے اور پھر سکون سے رہنے کی امید رکھے۔ فرماتے تھے یہ بے وقوفی کی علامت ہوتی ہے۔

روز کے لڑائی جھگڑے سے بچیں

صرف دسویں بات کے لئے نو باتیں آپ کو بتانی پڑ گئیں ۔ اللہ کرے کہ دسویں بات خانے میں بیٹھ جائے ۔ لہٰذا جو خاوند روز گھر کے اندر بیوی سے لڑتا ہے ،ڈانٹ ڈپٹ کرتا ہے ۔ پھر وہ امید رکھے کہ میرے گھر کے اندر خوشیوں بھری زندگی ہوگی ۔ یہ بے وقوفوں کی علامت ہے ۔ کبھی ایسا نہیں ہوسکتا ۔ یاد رکھیں کہ بیوی کوئی بکری نہیں ہوتی ۔ کہ جو جنگل سے آئی اور ہم نے پکڑ کے اس کے گلے میں رسی ڈال لی ۔ وہ کسی کی بیٹی ہوتی ہے ...... ہم نے خود جا کر اس کو مانگا ہوتا ہے ...... اس کو عزتوں سے گھر لا کر بٹھایا ہوتا ہے ...... اس کے حقوق ہوتے ہیں ۔ لہٰذا اس کے حقوق کو پورا کرنا چاہیے ۔ جب کلمہ پڑھا تو پوری شریعت پر عمل کرنا انسان پر لازم ہوگیا ۔ اسی طرح جب نکاح میں قبلتُ کا لفظ کہا تو بیوی کی سب ذمہ داریاں مرد کے سر پر آپڑیں ۔ ان کو نبھانا چاہیے ۔ مرد بن کر نبھانا چاہیے ۔

اب ذرا اس پورے مضمون کو یہ عاجز ذرا سمیٹتا ہے تاکہ آپ اس بات کا پورا سنٹرل آئیڈیا سمجھ سکیں ۔ بنیادی مقصد یہ ہے کہ خاوند گھروں کے اندر محبتوں اور پیار بھری زندگی گزاریں تاکہ گھروں کے اندر الفتیں اور محبتیں ہوں ...... بچوں کی تربیت اچھی ہو ...... میاں بیوی خوشیوں بھری زندگی گزاریں ...... یہ گھر جنت کے گھر کا نمونہ سا بن جائے ...... چھوٹا سا گلشن بن جائے ...... پھول ہی پھول ہوں ۔ جب میاں بیوی پرسکون ہوں گے تبھی تو اولاد کی تربیت کر سکیں گے ۔ اور اگر آپس میں جھگڑوں سے ہی فرصت نہیں تو اولاد کی تربیت کون کرے گا ۔ اسی لئے کسی نے کہا کہ جب میری شادی نہیں ہوئی تھی تو میرے دل میں بچوں کی تربیت کی پانچ مختلف Plannings تھیں ۔ اور اب میری شادی ہوگئی اور میرے پانچ بچے ہیں لیکن بچوں کی تربیت کی ایک پلاننگ بھی دماغ میں نہیں ہے ۔ ایسا ہی ہوتا ہے

آپس کے جھگڑوں سے فرصت نہیں ہوتی، بچوں کی تربیت کا وقت کہاں سے ملے۔ لہٰذا گھر میں محبت و پیار کی زندگی گزارنی چاہیے تا کہ بچوں کی تربیت اچھی ہو اور اس امت کی نئی نسل دین پر چلنے والی بن جائے۔

بیویوں کو کچھ ذاتی خرچ دے دینا چاہیے

ایک بات اور ذہن میں رکھئے۔ شریعت کا یہ مسئلہ ہے کہ خاوند اپنے اخراجات میں جو مرضی معاملہ کرے مگر بیوی کے لئے کچھ ذاتی خرچہ متعین کر دینا چاہیے۔ دیکھیں کہ اس نے اپنے آپ کو اور اپنی زندگی کو آپ کے حوالے کر دیا، آپ کے لئے وقف کر دیا۔ وہ خود تو کچھ کماتی نہیں، اس کی جملہ ضروریات آپ کے ذمے ہیں۔ بحیثیت انسان اس کا بھی کہیں خرچ کرنے کو دل کرتا ہے۔ اپنی مرضی کی کوئی چیز خریدنے کا، اپنے والدین یا عزیز و اقارب کو کچھ دینے کا یا کچھ صدقہ خیرات کرنے کا۔ تو فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ خاوند کو بیوی کا کچھ ذاتی خرچ ہر مہینے کا متعین کر دینا چاہیے۔

یہ خرچ کتنا ہونا چاہیے، یہ ہر بندہ اپنی حیثیت کے مطابق متعین کرے۔ مثلاً ایک بندہ سو ڈالر دے سکتا ہے۔ دوسرا پانچ سو ڈالر دے سکتا ہے۔ ہر ایک کا اپنا اپنا معاملہ ہے۔ لیکن جب طے کر لیا کہ یہ بیوی کا جیب خرچ ہے تو یہ بیوی کو دے کر بھول جانا چاہیے۔ فقہا نے لکھا ہے کہ بیوی کو ہر مہینے یہ خرچ دے کر بھول جائے۔ بیوی چاہے اپنی چیزیں بنائے...... اپنے بچوں پر خرچ کرے...... اپنے خاوند کو تحفے دے...... اپنے ماں باپ کو تحفے دے...... کسی غریب کی مدد کرے...... آخرت کے لئے مسجد بنائے...... مدرسے میں خرچ کرے...... خاوند پوچھے نہیں تا کہ بیوی کو اختیار ہو کہ وہ اپنی مرضی سے کوئی ایسا عمل کر سکے۔

بیویوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی سفارش

خاوند حضرات ذرا ایک بات توجہ سے سنیں کہ جب کسی بندے کی کوئی سفارش کرے اور سفارش کرنے والا بھی قریبی ہو تو پھر بندہ اس کی غلطیوں کو معاف کر دیتا ہے۔ ہم نے دیکھا کہ سفارش ماں کر دے تو بچہ مان لیتا ہے، بہن کر دے تو بچہ مان لیتا ہے۔ اب سوچیے کہ کسی کا والد اس کی سفارش کر دے کہ بیٹا بات مان لو وہ مان لیتا ہے۔ اچھا ذرا اور سوچیے اگر کسی کے پیر و مرشد اس کی سفارش کریں کہ یہ بات ایسے کر لو اور بات بھی اتنی بڑی نہ ہو۔ تو بندہ یقیناً بات مان لے گا کہ اب انہوں نے سفارش کر دی۔ اب ذرا اور سنئے، اگر کسی کو موقع ملے بالفرض خواب میں نبی اکرم ﷺ کسی کی سفارش فرما دیں۔ تو یقیناً وہ اس بات کا خیال کرے گا کہ میرے آقا نے فرمایا تو میں اس پر عمل کر لوں۔ ارے نہیں، اس سے بھی بڑی بات کرنی ہے اور آج آپ کو سمجھانی ہے۔ اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں سفارش کی۔ کن کی سفارش کی؟ عورتوں کی سفارش کی۔ اس لئے کہ عورتیں تو خاوند کے مقابلے میں کمزور ہوتی ہیں۔ پروردگار نے کمزور کی سائیڈ لی۔ کمزور کا خیال رکھا۔ وہ پروردگار کمزوروں کا اتنا خیال کرنے والا ہے۔ پروردگار نے قرآن پاک کی آیت میں فرمایا:

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ .

[اے خاوندو! تم اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے انداز سے زندگی گزارو۔]

تمام مفسرین نے اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ ان دو لفظوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے خاوند کو بیوی کی سفارش کی کہ اے خاوند! تو اپنی بیوی کے ساتھ اچھی زندگی گزار۔ لہٰذا مفسرین نے لکھا کہ جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کی سفارش کا لحاظ رکھے گا

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے جہنم کی آگ میں نہیں ڈالیں گے۔ فرمائیں گے، میرے بندے! میں نے سفارش کی تھی تو نے اس کا لحاظ رکھا، چل میں تیرا حساب نہیں لیتا اور آج تجھے میں جنت میں بھیج دیتا ہوں۔ اور جو بندہ اللہ تعالیٰ کی سفارش کا دنیا میں خیال نہیں رکھے گا اور پھر جب اللہ کے پاس پہنچے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، اچھا تو نے میری سفارش نہیں مانی تھی۔ اب ذرا میں تیرا حساب کتاب ٹھیک طرح سے لیتا ہوں۔ چنانچہ خاوند پکڑا جکڑا ہوا ہوگا، زنجیریں بندھی ہوئی ہوں گی اور ایک ایک بات کا حساب دینا پڑ جائے گا۔ سوچیے تو سہی پھر انسان کا کیا بنے گا۔ لہٰذا دل چاہتا ہے کہ بیڈروم کے اندر یا انسان گھر میں جہاں داخل ہوتا ہے، سامنے قرآن مجید کے ان دو لفظوں کو موٹا کر کے لکھوا دینا چاہیے اور فریم میں سجوا دینا چاہیے. وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْف .

وَعَاشِرُوْهُنَّ . یہ معاشرت سے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم ان کے ساتھ اچھی معاشرت رکھو۔ اچھی معاشرت کہتے ہیں ور گزر کے ساتھ معاملہ کرنا۔ محبت و پیار کے ساتھ کسی کو اپنے پاس رکھنا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سفارش فرمائی۔ بیویوں کی جانب داری فرماتے ہوئے۔ اے خاوندو! وَعَاشِرُوْهُنَّ تم اپنی بیویوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ اللہ تعالیٰ کی سفارش کو ہمیشہ ذہن میں رکھنا چاہیے اور اپنی بیویوں کے ساتھ الفت و محبت کی زندگی گزارنی چاہیے۔

بیویوں کیلئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سفارش

پھر اللہ تعالیٰ کی سفارش اپنی جگہ، نبی علیہ السلام نے بھی اپنے آخری وقت میں جب دنیا سے پردہ فرما رہے تھے، سفارش فرمائی، وصیت فرمائی۔ سنا ہے وصیت پر عمل کرنا ضروری ہوتا ہے۔ لوگوں کے لئے واجب ہو جاتا ہے۔ نبی علیہ السلام نے

وصیت فرمائی۔ سیدۃ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی علیہ السلام کی آواز کم ہوگئی تھی تو میں نے اپنے کان آپ ﷺ کے منہ مبارک کے قریب کر دیئے۔ تو میں نے سنا نبی علیہ السلام اس وقت فرما رہے تھے، اپنی امت کو آخری وصیت کر رہے تھے۔ فرمایا۔ التوحید التوحید. توحید پہ جمے رہنا اور دوسری بات فرمائی،

وما ملکت ایمانکم.

اپنی بیوی اور اپنے ماتحتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا۔

جیسے کوئی بیان کرنے والا تقریر کرنے کے بعد اپنا آخری مدعا بتا دیتا ہے، نچوڑ بتا دیتا ہے۔ اسی طرح نبی علیہ السلام نے بھی ساری زندگی کی تعلیمات کا نچوڑ اپنے آخری لمحے میں اپنی امت کو پہنچا دیا اور وہ نچوڑ کیا تھا کہ توحید پر پکے رہنا۔ اور دوسری بات فرمائی، بیوی اور ماتحتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا۔ یہ نبی علیہ السلام کی وصیت ہے۔ لہٰذا خاوندوں کو چاہیے کہ ذرا ہوش کے کانوں سے سنیں کہ اللہ تعالیٰ نے بھی سفارش فرمائی وعاشروھن بالمعروف اور نبی علیہ السلام نے وصیت فرمائی. وما ملکت ایمانکم . لہٰذا چاہیے کہ نبی علیہ السلام کی وصیت پر بھی عمل کریں اور اللہ تعالیٰ کی سفارش پر بھی عمل کریں اور گھروں کے اندر ہم نیکی والی زندگی گزاریں۔ پھر دیکھیں اللہ کی رحمتیں کیسے نازل ہوتی ہیں۔

حضرت مرشد عالمؒ کا عمل

ہمارے پیرو مرشد حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ اپنا واقعہ سنایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ وفات سے ایک سال پہلے کی بات ہے۔ فرمانے لگے کہ میں وضو کر رہا تھا۔ بیوی پانی ڈال رہی تھی۔ وضو کرنے میں میری مدد کر رہی تھی۔ ایک مرتبہ پانی ڈالنے میں اس سے ذرا سی کوئی کوتاہی ہوئی کہ اس کی توجہ کہیں اور تھی تو میں نے

اسے ڈانٹ دیا۔ وہ خاموش ہو گئی، صبر کر لیا۔ آگے سے ایک لفظ غصے میں نہیں بولا۔ میں وضو کر کے جب مسجد میں نماز کے لئے چلا، راستے میں یہ آیت میرے دل میں آئی کہ اللہ تعالیٰ تو سفارش کرتے ہیں ۔ وعاشروهن بالمعروف ۔ اور میرا یہ حال ہے کہ بیوی نے پانی ڈالنے میں تھوڑی سی دیر کر دی تو میں نے اس کو جھڑکی دے دی۔ میں نے بیوی کا دل توڑا، وہ تو صابرہ شاکرہ ہے، آگے سے ایک لفظ نہیں بولی مگر میں نے تو جھڑکی پلا کے دل توڑا۔ اب میں بیوی کا دل توڑ کر رب کی نماز پڑھنے جا رہا ہوں تو وہ میری نمازیں کیسے قبول کرے گا۔ میں کیسے امامت کے مصلے پر کھڑا ہوں گا۔ فرماتے ہیں جماعت ہونے میں وقت قریب تھا۔ میں نے کہا، میں آ کے نماز پڑھاتا ہوں، انتظار کرو۔ پھر واپس گئے اور جا کر اپنی بیوی سے معافی مانگی کہ مجھ سے غلطی ہوئی کہ معمولی سی بات پر میں نے ڈانٹ پلا دی۔ بیوی تو پہلے ہی معاف کر چکی تھی۔ اس نے مسکرا کے کہا میں تو اس بات کو بھول ہی گئی تھی، میں نے معاف کر دیا۔ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں مسجد میں آیا تب امامت کے مصلے پر قدم رکھا کہ اب میری عبادت اللہ کے ہاں قبول ہو گی۔ سوچیے ہمارے مشائخ تو گھروں میں اپنی بیویوں کے ساتھ ایسی پیار والی محبت والی، درگزر والی زندگی گزارتے تھے۔ آج ہم حافظ بھی ہیں قاری بھی ہیں، صوفی بھی ہیں، دیندار بھی کہلاتے ہیں، مگر گھروں کے اندر ایسی زندگی گزارتے ہیں کہ گھر کو رہنے والوں کے لئے جہنم بنا رکھا ہے۔ پتہ نہیں قیامت کے دن ہماری بخشش کیسے ہو گی۔ پروردگار ہمیں سمجھ عطا فرمائے۔ جو غلطیاں کر چکے اللہ تعالیٰ معاف فرما دے۔

مکافاتِ عمل

اس کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ آج تک ہم نے جو غلطیاں کی ہیں اور اپنی بیوی کا دل دکھایا ہے، اس کا ازالہ کریں۔ اس کی مکافات یہ ہے کہ اب اس کو پہلے سے

زیادہ پیار دیں۔ جتنا حق ہے اس سے زیادہ پیار دیں تا کہ وہ خوش ہو کر دعائیں دے۔ دیکھئے ایک اصول بتا دیتا ہوں کہ جب بیوی کو گھر کے اندر شریعت کی زندگی ملتی ہے تو وہ اپنے خاوند کی اتنی معتقد بن جاتی ہے کہ جیسے کافر لوگ اپنی زبان میں کہتے ہیں کہ وہ بیوی تو اپنے خاوند کی پوجا کرتی ہے۔ یہ لفظ میں کہنا نہیں چاہتا تھا مگر سمجھانے کیلئے کہا۔ تو بیوی کو جب گھر میں محبت ملتی ہے اور پیار ملتا ہے تو وہ تو پھر خاوند کو اس طرح عزتیں دیتی ہے۔ لہٰذا توجہ فرمائیں کہ نبی علیہ السلام نے جب نبوت کا دعویٰ کیا سب سے پہلے ایمان کون لائی، وہ آپ کی بیوی صاحبہ تھی، جو آپ کے اخلاق سے اتنی متاثر تھی، آپ کے گھر کی زندگی سے اتنی مطمئن تھی کہ آپ نے نبوت کا دعویٰ فرمایا تو سب سے پہلے اس کو بیوی نے تسلیم کیا، اب آپ سوچئے کہ اگر آپ کی زندگی سنت کے مطابق ہوگی تو گھر میں آپ کی بیوی بھی آپ کی شاگردہ بن کے رہے گی، مریدہ بن کے رہے گی۔ اگر مریدہ بن کے نہیں رہ رہی تو اس کا مطلب ہے کہ کہیں نہ کہیں سنتوں والی زندگی میں کوئی کمی ہے۔ تبھی تو بیوی کے دل میں عقیدت اور محبت نہیں۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی زندگی کو سنت کے مطابق بنائیں۔ ہماری زندگی سنت کے مطابق بن جائے گی تو ہماری بیوی بیوی بھی ہوگی اور مریدہ بھی بن جائے گی اور اتنی والہانہ محبت اور عقیدت بھی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہر خاوند کو سنتوں بھری زندگی عطا فرمادے تا کہ گھر میں بیوی بھی ہو، مریدہ بھی ہو۔ یہ بات تو نور علیٰ نور ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ گھر کی زندگی پرسکون بنا دیتے ہیں۔ رب کریم ہماری ان دعاؤں کو قبول فرمالے اور ہمیں آئندہ نیکوکاری کی زندگی نصیب فرمادے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیوی کیلئے بیس سنہری اصول

از افادات

پیر طریقت رہبر شریعت مفکر اسلام

محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

بیوی کیلئے بیس سنہری اصول

الحمد لله و کفی و سلام علیٰ عباده الذین اصطفیٰ اما بعد

فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

و من ایته ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیها و جعل بینکم مودة و رحمة ان فی ذلک لایت لقوم یتفکرون ٥

سبحان ربک رب العزة عما یصفون ٥ و سلام علی المرسلین ٥

والحمد لله رب العالمین ٥

اللهم صل علی سیدنا محمد و علی ال سیدنا محمد و بارک وسلم

عورت کی زندگی کے تین پہلو

اللہ رب العزت نے فطری طور پر عورت میں فرمانبرداری، محبت اور شفقت کا جذبہ رکھا ہے۔ اور اس کو زندگی میں تین طرح کا انداز اختیار کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً والد، بھائی اور خاوند کے سامنے فرمانبرداری کا...... والدہ بہن اور دوسری عورتوں کے ساتھ محبت کا...... اور اولاد کے ساتھ شفقت کا...... تو چونکہ اس کی زندگی کے تین رخ ہیں۔ اس لئے اللہ رب العزت نے اس عورت کے اندر یہ تینوں جذبے رکھ دیئے۔ فرمانبردار یہ اتنی ہوتی ہے کہ یہ اپنے والد کی فرمانبرداری کرتی ہے اور جس دن والد کی وفات ہوتی ہے، بھائی کی فرمانبرداری شروع کر دیتی ہے۔ اپنے سے

عمر میں چھوٹا بھی ہو تو بھی اس کی بات مانتی ہے۔ اس کو اپنے باپ کی جگہ سمجھتی ہے۔ شفقت کا جذبہ ایسا کہ دوسرے کا بچہ بھی رو پڑے تو دل کو کچھ ہوتا ہے۔ عورت کسی بچے کا رونا برداشت کر ہی نہیں سکتی۔

اچھی بیوی کی چار صفات

دین اسلام کی نظر میں سب سے اچھی بیوی وہ ہے جس کے اندر چار صفات ہوں۔

پہلی صفت

پہلی صفت تو یہ کہ وہ دین کے معاملے میں خاوند کی مددگار ہو۔ مثلاً خاوند بچوں کی نیک تربیت چاہتا ہے۔ بچوں کو دین پڑھانا چاہتا ہے۔ دین کی کوئی بھی نیت بندے کے اندر ہے تو یہ بیوی اس کی وزیر اور مشیر بن کر کام کرے Guide lines (رہنمائی) خاوند کی ہوں گی اور یہ عورت اس کی معاون بن کے کام کرے گی۔

دوسری صفت

دوسری صفت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بیوی ایسی ہو کہ اس کو دیکھو تو دیکھنے سے دل خوش ہو جائے۔ ذہن میں رکھنا کہ خوبصورت بیوی کو دیکھنے سے آنکھیں خوش ہوتی ہیں اور خوب سیرت بیوی کو دیکھنے سے دل خوش ہوتا ہے۔ اس لئے کتنے لوگ ایسے ہیں کہ جن کی بیویاں رشک قمر ہوتی ہیں، چاند جیسی خوبصورت ہوتی ہیں مگر ضد بازی ہوتی ہے۔ ہر وقت ان کے ساتھ جھگڑا فساد کرتی ہیں۔ خاوند ان کو دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ نبی علیہ السلام کی بات میں گہرائی دیکھئے۔ حسن دیکھئے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ بیوی کی دوسری صفت یہ کہ جس کو دیکھنے سے دل خوش ہو۔ جو خدمت زیادہ کرے، جو وفادار زیادہ ہو، جو بات مانے، جس میں نیکی

زیادہ ہو۔ اس کے چہرے پر نظر پڑے تو انسان کا دل خوش ہوتا ہے۔ تو گویا بیوی کے اندر دوسری صفت یہ ہے کہ وہ ایسی نیکوکار، پرہیزگار اور خدمت گزار ہو کہ خاوند دیکھے تو اس کا دل خوش ہو جائے۔

تیسری صفت

تیسری صفت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ نیک بیوی میں یہ صفت ہونی چاہیے کہ اپنے میاں کی بات مانتی ہو۔ گھر کا نظام چلانے کے لئے رب کریم نے مرد کو امیر بنا دیا۔ آج چھوٹے چھوٹے پراجیکٹ ہوتے ہیں کسی نہ کسی کو انکا انچارج بنا دیتے ہیں۔ اس لئے کہ اگر کسی کام کا کوئی بھی انچارج نہ ہو تو پھر بھی انچارج بن جاتے ہیں۔ فیکٹریاں بناتے ہیں تو اس میں بھی ایک منیجر ہوتا ہے جو سب کو Coordinate (مربوط) کرتا ہے۔ سب کی Care taking (دیکھ بھال) کرتا ہے اور Manage کرتا ہے بزنس کو۔ اللہ رب العزت نے بھی چھوٹے سے گھرانے میں منیجر بنا دیا، امیر بنا دیا اور یہ ذمہ داری اللہ نے مرد کو عطا کی۔

عورت کو نہ بنانے میں دو وجوہات تھیں۔ ایک تو یہ کہ امیر بنتی تو باہر کے کاموں کو کیسے سمیٹ پاتی اور دوسرا یہ کہ طبعاً عورت نرم مزاج ہوتی ہے۔ جلدی متاثر ہو جاتی ہے، جذبات میں جلدی آجاتی ہے، لہٰذا اس کے فیصلے بڑے جلدی ہوتے ہیں۔ اگر طلاق کا حق کبھی عورت کو دے دیا جائے تو مرد تو زندگی میں تین طلاقیں دیتا ہے، یہ ایک دن میں تین سو طلاقیں دے کر دکھا دے گی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے مرد کو امیر بنایا۔ اور فرمایا۔

الرجال قوامون علی النساء.

کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں کا قوام بنا دیا

یعنی وہ ان کے گھر کی زندگی کے قوام کا سبب ہیں۔ ان کے امیر ہیں۔ تو جب پروردگار نے فیصلہ فرما دیا۔ اب جھگڑے کی ضرورت ہی کوئی نہیں۔ خواہ مخواہ بیوی یہ سمجھتی پھرے کہ میری بات مانی جائے، میرا ہاتھ اوپر رہے۔ یہ خواہ مخواہ زندگی کو ضائع کرنے والی بات ہے۔ نیک بیوی وہی ہوتی ہے جو اپنے خاوند کو بڑا بنا کے رکھے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بڑا بنایا۔ چنانچہ کتنی ایسی نیک بیویاں ہیں جو اپنے خاوند سے تعلیم یافتہ بھی زیادہ ہوتی ہیں۔ ان کو اپنے خاوند سے ذہانت، عقلمندی، بصیرت ہر اعتبار سے فضیلت حاصل ہوتی ہے۔ مگر ان کو دیکھا کہ ہر بات میں وہ پگڑی اپنے خاوند کے سر پر باندھتی ہیں۔ ہر بات اپنے خاوند کے ذریعے سے کرواتی ہیں۔ لوگوں کی نظر میں اس کو بڑا بناتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کتنے خوش ہوتے ہوں گے اس عورت سے جو کام تو خود سمیٹے اور کریڈٹ اپنے میاں کو دے اس لئے کہ اللہ نے اس کو بڑا بنایا۔ آج کل کی ایک بڑی مصیبت جو شیطان نے ڈالی وہ یہ کہ شادی ہونے کے بعد میاں بیوی یہ طے ہی نہیں کر پاتے کہ آخری فیصلہ کس کا ہوگا۔ شریعت کا حکم ہے کہ اگر کسی جماعت میں کوئی امیر ہو تو اللہ تعالیٰ کی مدد امیر کے ساتھ ہوتی ہے۔ امیر جو بھی فیصلہ کر دے گا اللہ تعالیٰ کی مدد ساتھ ہوگی۔ تو گھر میں خاوند امیر کی مانند ہے۔

لہٰذا جو فیصلہ خاوند کرے گا برکت اس میں ہوگی۔ ممکن ہے بیوی اپنی تعلیم کی وجہ سے، اپنی عقلمندی کی وجہ سے، کوئی اور مشورہ لے کر آئے جو ظاہر میں اچھا نظر آتا ہو۔ مگر اس بات کو بیوی نے زبردستی منوا بھی لیا تو اس میں برکت نہیں ہوگی۔ جب تک خاوند کا اس میں فیصلہ نہ ہو۔ اس لئے بیوی کو چاہیے کہ جو کام بھی کرنا چاہتی ہے۔ اپنے خاوند کو پیش کرے اور اس کو اپنے ساتھ ملائے۔ اسے Confidence (اعتماد) میں لے۔ اس کے دل کو خوش کر کے اس سے وہ فیصلہ

کروائے تاکہ اس فیصلے کے اندر برکت ہو جائے ۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں .

عسیٰ ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم. و عسیٰ ان تحبوا شیئا وھو شر لکم. واللہ یعلم وانتم لا تعلمون .

[ممکن ہے تم ایک چیز کو ناپسند کرو لیکن تمہارے لئے اس میں خیر ہو اور ممکن ہے تم ایک چیز کو پسند کرو لیکن تمہارے لئے اس میں شر ہو. اللہ تعالیٰ جانتے ہیں تم نہیں جانتے]

لہٰذا گھروں میں جو عورتیں باتیں کرتی ہیں، مشورے کرتی ہیں، اپنی ظاہری نظر کی بنیاد پر کرتی ہیں ۔ ان کو کوئی پتہ نہیں ہوتا کہ میرے اس مشورے میں اللہ تعالیٰ برکت بھی ڈالیں گے یا نہیں ڈالیں گے ۔ تو نیک بیوی اپنے مشورے میں برکت ڈلوانے کے لئے اپنے میاں کو مناتی ہے اور میاں کو منالینا اس کے لئے بہت آسان ہوتا ہے ۔ اگر ایک بندہ کسی بات پر نہ بھی کہتا ہے تو جب وہ بیوی سے خوش ہوتا ہے تو دو دفعہ ہاں کرتا ہے ۔ تو اس لئے خاوند کی طبیعت کو سمجھنا اور موقع محل کے مطابق بات کرنا اچھی عادت ہے ۔ موقع محل کے مطابق کی گئی بات سونے کی ڈلیوں کی مانند ہوتی ہے ۔ چنانچہ نیک بیوی کی تیسری صفت یہ بتائی گئی ۔ کہ وہ اپنے خاوند کی بات ماننے والی ہو ۔ اس کے اندر مان کے چلنے کا جذبہ ہو اور وہ یہی سمجھے کہ میرے پروردگار کا حکم ہے ۔ میں مان کے چلوں گی تو اس میں میرے لئے برکت ہوگی ۔

چوتھی صفت

نیک بیوی کی چوتھی صفت یہ ہے کہ وہ اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کرنے والی ہوگی ۔ جیسے مردوں کا جہاد میدان جنگ میں جا کر ہوتا ہے اسی طرح عورت کا

جہاد اپنی عزت وناموس کی حفاظت کے معاملے میں گھر میں رہ کر ہوتا ہے۔

صداقت ہو تو دل سینوں میں کھنچنے لگتے ہیں
واعظ حقیقت خود کو منوا لیتی ہے گر مانی نہیں جاتی

اگر خاوند کسی وقت حقیقت کو ماننے سے انکار بھی کرتا ہے تو نیکو کاری اور اخلاق کی برکت آخر خاوند کے دل کو ماننے پر مجبور کر دیتی ہے۔ تو نیک بیوی اپنی نیکو کاری کی وجہ سے اپنے میاں کے دل پر حکومت کرتی ہے۔ گو کہ خاوند گھر کا امیر ہے، گھر کا بڑا ہے مگر نیک بیوی اپنی نیکو کاری، اپنی پرہیز گاری اور اپنی فرمانبرداری کی وجہ سے اپنے میاں کے دل پر حکومت کر رہی ہوتی ہے۔

خوش نصیب کون؟

آج لوگ کہتے ہیں کہ فلاں شخص بڑا خوش نصیب ہے۔ سچ بات تو یہی ہے کہ...... خوش نصیب وہی انسان ہوتا ہے جو اپنے نصیب پر خوش ہو جائے...... پھر سنئے خوش نصیب وہی انسان ہوتا ہے جو اپنے نصیب پر خوش ہو جائے۔ جب لڑکی کی شادی ماں باپ نے مشورے کے ساتھ کر دی تو اب خاوند جیسا بھی ہے اب اس کے اوپر خوش ہو جایئے۔ بعض لڑکیوں کو دیکھا کہ وہ ساری عمر اسی شکوے میں ہی رہتی ہیں کہ ہمارا خاوند اچھا نہیں چنا گیا۔ حالانکہ ابتدا میں جب منگنی ہوئی تو خود بھی خوش تھی، والدین بھی خوش تھے اور سارے خوش تھے۔ اب یہ تو مقدر کی بات ہے۔ تو خوش وہ ہوتی ہے جو اپنے نصیب پر خوش ہو جائے۔ بس اس کو خوشی سے قبول کر لیں اور پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی برکتیں کیسے آتی ہیں۔

حسنِ صورت یا حسنِ سیرت

آپ اپنی نیکو کاری کے ذریعے سے اپنے گھر کا ماحول اچھا بنا سکتی ہیں۔ دنیا

تلوار کا مقابلہ کر سکتی ہے لیکن کردار کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ آپ اپنے کردار کی عظمت کی وجہ سے اپنے میاں کا دل جیت لیں۔ اسی لئے کسی نے کہا کہ اگر تم حسن میں دوسروں سے زیادہ نہیں تو کم از کم حسن سیرت میں ہی دوسروں سے زیادہ خوب سیرت بن کے دکھا دو۔ یہ تو بندے کے بس میں ہوتا ہے کہ اچھی عادات اپنائے اور اچھے اخلاق اپنائے۔ حتیٰ کہ حسن خلق میں دوسروں سے بڑھ جائے

سیرت اگر بری ہو تو صورت کو کیا کریں
آنکھوں میں کیا جچے گا جو دل سے اتر گیا

تو اگر یہ عورت اپنے مزاج کی تیزی کی وجہ سے، اپنی زبان کی تیزی کی وجہ سے اور اپنی نالائقیوں کی وجہ سے خاوند کے دل سے اتر گئی تو آنکھوں میں کیا جچے گی۔ اس لئے حسنِ صورت کی بہ نسبت حسنِ سیرت کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہیے...... حسنِ صورت چندروزہ، حسنِ سیرت مستقل...... اس سے خوش ہوتی ہیں آنکھیں، اس سے خوش ہوتا ہے دل ...... اس لئے بیوی کو چاہیے کہ اپنے اندر سیرت والا اخلاق اور حسن پیدا کرے تاکہ وہ گھر کے اندر پرسکون فضا کو قائم کر سکے۔

عورت کا راہ سلوک

ایک نکتے کی بات عرض کرتا چلوں۔ ہمارے مشائخ نے کتابوں میں لکھا ہے کہ عورت اگر اپنے خاوند کی اطاعت کرے تو وہ راہ سلوک کی تمام منزلیں طے کر سکتی ہے۔ عورت اگر اپنے خاوند کی اطاعت کرتی ہو تو وہ راہ سلوک جس کو مرد بڑے بڑے مجاہدے کے بعد طے کرتے ہیں وہ سب منزلیں طے کر سکتی ہے۔ بلکہ یہ عاجز تو یوں کہتا ہے کہ عورت کو خاوند کی اطاعت سے اتنا فائدہ پہنچ سکتا ہے جتنا کہ مرشد کی اطاعت سے بھی نہیں پہنچ سکتا۔ اس لئے کہ خاوند ہر وقت گھر میں ہوتا

ہے۔خاوند کی کڑوی کسیلی سن لینے سے اس کے نفس کے اوپر زیادہ اثر پڑتا ہے اور ''میں'' مرتی ہے۔انسان اپنے نفس کو آسانی سے مٹا سکتا ہے۔تو جیسے مردوں کے لئے کہا گیا کہ وہ کسی اللہ والے کے سامنے اپنے آپ کو پامال کر دیں اسی طرح عورتوں کو کہا گیا کہ وہ اپنے خاوند کے سامنے اپنے نفس کو پامال کر دیں۔

مگر آج کی عورتیں تو یہ چاہتی ہیں کہ بس میاں کا دل مٹھی میں ہو اور جیسے چاہیں اسے نچائیں۔دیکھا یہ گیا ہے کہ مرد قدسی نعمتوں کے زیادہ قدردان ہوتے ہیں جب کہ عورتیں حسی نعمتوں کی زیادہ قدردان ہوتی ہیں۔قدسی نعمت سے مراد معرفت الٰہی۔مرد لوگ معرفت الٰہی کے زیادہ قدردان ہوتے ہیں اور حسی نعمتوں میں روٹی،کپڑا اور مکان وغیرہ ہیں،ان کی قدردان عورتیں زیادہ ہوتی ہیں۔اس لئے مردوں کو من حیث الجماعت معرفت الٰہی کا شوق زیادہ ہوتا ہے اور عورتوں کو من حیث الجماعت روٹی،کپڑا،مکان کی نعمتوں کا انتظار زیادہ ہوتا ہے۔

بیویوں کیلئے بیس رہنما اصول

ازدواجی زندگی کو خوشگوار اور پرسکون بنانے کیلئے نیک بیوی کو اپنے شوہر کے گھر میں رہتے ہوئے چند باتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔خاوند کو نو دس باتیں بتائیں تھی مگر بیوی کو بیس بتاتے ہیں تاکہ بیوی کو کام ذرا آسان مل جائے اور سبق یاد رکھنا آسان ہو..

(۱) کھانے کو ذکر و فکر کے ساتھ پکائیں

سب سے پہلی بات کہ گھر میں عورتیں جو کھانا بناتی ہیں وہ لوگوں کے جسموں میں جاتا ہے اور یہی ان کے جسموں کی غذا بنتا ہے۔اس کھانے کے گھر کے لوگوں

پر اثرات ہوتے ہیں۔ اگر کھانے میں طہارت کا خیال نہ رکھیں اور پکاتے ہوئے غفلت کے ساتھ پکائیں تو یہ کھانا ان کے جسم میں جا کر نور پیدا کرنے کی بجائے ظلمت پیدا کرتا ہے۔ لہٰذا عورتوں کی پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ کھانے کو ذکر و فکر کی کیفیت میں بنائیں تاکہ مردوں کے دلوں پر نیکی کے اثرات ہوں اور گناہوں کی ظلمت چھٹ جائے۔ چنانچہ نیک بیویاں کھانا بناتے ہوئے اپنی زبان سے اللہ کا ذکر کرتی ہیں۔ کراچی کے ایک صاحب کے ہاں دعوت ہوئی۔ کہنے لگے، حضرت! آپ کا کھانا بناتے ہوئے میری اہلیہ نے گیارہ مرتبہ سورۃ یٰسین شریف پڑھی۔ صحابیات کا بھی یہی طریقہ تھا۔ چنانچہ ایک صحابیہ تنور پر روٹی لگوانے گئیں، جب روٹیاں لگ گئیں تو روٹی کی ٹوکری اٹھا کر سر پر رکھی اور کہنے لگی، لے بہن! میں چلتی ہوں، میری روٹیاں بھی پک گئیں اور میرے تین پارے بھی مکمل ہو گئے۔ تو صحابیات کی بھی یہی عادت تھی اور نیک بیویوں کی بھی یہی عادت ہوتی ہے کہ کھانے کے وقت فقط ہاتھ نہیں چلاتیں بلکہ زبان اور دل کو اللہ کی طرف متوجہ کر کے اللہ کو یاد بھی کرتی ہیں۔ اس سے کھانے کے اندر نور آجاتا ہے۔ آپ اس کا تجربہ کر کے دیکھ لیں کہ بچوں کو آپ باوضو کھانا کھلائیں اور ذکر کے ساتھ کھانا کھلائیں۔ آپ کے بچوں میں فرمانبرداری کا جذبہ بڑھ جائے گا۔ خاوند کو آپ ذکر کے ساتھ باوضو اچھا کھانا کھلائیں تو خاوند کے دل میں آپ کی محبت میں بہت اضافہ ہو جائے گا۔ بندے کے اوپر کھانے کا بہت اثر ہوتا ہے۔

مشکوک خوراک کے بچے کی تعلیم پر اثرات

میں نے ایک مرتبہ ایک واقعہ بھی آپ کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ امریکہ کے ایک ہمارے مدرسے میں ایک بچہ دو سال کے اندر فقط آخری پارہ پڑھ سکا۔ آگے چلتا ہی نہیں تھا، ہم بڑے تنگ آگئے کہ اتنا وقت لگ رہا ہے۔ حالانکہ وہ بچہ

سکول میں فرسٹ آتا تھا۔Presidential Award (صدارتی ایوارڈ) کے لئے اس کا نام آگے بھیج دیا گیا تھا۔تو دل میں ایک دن بات آئی کہ پتہ نہیں اس کو کیا مصیبت ہے کہ قرآن مجید کے فیض سے محروم ہے۔ہم نے اس بچے کو بلایا اور پوچھا کہ بتاؤ کہ تم کیا کھاتے ہو۔اس بچے نے آٹھ دس امریکن ریسٹورنٹس کے نام لے دیئے۔میں میکڈانلڈ سے یہ کھاتا ہوں اور تھینکس گاڈ، اٹس فرائیڈے سے یہ، اور پیزا ہٹ سے یہ کھاتا ہوں۔ہمیں بات سمجھ آگئی کہ یہ باہر کی حرام چیزیں کھانے کا اثر ہے کہ اللہ نے قرآن پاک سے محروم کر رکھا ہے۔وہ بچہ بیچارہ آگے پڑھتا تو پیچھے سے بھول جاتا، پیچھے سے پڑھتا تو آگے سے بھول جاتا۔استاد بھی تنگ آگئے۔ہم نے اس کے والدین کو بلا کر کہا کہ اگر تو اس کو باہر کے کھانے کھلانے ہیں تو اپنے ساتھ لے جایئے اور پڑھایئے بھی خود۔ہمارے پاس پڑھانا ہے تو وعدہ کیجئے کہ اس کو باہر کا کھانا نہیں دینا۔اس کی والدہ مسلمان ہے نیک ہے، والد کی حلال روزی ہوتی ہے، اس کو گھر کا کھانا کیوں نہیں کھلاتے۔انہوں نے وعدہ کرلیا۔آپ حیران ہوں گے کہ اگلے ایک سال میں اسی بچے نے پورے قرآن مجید کو پورا ناظرہ مکمل کرلیا۔تو کھانے کے انسان کے اوپر اتنے اثرات ہوتے ہیں۔

ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ دو چیزیں جو تصوف کی جان ہیں۔رزق حلال اور صدق مقال۔کھائے تو حلال رزق کھائے اور اگر بولے تو سچ بولے۔جس بندے میں یہ دو باتیں آگئیں، اس کو گویا دو پر لگ گئے۔ان دو پروں کے ذریعے وہ اللہ تعالیٰ کے قرب کو آسانی سے حاصل کرسکتا ہے۔اس لئے بچوں کو جو کھانا کھلائیں وہ ایسا نہ ہو کہ اس پر مشکوک اثرات ہوں۔عورتوں کو برتنوں کو دھونے دھلوانے میں پاکی ناپاکی کا خیال نہیں ہوتا۔کئی مرتبہ سستی کرجاتی ہیں۔کھانا بناتی ہیں تو ساتھ

گانے لگے ہوتے ہیں۔ کھانے بنا رہی ہوتی ہیں اور پتہ نہیں کیا کیا سن رہی ہوتی ہیں۔ اب سوچئے اس کھانے میں برکت کی بجائے ظلمت آئے گی تو پھر اس کا اثر آپ کو خود ہی بھگتنا پڑے گا۔ میاں بے دین بنا تو مصیبت آپ کی، اولاد بے دین بنی تو مصیبت آپ کی۔ تو جب دونوں طرف سے مصیبت آپ ہی کے سر آنی ہے تو کیوں نہ آپ ان کو کھانا ہی وہ کھلائیں جس کی وجہ سے ان کے دل میں نیکی کا شوق آ جائے۔

ایک نکتہ اور ذہن میں رکھیں کہ جب بھی آپ کھانا بنانے لگیں تو کھانے میں مہمان کی نیت بھی ضرور کر لیا کریں کہ میں گھر والوں کا بھی کھانا بنا رہی ہوں اور میں ایک آدھ مہمان کے لئے یا دو مہمانوں کے لئے بھی نیت کر رہی ہوں۔ اگر مہمان آ جائے تو میرا کھانا اتنا ہو کہ میں مہمان کو بھی پیش کر سکوں۔ بھلے کوئی مہمان نہ آئے۔ روزانہ کھانے میں مہمان کی نیت کرنے سے اللہ تعالیٰ اتنے مہمانوں کو کھانا کھلانے کا اجر آپ کے نامہ اعمال میں لکھوا دیتا ہے۔

(۲) کام کو وقت پر سمیٹنے کی عادت ڈالئے

دوسری اہم بات یہ ہے کہ ہر کام کو اپنے وقت پر سمیٹنے کی عادت ڈال لیجئے۔ آج کا کام کل پر نہ چھوڑیے کہ یہ بھی کل کر لوں گی، یہ بھی کل کر لوں گی۔ کل کل کرتے اتنے کام جمع ہو جاتے ہیں کہ پھر انسان ان میں سے کچھ بھی نہیں کر پاتا۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ کی زندگی کو دیکھیے وہ اپنا کام خود سمیٹتی تھیں۔ حتیٰ کہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ ان کے ہاتھوں کے اندر گٹے پڑ گئے تھے۔ سیدۃ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے گھر کا کام خود کرتی تھیں۔ سیدۃ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے گھر کے کام خود کرتی تھیں۔ جس طرح مرد مصلے پر بیٹھ کر

عبادت کرے تو آپ سمجھتی ہیں کہ اس کو اجر مل رہا ہے، اس سے زیادہ آپ کو اجر اس وقت ملتا ہے جب آپ گھر کے کام کاج کو سمیٹ رہی ہوتی ہیں۔

بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نوجوان کو دیکھا کہ ہر وقت مسجد میں نوافل میں مصروف رہتا۔ انہوں نے پوچھا، تیرا کیا حال ہے؟ کہنے لگا کہ میرا بڑا بھائی ہے، اس نے میرے کاروبار کو سنبھال لیا ہے اور میری روزی کا ذمہ لے لیا ہے، مجھے عبادت کے لئے فارغ کر دیا ہے۔ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے، تیرا بھائی بڑا عقلمند ہے کہ تیری ساری عبادت کا اجر تیرے بھائی کو بھی ملے گا اور تیرا بھائی تجھ سے افضل کام میں لگا ہوا ہے۔ تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ مصلے پہ ہی فقط عبادت نہیں ہوتی بلکہ عورت جو گھر کے کام کاج کر رہی ہوتی ہے سب کچھ اس کا عبادت میں لکھا جاتا ہے۔

آج مصیبت یہ ہے کہ گھر میں کام کو عورتیں عبادت سمجھ کر نہیں مصیبت سمجھ کر کرتی ہیں۔ چنانچہ ان کی ہر وقت یہ خواہش ہوتی ہے کوئی کام کرنے والی مل جائے کہ میں صرف بتاؤں اور وہ آگے کام کرے۔ اب بتا کے کام کروالیا تو جو جسم نے کام کرنے کی مشقت اٹھانی تھیں اور اس پر آپ کے نامہ اعمال میں اجر لکھا جاتا تھا وہ اجر تو نہیں لکھا جائے گا۔ آپ کے درجے پھر کیسے اللہ کے ہاں بڑھیں گے۔ اس لئے گھر کے کام میں پسینہ بہانا، مشقت اٹھانا ایسا ہی ہے کہ جیسے عشاء کے وضو سے فجر کی نماز کی عبادت کا اجر پانا۔ اس لئے عورت گھر کے کاموں کو خوشی سے قبول کرے اور اپنے دل میں یہ سوچے کہ ان کاموں کی وجہ سے میرا رب مجھ سے راضی ہوگا۔ چنانچہ ایک حدیث پاک میں نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ نیک عورت وہ ہے جس کا دل اللہ کی یاد میں مصروف ہو اور اس کے ہاتھ کام کاج میں مصروف ہوں۔ جب نبی علیہ السلام یہ فرماتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ عورت کو گھر کے کام کاج

خود کرنے کی عادت ڈالنی چاہیے۔ اس کے دو فائدے ہیں۔ ایک تو یہ کہ کام سمٹیں گے اور اجر ملے گا اور دوسری بات کہ اپنی صحت بھی ٹھیک رہے گی۔ چنانچہ آج گھر کے کام کاج کرنے کی عادت نہیں اس لئے لڑکپن کی عمر ہوتی ہے اور بیماریوں میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ کوئی کہتی ہے میرے سر میں درد ہے، ذرا سا بس کچھ بات سوچتی ہوں تو سر میں درد ہو جاتی ہے۔ کوئی کہتی ہے، مجھے Lowback Pain (کمر درد) شروع ہو گئی ہے۔ کسی کو آنکھوں میں اندھیرا محسوس ہوتا ہے۔ یہ ساری مصیبتیں ہاتھ سے کام نہ کرنے کی وجہ سے ہیں۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ایک چکی تھی اور وہ چکی کے اوپر گندم خود پیستی تھیں جس سے روٹی بنائی جاتی تھی۔ اب اگر ام المؤمنین اپنے ہاتھوں سے چکی خود پیستی تھیں تو پھر آج کی عورت اپنے گھر کا کام خود کیوں نہیں کرتی۔ جب گھر کا کام نہیں کریں گے تو پھر کہیں گے جی اب ہمیں سوئمنگ کلب میں جانے کی ضرورت ہے، چربی چڑھ رہی ہے۔ پھر ہمیں ٹریڈ مل لا کر دیں تا کہ ہم اس پر چلا کریں۔ کیا ضرورت ہے ان کی، گھر کے کام کاج میں ایک تو اجر ملے گا دوسرا خاوند کا دل جیت لو گی اور پھر تیسرا یہ کہ خود بخود Sugar Burm ہو گی اور آپ کی صحت کو بھی اللہ تعالیٰ ٹھیک رکھیں گے۔ تو گھر کے کام کاج کو اپنی عزت سمجھیں اور اپنا فرض منصبی سمجھیں۔ اور اس کو سمجھیں کہ میں مصلے پہ بیٹھ کر جو عبادت کروں گی اس سے زیادہ گھر کے کام کاج کرنے سے مجھے اللہ کا قرب نصیب ہوگا۔

(۳) گھر کو صاف ستھرا رکھئے

تیسری چیز اپنے گھر کو صاف ستھرا رکھئے۔ کچھ عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ طبیعت میں سستی ہوتی ہے، ہر وقت پھیلاؤ ڈال دیتی ہیں۔ گھر کے اندر پھیلاؤ کا

ہونا، چیزوں کا بے ترتیب پڑا ہونا، یہ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔حدیث پاک میں آیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا.

اللہ جمیل ویحب الجمال .

(اللہ تعالیٰ خود بھی خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔)

تو جب نبی علیہ السلام نے گواہی دے دی کہ اللہ تعالیٰ خوبصورتی کو پسند کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ گھر کی بکھری پڑی چیزیں اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں آتیں۔ لہٰذا عورت اس نیت سے اپنے گھر کو صاف ستھرا رکھے کہ میرے گھر کی چیزیں ترتیب سے پڑی ہوں گی اور صاف ستھرا گھر ہوگا تو میرے مالک کو یہ گھر اچھا لگے گا۔ میری محنت قبول ہو جائے گی۔ جب آپ گھر میں بیٹھی Cleaner (جھاڑو) چلا رہی ہوں تو یوں سمجھئے کہ گھر ہی صاف نہیں ہو رہا بلکہ اللہ تعالیٰ آپ کے دل کے گھر کو بھی صاف فرما رہے ہیں۔ تو گھر کا جھاڑو دینا یوں سمجھئے کہ میں بیٹھی اپنے دل کی ظلمت پہ جھاڑو دے رہی ہوں۔

گھر کو صاف ستھرا رکھئے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ .

کہ اللہ تعالیٰ توبہ والوں سے بھی محبت کرتے ہیں اور پاکیزہ رہنے والوں سے بھی محبت کرتے ہیں۔ اس لئے ہر چیز کا صاف ستھرا ہونا، پاکیزہ ہونا اور گھر کی ہر چیز کا سیٹ ہونا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا سبب بنتا ہے۔

چیزوں کو ترتیب سے رکھنے کا اجر

نبی علیہ السلام نے ایک حدیث پاک میں فرمایا کہ عورت جب گھر میں پڑی ہوئی کسی بے ترتیب چیز کو اٹھا کر ترتیب سے رکھ دیتی ہے تو اللہ تعالیٰ ایک نیکی عطا فرماتے ہیں اور ایک گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔ اب دیکھئے ہر عورت گھر میں برتن

درست کرتی ہے تو اسے کتنی نیکیاں مل جاتی ہیں اور کتنے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ کپڑے سمیٹتی ہے، چیزوں کو سمیٹتی ہے گھر میں روزانہ اپنے گھر کی چیزوں کو سیٹ کر دیتی ہے۔ جتنی جتنی چیزوں کو اس نے اپنی اپنی جگہ پر رکھا ہر ہر چیز کو رکھنے کے بدلے ایک گناہ معاف ہوا اور ایک نیکی اللہ نے عطا فرمادی۔ اس طرح دیکھئے کہ ایک عورت گھر میں کام کاج کے دوران کتنا ثواب حاصل کرسکتی ہے۔ اگر اس نیت سے گھر کو صاف رکھیں گی کہ لوگ آئیں گے اور تعریف کریں گے تو یہ آپ کی ساری محنت صفر ہو گئی۔ اس لئے کہ مخلوق نے کہہ بھی دیا کہ بڑا اچھا گھر ہے تو آپ کو کیا مل گیا۔ اگر اتنی محنت کر کے پسینہ بہا کے فقط لوگوں کی زبان سے ہی آپ نے سننا ہے کہ بھئی بڑا اچھا گھر ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: فقد قیل یہ کہا جاچکا۔ تو یہ نیت مت کریں۔ نیت یہ کریں کہ میں گھر کو سیٹ کروں گی کیونکہ میں گھر والی ہوں اور یہ میری ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ خوبصورت بھی ہیں اور خوبصورتی کو پسند بھی فرماتے ہیں، لہٰذا میں اپنے گھر کو سیٹ کر کے رکھوں گی۔ سیٹ کرنے کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اس میں آپ کرسٹل سجائیں گی اور اس میں آپ سینکڑوں ڈالر کی چیزیں لا کے رکھیں گی۔ یہ سیٹ کرنا نہیں بلکہ جتنے وسائل ہوں جیسے بھی ہوں مگر چیز کے اندر صفائی ہو اور سلیقہ مندی ہو۔ صفائی کے لئے کوئی ڈالروں کی ضرورت نہیں بلکہ انسان نے اپنے کپڑے تو دھونے ہی ہوتے ہیں تو ذرا صاف ستھرے کپڑے رکھنے کی عادت رکھ لے۔ اسی طرح چیزوں کو تو سمیٹنا ہی ہوتا ہے تو سلیقہ مندی سے چیزوں کو رکھ لے۔ تو صفائی اور سلیقہ کا ہونا یہ گھر کے خوبصورت ہونے کی دلیل ہوتی ہے۔ یہ ضروری نہیں ہوتا کہ وہ ایسا چپس کا بنا ہوا ہو، ایسے پتھر ہوں کہ باہر کے ملک سے آئے ہوئے ہوں تب جا کے گھر خوبصورت ہوتا ہے۔ اس کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

(۴) سنی سنائی بات کو آگے بیان نہ کریں

سنی سنائی بات آگے کرنے کی عادت اپنے اندر ہرگز نہ ڈالیں۔ کئی عورتیں ادھوری باتیں سن کے اپنے خاوند کو پہنچا دیتی ہیں اور بعد میں کچی پڑتی ہیں۔ یہ بہت بری عادت ہے۔ ذرا سی بات سن کے اس کو آگے پھیلانا شروع کر دینا۔ ایسی بات جلدی آگے نہیں کرنی چاہیے بلکہ جس طرح ایک ریسیور ہوتا ہے کہ وہ ہر اسٹیشن کو رسیو نہیں کرتا، خاص اسٹیشن کی Wavelength (فریکوئنسی) کو رسیو کرتا ہے۔ بس آپ بھی اپنے کاموں کے ٹرانسمیٹر کو ایسا سیٹ کریں کہ جو بھی عورت کوئی بات کر رہی ہے بس کانوں تک تو سب آجائے دل میں ہر بات کو نہ جانے دیا جائے۔ دل میں وہ بات جائے جو ٹھیک ہو اور شریعت و سنت کے مطابق ہو۔ سنی سنائی باتیں جلدی سے ادھر کر دینا ادھر کر دینا عورت کے لئے مصیبت کا سبب بن جاتا ہے۔ پھر کی ہوئی بات کو Justify کرنا پڑتا ہے۔ وضاحتیں دینی پڑتی ہیں کہ جی میں نے ایسے تو نہیں کہا تھا، ایسے کہا تھا۔ پھر جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔ اس لئے اکثر و بیشتر عورتوں کو اپنی باتیں چھپانے کے لئے جھوٹ کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ اور کئی تو ایسی ہوتی ہیں کہ بات بات پہ جھوٹ بولتی ہیں۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ بندہ جھوٹ بولتے بولتے ایسی کیفیت میں آجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو فرماتے ہیں کہ جھوٹوں کے دفتر میں اس کا نام لکھ دیا جائے۔

بعض عورتیں ہر ایک کے سامنے دل کھول دیتی ہیں۔ کوئی آئی گئی بھی ہو گی تو اس کو بھی بتا دیں گی۔ حتیٰ کہ مثال کے طور پر اگر یہ سفر کر رہی ہیں اور لاؤنج میں فلائٹ کے انتظار میں بیٹھی ہیں اور اس کے ساتھ والی کرسی پر کوئی عورت آ کر بیٹھ گئی۔ اب جیسے ہی تعارف ہوگا تو دو منٹ کے اندر اپنے خاوند کی بھی حقیقت بتا دیں

گی، اپنی ساس کی بھی حقیقت بتا دیں گی حتیٰ کہ اپنے پیٹ میں اگر کچھ ہے تو اس کے بارے میں بھی بتا دیں گی۔ یہ کتنی بے وقوفی کی بات ہے کہ ذرا سی بات میں انسان اتنا جلدی اپنے آپ کو دوسرے کے سامنے کھول دے۔ یہ چیز اچھی نہیں ہوتی بلکہ اس چیز کے نقصانات ہوتے ہیں۔ ہر بات سننے والا خیر خواہ نہیں ہوتا۔ عورتیں اس بات کو اچھی طرح نوٹ کریں کہ ہر بات سننے والا خیر خواہ نہیں ہوتا۔ عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ دوسرے کا دل کھولنے کے لئے پوچھ لیتی ہیں کہ آپ کی ساس کیسی ہیں؟ آپ کا میاں کیسا ہے؟ اور ماشاء اللہ انہوں نے میاں کی زندگی کی ایسی گردان یاد کی ہوتی ہے کہ اسی وقت صرف صغیر سنانی شروع کر دیتی ہیں۔

اور یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ Hasty Decision سے بچنے کی کوشش کریں۔ ذرا سی بات سن کے کسی کے بارے میں Decision لے لینا کہ فلاں ایسا ہے فلاں ایسی ہے، یہ غلط بات ہے۔ کئی مرتبہ بچے آپ کے سامنے آئیں گے۔ ایک کہے گا فلاں نے یہ کیا، فیصلہ نہ کریں جب تک دوسرے کی نہ سن لیں۔ لقمان علیہ السلام نے بچے کو کہا کہ بیٹا کہ اگر تجھے کوئی آکر کہے کہ فلاں نے میری آنکھ نکال دی، پھوڑ دی۔ تو تم فیصلہ نہ کرنا جب تک کہ تم دوسرے کی نہ سن لینا۔ ہو سکتا ہے اس نے دوسرے کی دو آنکھیں نکالی ہوئی ہوں۔ اس لئے ذرا سی بات سن کے Hasty Decision لے لینا کسی چیز کو Generalize کر لینا عورت کے لئے مصیبت کا سبب بن جاتا ہے۔

(۵) خاوند کو دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا کرے

جب بھی خاوند گھر سے رخصت ہونے لگے اس کو ہمیشہ دعا کے ذریعے الوداع کہے۔ فی امان اللہ کہے۔ دعا دے۔ جیسے ہماری بڑی عورتیں پہلے وقتوں میں اپنے

میاں کو کہتی تھیں۔ یہ کتنی پیاری بات ہے کہ میری امان اللہ کے حوالے۔ جب آپ نے اپنی امانت اللہ کے حوالے کر دی تو اللہ تعالیٰ محافظ ہے وہ آپ کی امانت کی حفاظت کرے گا۔ آج کتنی عورتیں ہیں جو خاوند کو گھر سے نکلتے ہوئے یہ الفاظ کہتی ہیں؟ بہت کم۔ چونکہ نہیں کہتی اسلئے ان کے خاوندوں کی حفاظت بھی نہیں ہوتی۔ پھر روتی ہیں کہ خاوند باہر جاتے ہیں تو ان کو باہر زیادہ دلچسپی ہوتی ہے۔ بھئی آپ نے تو اپنی امانت اللہ کے حوالے ہی نہیں کی، اب آپ اللہ سے کیا توقع رکھتی ہیں، کیوں وہ ان کی حفاظت کرے۔ تو نیک بیویاں ہمیشہ خاوند اور بچوں کو گھر سے رخصت ہوتے ہوئے ان کو دعا دیتی ہیں۔ اونچی آواز سے کہنے کی عادت ڈالیں بلکہ دروازے تک ساتھ آیا کریں اور پھر کہا کریں۔ فی امان اللہ۔ فی حفظ اللہ۔ فی جوار اللہ۔ کچھ نہ کچھ ایسے لفظ کہا کریں۔ یا ویسے ہی کہہ دیا کریں کہ میری امانت اللہ کے حوالے۔ تو جب آپ اپنی امانت اللہ کے حوالے کر چکیں اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی Let down نہیں ہونے دیں گے۔ اللہ تعالیٰ پہ بھروسہ اور یقین تو ہماری زندگی کی بنیاد ہے۔

تو ایک عادت یہ ہو کہ جب خاوند گھر سے رخصت ہونے لگے تو دروازے تک جا کر اس کو الوداع کہیں دعا کے ذریعے اور جب خاوند گھر میں آئے جتنی بھی مصروف ہوں ایک منٹ کے لئے اپنے آپ کو فارغ کر کے مسکرا کے اپنے خاوند کا استقبال کریں۔ جب بیوی مسکرا کے خاوند کا استقبال کرے گی ہنستے مسکراتے چہرے کے ساتھ تو ظاہر ہے کہ خاوند کی نظر مسکراتے چہرے پر پڑے گی تو اس کے دل میں بھی محبت اٹھے گی۔ آج اس چیز پر عمل کم ہے اس لئے زندگی میں پریشانیاں زیادہ ہیں۔

(۶) خاوند کے آنے سے پہلے اپنے کو صاف ستھرا کر لے

چھٹا پوائنٹ یہ ہے کہ جب خاوند کے آنے کا وقت ہو تو بیوی کو چاہیے کہ اپنے آپ کو صاف ستھرا رکھے۔ ہوتا یہ ہے کہ باہر جب نکلنا ہو تو دلہن کی طرح سج دھج کے باہر جائیں گی اور خاوند نے جب آنا ہو تو پھر ایسی میلی کچیلی رہیں گی کہ بندے کی دیکھ کے ہی طبیعت خراب ہو جائے۔ یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ بلکہ جتنی بھی نیک عورتیں گزری ہیں ان سب کی یہ عادت رہی ہے کہ وہ روزانہ اپنے خاوند کے آنے کے وقت پر اپنے آپ کو بنا سنوار لیتی تھیں اور یہ بننا سنورنا ان کے لئے عبادت کی مانند ہو جاتا ہے۔ اس کا پتہ نہیں کیوں نہیں خیال کرتیں حالانکہ کتابوں میں بھی یہ بات بہت لکھیں گئی ہیں۔

ایک نیک بیوی کے بارے میں آتا ہے کہ وہ ہر رات اپنے آپ کو سنوارتی سجاتی اور اپنے میاں سے پوچھتی تھیں کہ آپ کو میری خدمت کی ضرورت ہے۔ اگر وہ کہتے ہاں تو میاں کے ساتھ وقت گزارتی اور اگر وہ کہتے ،نہیں مجھے نیند آ رہی ہے سونا ہے تو وہ مصلے پہ کھڑی ہوتی اور ساری رات اپنے رب کے سامنے ہاتھ باندھ کر گزار دیتی تھیں۔ تو بیوی کو چاہیے کہ اپنے خاوند کے لئے گھر میں بن سنور کر رہے۔ بننے سنورنے کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ روزانہ دلہن کے کپڑے پہنے۔ بس کپڑے ہوں، صاف ستھرے ہوں اور انسان نے بالوں میں کنگھی کی ہوئی ہو، چہرہ دھویا ہوا ہو، صاف ستھرا ہو، خوشبو استعال کی ہوئی ہو۔ اسی کو بننا سنورنا کہتے ہیں۔ تو یہ بننا سنورنا عورت کے گھر کے فرائض میں شامل ہے۔ اس میں سستی ہرگز نہیں کرنی چاہیے۔ آپ باہر جائیں تو سادہ کپڑوں میں جائیں۔ باہر زرق برق لباس پہننے کی زیادہ ضرورت نہیں۔ سادہ کپڑوں میں باہر جائیں گی تو فتنوں سے بچ

جائیں گی۔ یاد رکھیں لباس کی سادگی عورت کے حسن کی حفاظت کا سبب بن جاتی ہے۔ اس لئے دستور بنائیں کہ جب باہر جائیں تو کپڑے صاف ستھرے ہوں مگر سادہ ہوں۔ اور گھر میں ہوں تو پھر کپڑے اپنے خاوند کے لئے جو بھی پہن سکتی ہیں مگر اپنے آپ کو بنا سنوار کے تیار رکھیں۔

ایک مرتبہ نبی علیہ السلام اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایک لشکر سے واپس آرہے تھے۔ مدینہ کے باہر ہی آپ نے قیام فرمایا۔ حالانکہ گھر بہت قریب تھے اور گھر جا بھی سکتے تھے مگر نبی ﷺ نے فرمایا کہ نہیں تم رک جاؤ اور اپنے گھروں میں اطلاع بھجوا دو تاکہ بیویاں اپنے آپ کو خاوندوں کے لئے تیار کر لیں۔ تو نبی ﷺ کی سنت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ عورتوں کے لئے یہ نبی علیہ السلام کی تعلیم ہے۔ جب عورتوں کو پتہ ہو کہ میاں کے آنے کا وقت ہے تو اس وقت میلے منہ پر میک اپ کرنے کی بجائے ذرا صاف ستھری ہو کر رہیں تاکہ نبی علیہ السلام کی سنت کے اوپر ان کو عمل نصیب ہو سکے۔ جب خود ہی صاف ستھری نہیں رہیں گی تو کیسے توقع کرتی ہیں کہ خاوند کے دل میں ہماری روز نئی محبت ہونی چاہیے۔ جب خاوند توجہ نہیں کرتے تو پھر روتی پھرتی ہیں کہ

جی ساری دنیا کے ہوئے میرے سوا
میں نے دنیا چھوڑ دی جن کے لئے

جب آپ نے ان کے لئے دنیا چھوڑ دی تو اب اپنے آپ کو ذرا صاف ستھرا بھی رکھئے تاکہ میاں کا طبعاً بھی آپ کی طرف محبت کا جذبہ زیادہ ہو جائے۔

(۷) رشتہ داروں کے ہاں صلہ رحمی کی نیت سے جائیں

ساتویں بات یہ ہے کہ رشتہ داروں کے ہاں جانا پڑتا ہے، کبھی تقریبات میں

جانا پڑتا ہے، تو صلہ رحمی کی نیت سے جائیں۔ صلہ رحمی کہتے ہیں رشتے داریوں کو جوڑنا، رشتے ناطوں کو جوڑنا۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات بہت پسند ہے کہ رشتے داریاں جوڑیں اور محبت و پیار کے ساتھ رہیں۔ جب بھی آپ تقریبات میں جائیں تو صلہ رحمی کی نیت سے جائیں۔ یہ نیت نہ ہو کہ ہم نہیں جائیں گی تو وہ بھی نہیں آئیں گے۔ اپنی طرف سے آپ صلہ رحمی کی نیت سے جائیں تاکہ آپ کا جانا بھی عبادت بن جائے۔

پردے کا لحاظ رکھیں

لیکن جب جائیں تو مخلوط محفلوں سے بچیں۔ جہاں آپ کو پتہ چلے کہ پردے کا کوئی خیال نہیں ایسی محفلوں میں جانے سے آپ پرہیز کریں۔ جائیں بھی تو آپ پردے میں رہیں، خود بخود رشتہ داروں کو محسوس ہو جائے گا کہ اس عورت کے لئے ہمیں پردے کا انتظام کرنا ہے۔ ایسی بھی مثالیں ہیں کہ بعض نیک بیبیاں اپنی بہنوں کی شادی میں چلی گئیں اور ان کی شادی میں پردے کا اہتمام نہیں تھا۔ وہ ایک ہفتہ اس گھر کے اندر برقعے کی کیفیت میں رہیں۔ نیک بچیاں شرعی حقوق بھی پورے کرتی ہیں مگر اللہ کے حکم کو بھی مدنظر رکھتی ہیں۔ اس سے بھی پیچھے نہیں ہٹتیں۔

ایک اچھا دستور جس کو عاجز نے بھی اپنی زندگی میں اپنایا۔ وہ یہ ہے کہ اگر کسی کے ہاں خوشی کی تقریب ہو تو تقریب کے دن جانے کی بجائے آپ ایک دن پہلے چلی جائیں اور اپنی طرف سے ان کو کوئی ہدیہ یا تحفہ دے دیں اور ان سے کچھ وقت بیٹھ کر باتیں کر لیں اور ان سے کہیں کہ پردے کی مجبوری کی وجہ سے تقریب میں شرکت میرے لئے مشکل ہے اس لئے میں ایک دن پہلے آگئی کہ میں آپ کو مبارک باد دے دوں۔ اسی طرح اگر کسی کے ہاں غمی کی کوئی بات ہے تو غمی والے دن جانے کی ضرورت نہیں اس لئے کہ اس دن عام طور پر گھروں میں بے پردگی ہوتی

ہے۔لوگ پردے کے مسائل کا کوئی خیال نہیں کرتے۔لہٰذا غمی کی کیفیت میں آپ دوسرے دن جانے کی عادت بنالیں اوران کو جاکر پرسادیں اور بتائیں کہ میں کل نہ آئی اس لئے کہ میرے لئے پردے کا معاملہ تھا۔تو اس دن آپ پرسے کے چند الفاظ کہہ کے آجائیں۔آپ کی رشتہ داریاں بھی قائم رہیں گی اورآپ کا پردہ بھی قائم رہے گا۔یعنی آپ نے بندوں کو بھی راضی کیا اور بندوں کے پروردگار کو بھی راضی کرلیا۔

(۸) شوہر کو صدقہ خیرات کی ترغیب دیتی رہیں

اپنے میاں کو اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کے لئے کہتی رہا کریں۔اس لئے کہ صدقہ بلاؤں کو ٹالتا ہے۔صدقے سے رزق میں برکت ہوتی ہے۔حدیث پاک میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے قسم کھا کر فرمایا کہ صدقہ دینے سے انسان کے مال میں کمی نہیں ہوتی۔اب بتایئے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ویسے ہی کہہ دیتے تو کافی تھا۔لیکن اللہ کے صادق والامین محبوب نے قسم کھا کر فرمایا کہ صدقہ دینے سے انسان کے مال کے اندر کمی نہیں آتی۔اس لئے اپنے خاوند کو اس صدقہ کے بارے میں وقتاً فوقتاً کہتی رہیں۔کبھی وہ پریشان حال ہوتو مشورہ دیں کہ کچھ صدقہ اللہ کے راستے میں خرچ کردیں۔صدقے کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ جو کچھ ہے سارا کچھ دے کے فارغ ہو جاؤ۔بلکہ آپ نے اگر ایک پیسہ بھی خرچ کیا تو اللہ کے ہاں وہ بھی صدقے میں شمار کرلیا جائے گا۔

It is not the things which count its the thought

اللہ تعالیٰ چیز کو نہیں دیکھتے،وہ تو یہ دیکھتے ہیں کہ نیت کتنی اچھی تھی۔

خود بھی اللہ کے راستے میں خاوند کی اجازت سے دینے کی عادت ڈالیں۔
اپنے بچوں کے ہاتھوں سے بھی دلوایا کریں۔کوئی غریب عورت آجائے، پیسے دینا چاہتی ہیں تو اپنی بیٹی کے ہاتھ پہ رکھ کر کہا کریں کہ بیٹی جاؤ دے کے آؤ تاکہ بچی کو سبق مل جائے کہ میں نے بھی اللہ کے راستے میں خرچ کرنا ہے۔یقین کریں کہ جتنا ہمیں اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اس کے بالمقابل اللہ کے راستے میں ہم بہت کم خرچ کرتے ہیں۔ جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وفی اموالهم حق معلوم . للسائل والمحروم۔

مگر ہم تو اتنا کچھ ہوتا ہے مگر نہیں دیتے۔حدیث پاک میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو ان کی اپنی ضرورتوں سے زیادہ رزق اس لئے دے دیتا ہے کہ وہ نیک غریب بیواؤں یتیموں پر خرچ کریں۔یہ ان کا رزق ہوتا ہے جو اللہ ان کو پہنچا دیتا ہے۔کہ تم ڈاکیے کی طرح Distribute کردینا اس کو پوسٹ آفس بنا دیتے ہیں۔اب اگر یہ بندہ غریبوں پہ خرچ کرتا رہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرورت سے زیادہ رزق دیتے رہیں گے۔اگر یہ خرچ کرنا بند کردے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو دینا بھی بند کردیں گے اور اس ڈاک کے لئے اللہ تعالیٰ کسی اور کو چن لیں گے۔چنانچہ ہم نے دیکھا کہ بعض لوگوں کے کاروبار بلین اور ٹریلین میں ہوتے ہیں۔پھر ایسی بات ہوتی ہے کہ کوئی معاشی بحران آتا ہے اور سارا کچھ ان کا ڈوب جاتا ہے اور پھر پھوٹی کوڑی کو ترستے ہیں۔ کہتے ہیں، حضرت! پتہ نہیں لاکھوں لوگوں سے لینے تھے، آج لاکھوں دینے ہیں۔وجہ کیا ہوتی ہے کہ وہ سب کچھ ان کا اپنا نہیں تھا، اللہ نے ان کو دیا تھا تاکہ یہ امین بن کر بندوں تک پہنچادیں۔جب انہوں نے اس فرض میں کوتاہی کی تو اللہ نے ان کو دینا بند کردیا۔ان کو وہ کچھ دیا جو فقط ان کا اپنا حصہ تھا۔اس لئے جب اللہ تعالیٰ کسی کو ضرورت سے زیادہ دے تو وہ اللہ تعالیٰ کے

راستے میں خرچ کرنے کے لئے خوب ہر وقت کوشش کرے۔ دل میں اس کے سخاوت ہونی چاہیے۔

سخاوت کی قدر

یہ دل کی سخاوت اللہ تعالیٰ کو اتنی پسند ہے کہ نبی علیہ السلام کے پاس حاتم طائی کی بیٹی گرفتار ہو کر آئی تو اللہ کے محبوب کو بتایا گیا۔ اس کا والد بڑا سخی تھا۔ اس بات کو سن کر اللہ کے نبی نے اس بچی کو آزاد کر دیا۔ وہ کہنے لگی، میں اکیلی کیسے جاؤں۔ چنانچہ آپ نے دو صحابہ کو اس کے ساتھ بھیجا کہ وہ اس کو بحفاظت واپس گھر پہنچائیں۔ وہ کہنے لگی کہ مجھے اکیلی جاتے شرم آتی ہے۔ میں آزاد ہو گئی جب کہ میرے قبیلے کے سارے لوگ یہاں قید ہیں۔ نبی علیہ السلام نے اس بچی کی بات پر قبیلے کے سارے لوگوں کو معاف فرما دیا۔ سخاوت اللہ تعالیٰ کو اور اللہ کے محبوب کو اتنی پسند ہے۔

(۹) گھر کے اندر ایک جگہ مصلّے کیلئے مخصوص کر دیں

گھر کے اندر مصلے کی جگہ بنائیں اور اسی کو اپنے لئے مسجد سمجھیں۔ بڑا گھر ہے تو ایک کمرے کو ہی مسجد بنالیں۔ یا اگر کمرے کے اندر تخت پوش رکھ کر مصلہ بچھا سکتی ہیں تو اس کو بنائیں۔ وہاں پر تسبیح بھی ہو، گٹھلیاں بھی ہوں اور قرآن مجید بھی قریب ہو اور حجاب بھی تاکہ جس نے نماز پڑھنی ہو وہ آسانی کے ساتھ صحیح پردے کے ساتھ نماز پڑھ سکے۔

اس جگہ پر بیٹھنے کی عادت ڈالیں حتیٰ کہ طبیعت مانوس ہو جائے۔ اپنے فارغ وقت میں کرسیوں پر سکرین کے تماشے دیکھنے کی بجائے مصلے پر بیٹھنے کی عادت ڈالیں۔ صحابیات کی یہ عادت تھی کہ جب ان کے میاں کام کاج کے لئے چلے

جاتے تھے تو وہ گھر کے کام کاج سے فارغ ہو کے چاشت کے نفل پڑھتی تھیں۔ چاشت صلوٰۃ الضحیٰ کو کہتے ہیں یعنی جب سورج اتنا بلند ہو کہ باہر کوئی جانور چلے تو اس کے پاؤں جلنا شروع ہو جائیں، زمین گرم ہو تو اس کو صلوٰۃ الضحیٰ کہتے ہیں، چاشت کی نماز کہتے ہیں۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چاشت کی نماز میں روزی کی برکت کو رکھا ہے۔ اب دیکھیے کہ میاں تو کام کے لئے چلا گیا، آپ اگر چاشت کی نماز پڑھیں گی اور دعا مانگیں گی کہ اے میرے مالک! میرا میاں کام کاج کے لئے گھر سے چلا گیا، میں آپ کی بندی دامن پھیلا کر مانگتی ہوں کہ میرے میاں کے کام کو قبول کر لیجئے اور اس کے بدلے ہمیں رزق حلال عطا فرمایئے۔ خاوند کام کرے گا اور بیوی چاشت کے وقت دعا کرے گی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو حلال طیب اور پاکیزہ روزی عطا فرمائیں گے۔ صحابیات کا یہ خلق کتنی عورتوں میں ہے؟ ذرا سوچیں تو سہی کتنی عورتیں ہیں جو چاشت کی نماز پڑھ کر اپنے میاں کے رزق میں برکت کی دعا مانگتی ہیں۔ جب عمل نہیں کرتی ہیں تو پھر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ گھروں میں بے برکتی ہوتی ہے۔ اول تو روزی نہیں ہوتی یا اگر روزی ہوتی ہے تو گھر کے اندر الٹا فساد کا باعث بن جاتی ہے۔

(۱۰) فون پر مختصر بات کرنے کی عادت ڈالیں

فون پر بات مختصر کرنے کی عادت ڈالیں۔ اس کا تعلق بندے کی عادت کے ساتھ ہے۔ کئی عورتوں کو عادت ہوتی ہے کہ بس فون کے اوپر...... اچھا آپ کیا پکا رہیں؟ اب یہ Commentary (تبصرہ) چل رہی ہوتی ہے۔ ہاں میں بھی آج یہ پکا رہی ہوں۔ اب اس میں آدھا گھنٹہ گزار دیا۔ اور یہ سمجھ ہی نہیں ہوتی کہ زندگی کا قیمتی وقت آپ نے خواہ مخواہ کی بے کار باتوں میں گزار دیا۔ بس To

the point (مطلب کی) بات کرنے کی عادت ڈالیں۔ اس کا بہت فائدہ ہوتا ہے۔ ایک تو وقت بچتا ہے اور دوسرا کئی اور مصیبتوں سے غیبتوں کے سننے سے انسان بچ جاتا ہے۔ اس لئے کہ جو اپنے گھر کی دال پکانے کی باتیں سنائے گی وہ ممکن ہے کہ اپنی ساس کی کوئی غیبت کی بات بھی سنا جائے اور آپ کو پتہ ہی نہ چلے۔ اسلئے فون پر مختصر سی بات کرنے کی عادت ڈالیں۔ اور اگر دوسری طرف کوئی غیر محرم مرد ہے تو اپنے لہجے کے اندر سختی رکھیں کہ اگر اس نے دو فقرے بولنے ہیں تو دو کی جگہ ایک فقرہ ہی بول کر فون بند کر دے۔ اس کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ فلا تخضعن بالقول یعنی تم نے غیر محرم سے گفتگو کرنی ہے تو اپنے لہجے میں لچک مت پیدا کرو۔ نرمی نہ پیدا کرو۔ آج کل تو یہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی مرد غیر محرم ہے تو ایسی میٹھی بن کے بات کریں گی کہ جیسے سارے جہاں کی مٹھاس اس میں سمٹ آئی ہو۔ شریعت میں اس کو حرام کہا گیا۔

غیر محرم مرد سے بات ذرا بچے تلے لہجے میں کرے۔ ایک اصول سن لیں۔ ہمیشہ بات سے بات بڑھتی ہے۔ یہ فقرہ یاد رکھ لیں کام آئے گا۔ جوان لڑکیاں اس فقرے کو اپنے دل میں لکھ لیں...... ''بات سے بات بڑھتی ہے۔'' مقصد آپ سمجھ گئیں ہیں۔ پہلے انسان بات کرتا ہے اور بات کرنے کے بعد ملاقات کا دروازہ کھلتا ہے۔ اس کی دلیل قرآن پاک سے ملتی ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر علیہم السلام آئے مگر ان میں سے کسی نے اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کی خواہش کا اظہار نہیں کیا دنیا میں صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے جنہوں نے کہا رب ارنی انظر الیک اے اللہ میں آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ تو مفسرین نے لکھا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء میں سے فقط حضرت موسی علیہ السلام نے یہ دعا کیوں مانگی کہ اے اللہ! میں آپ کو دنیا میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ تو مفسرین نے لکھا کہ اس لئے کہ وہ کلیم اللہ تھے

۔اللہ سے گفتگو کرتے تھے۔ جب کوئی گفتگو کرتا ہے تو پھر اگلا قدم یہ ہوتا ہے کہ اس سے ملاقات کرنے کو جی چاہتا ہے۔تو یہاں سے معلوم ہوا کہ فون پر جب آپ بات سے بات بڑھائیں گی تو پھر اگلا قدم گناہ کی طرف جائے گا۔اس لئے پہلے قدم پر ہی اپنے آپ کو روک لیجئے۔جس گناہ کو انسان چھوٹا سمجھے وہ بڑے گناہ کا سبب بنتا ہے۔اسی لئے اگر کوئی بچی یہ سمجھتی ہے کہ میں تو کزن سے صرف فون پر بات کرتی ہوں تو یہ بات ذہن میں رکھ لیں کہ جس گناہ کو انسان چھوٹا سمجھتا ہے وہ گناہ بڑے گناہ کا سبب بن جاتا ہے۔

(۱۱) اہم باتیں نوٹ کرنے کیلئے ایک نوٹ بک بنائیں

گیارھویں بات یہ ہے کہ گھر کے اندر آپ اپنی نوٹ بک خود بنائیں اور اہم باتوں کو اس کو میں لکھنے کی عادت ڈالیں۔عورتوں میں یہ چیز بہت کم ہے۔کچھ نیک بیویاں اس کی پابندی کرتی ہوں گی ورنہ نوٹ بک نہیں بنائی جاتی۔کئی اہم باتیں خاوند کو کہنی ہوتی ہیں لیکن موقع پر یاد نہیں آتیں۔اور کئی اہم کام کرنے ہوتے ہیں جو خاوند بتا کے جاتا ہے وہ بھول جاتی ہیں۔چنانچہ گھر کی کئی مصیبتیں اس وجہ سے شروع ہوتی ہیں۔تو فقط اپنی یادداشت پر بھروسہ نہ کریں۔اس لئے کہ جب گھر میں عورت کی اولاد ہونی شروع ہو تو عام طور پر اس کی یادداشت اتنی اچھی نہیں رہتی۔کئی مرتبہ یہ جلدی بھول جاتی ہے۔جب گھر کے اندر ڈائری ہوگی تو اپنی اس ڈائری میں خاوند نے جو کام کہے وہ بھی لکھ لے۔کسی اور نے کوئی کام کہا تو وہ بھی لکھ لیا۔کسی کو کام کیلئے کہنا ہے تو وہ بھی لکھ لیا کرے۔تو روز کا ایک صفحہ متعین کر لیں اور اس کے اوپر آپ نے جو باتیں کرنی ہیں وہ بھی لکھ لیں۔جو کہنی ہیں وہ بھی لکھ لیں۔اور پھر شام کو دیکھ لیں کہ کیا میں نے سب کام سمیٹے یا نہیں۔یہ نوٹ بک کا بنانا

جب آپ شروع کریں گی تو آپ دیکھیں گی کہ آپ کی زندگی میں ایک ڈسپلن آجائے گا۔ آپ کی زندگی خود بخود اچھی ترتیب والی بن جائے گی۔ اور پھر آپ وقت کا بھی خیال رکھیں گی۔ جب آپ کو پتہ ہوگا کہ آج میں نے اتنے کام سمیٹنے ہیں، پھر کسی کے فون آنے پر آپ اس سے دال پکانے کی باتیں نہیں پوچھیں گی۔ آپ کو پتہ ہوگا کہ میرا وقت بہت قیمتی ہے۔

آج Urgent (جلدی کے) کاموں کی وجہ سے عورتیں Important (اہم) کاموں کی طرف توجہ نہیں دیتیں۔ یہ بات سنئے اور دل کے کانوں سے سنئے Mismanagement (بدانتظامی) کی وجہ سے اور زندگی میں Planning (ترتیب) نہ ہونے کی وجہ سے آج عورتیں ارجنٹ کاموں میں اتنا الجھ جاتی ہیں کہ اہم کاموں کے لئے ان بے چاریوں کے پاس فرصت ہی نہیں ہوتی۔ ہر وقت Fire-fighting کرتی پھر رہی ہوتی ہیں۔ تھوڑا وقت رہ جائے تو کہتی ہیں اچھا یہ کام سمیٹنا ہے، اچھا یہ کام سمیٹنا ہے۔ کل تو فلاں تقریب ہے۔ ہر وقت Fire-fighting کرنے کی ضرورت نہیں۔ Planning کے ساتھ زندگی گزاریے۔ کسی نے کہا،

Well plane half done

جب آدمی کسی کام کو اچھا پلان کر لیتا ہے تو یوں سمجھو کہ آدھا کام ہو جاتا ہے۔ تو یہ نوٹ بک کا بنانا اور اپنے وقت کا خیال رکھنا اور اپنے کاموں کو اس میں لکھ لینا آپ کے لئے فائدے کا سبب بنے گا اور آپ کہیں گی کہ پیر صاحب نے ہمیں بہت اچھی فائدے کی بات بتائی ہے۔ اکثر خاوندوں کے ساتھ جو نوک جھوک ہوتی ہے وہ اسی لئے ہوتی ہے کہ بیوی نے خاوند کو کام کہا۔ خود بھی بھول گئی، خاوند بھی بھول گیا۔ کئی دن کے بعد یاد آیا تو الجھ پڑتے ہیں۔ اگر یہ نوٹ بک میں لکھا ہوتا تو

آپ روزانہ اس کو یاد دلا سکتی تھیں، وقت سے پہلے یاد دلا سکتی تھیں۔ یا خاوند نے کوئی بات کہی تو بیوی کرنا بھول گئی۔ اس پر خاوند کے ساتھ نوک جھوک شروع ہو گئی۔ تو اس لئے نوٹ بک کا بنانا آج کے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے عورتوں کے لئے بڑے فائدے کا سبب بن سکتا ہے۔

(۱۲) کچھ ضرورت کی چیزوں کو سنبھال کر رکھیں

اسی طرح گھر کے اندر بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں جن کی ہنگامی طور پر اکثر ضرورت پڑتی رہتی ہے۔ ان کو گھر میں مناسب جگہ پر ہر وقت تیار حالت میں رکھیں تاکہ پریشانی سے بچ جائیں۔

مثال کے طور پر ہر عورت کو اپنے گھر کے اندر ایک چھوٹا سا First aid box (ابتدائی طبی امداد کا بکس) بنانا چاہیے۔ عورتیں عموماً اس طرف توجہ نہیں کرتی۔ لہٰذا چھوٹی چھوٹی چیزوں کے لئے ان کو ڈاکٹروں کے پاس جانا پڑتا ہے۔ ذرا سا کسی بچے کو زخم آ گیا تو کہتی ہیں، اچھا چلو جی ڈاکٹر کے پاس۔ اب ڈاکٹر کے پاس تو بچے نے جانا ہے ماں اس کے ساتھ ویسے ہی جا رہی ہے۔ جب ایک عورت ایک غیر محرم ڈاکٹر کے پاس جائے گی تو اس سے بات بھی کرنی پڑے گی۔ کئی مرتبہ چہرہ بھی کھول بیٹھے گی اور کئی مرتبہ پھر بات سے بات بھی بڑھ جائے گی۔ اس لئے شیطان کے دروازے کو بند کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ روزمرہ کی جو دوائیں ہوتی ہیں یا چیزیں ہوتی ہیں وہ گھر کے اندر رکھ لی جائیں۔ سر درد کی گولی اور بخار وغیرہ کی دوائی کو سمجھنا بہت آسان ہوتا ہے۔ تو ہر گھر کے اندر عورت اپنا First aid box (ابتدائی طبی امداد کا بکس) بنا لے۔ فرض کریں بچے کو کوئی چوٹ لگ سکتی ہے یا آپ کا ہاتھ جل سکتا ہے تو اگر گھر میں کریم رکھی ہوگی جو زخم پر لگانے

کے لئے یا جلنے کی کیفیت میں لگانے کے لئے ہے تو جب زخم پر فوراً وہ چیز لگ جائے گی تو پھر اس کا نشان جسم پر نہیں رہے گا۔ ہوتا کیا ہے کہ بچہ جلا یا فرض کرو خدانخواستہ عورت کا ہاتھ جل گیا۔ اب ڈاکٹر کے پاس خاوند لے کر جائے گا اور خاوند کام سے شام کو آئے گا۔ اب جب چار پانچ گھنٹے زخم کو اسی طرح گزر گئے۔ تو ڈاکٹر کے پاس جانے سے پہلے پہلے اتنا نقصان ہو چکا ہوتا ہے کہ زخموں کے نشان رہ جاتے ہیں۔ تو گھر کے اندر First-aid کا کچھ انتظام ہونا چاہیے۔ یہ عورت کے لئے دنیاوی اعتبار سے بھی اور دینی اعتبار سے بھی فائدے کا سبب ہے۔ عورتوں کو کوشش کرنی چاہیے کہ مرد ڈاکٹروں کے پاس حتیٰ الوسع جانے سے پرہیز کریں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ غیر محرم کے فتنے سے محفوظ فرمائے۔

اسی طرح چابیوں کی جگہ متعین کر لیجئے۔ اکثر جب کہیں جانے کا وقت ہوتا ہے تو چابیاں نہیں ملتیں۔ چابیاں ڈھونڈ رہی ہوتی ہیں اور جب چابیاں نہیں ملتیں تو خاوند ان کی چاپلی ٹائمیٹ کرتا ہے کہ تم نے کہاں رکھ دی۔ پھر جھگڑا بنتا ہے۔ پھر کہتی ہیں کہ مجھے ڈانٹ پڑ گئی۔ اس لئے انہیں سنبھال کر متعین جگہ پر رکھیں۔

اسی طرح چھری بھی ایسی چیز ہے جس کی اکثر ضرورت پڑتی رہتی ہے۔ اسے بھی مخصوص جگہ پر رکھا کریں۔ پھل اور سبزی کاٹنے کے لئے الگ الگ چھری کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ اگر بالفرض ایک چھری ہو اور اسی سے پیاز کاٹا ہو اور تھوڑی دیر کے بعد اسی چھری سے سیب کاٹا ہو تو پیاز کا ذائقہ سیب میں شامل ہو جائے گا اور وہ بدمزہ ہو جائے گا۔ بلکہ وہ کم بدمزہ ہوگا اور گھر کا ماحول زیادہ بدمزہ ہوگا۔

جیولری بکس عورتوں کے پاس ہوتا ہے۔ اس کو بھی سنبھال کر رکھئے۔ اس قسم کی اہم چیزوں کے رکھنے کا ایک ضابطہ بنا دیجئے۔ تاکہ آپ جس وقت چاہیں آپ

کو اسی وقت وہ چیز مہیا ہو سکے۔ آپ کی زندگی کے کئی سارے جھگڑے ان چیزوں سے وابستہ ہوتے ہیں۔ اگر آپ غور کریں گی تو ان چیزوں کی وجہ سے جو جھگڑے ہوتے ہیں وہ ختم ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ شیطان کو ان چیزوں کی وجہ سے گھر کا ماحول خراب کرنے کا موقع نہیں دیں گے۔

(۱۳) کوئی ایسا کام نہ کرے جس وجہ سے خاوند کی نظروں سے گر جائے

تیرھویں بات یہ ہے کہ بیوی کوئی ایسا کام نہ کرے جس کی وجہ سے خاوند کی نظروں سے گر جائے۔ چاہے وہ مال سے متعلق ہو یا چاہے وہ اخلاق سے متعلق ہو۔ اس لئے کہ وہی سہاگن جسے پیا چاہے۔ سارا جہاں عورت کا سجن بن جائے۔ عورت کو کیا فائدہ اگر خاوند اس کا اپنا نہ بنا۔ اس کی زندگی تو خاوند کے ساتھ وابستہ ہے۔ خاوند کی جگہ تو کوئی اور نہیں لے سکتا۔ اس لئے سارا جہاں ایک طرف اور اپنا خاوند ایک طرف۔ کوئی کام ایسا نہ کریں کہ جس کی وجہ سے آپ خاوند کی نظروں سے گر جائیں۔ گر کر انسان دوبارہ وہ مقام نہیں پا سکتا جو پہلے ہوا کرتا ہے۔ بیوی کو چاہیے کہ وہ اپنے میاں کے مزاج کو پہچانے تاکہ گھر کے ماحول کو اچھا رکھ سکے۔ اپنے میاں کے سامنے سچ کی زندگی گزارے۔ بات کو بدل کر کرنا یا بات کو چھپا لینا، یہ حقیقت میں جھوٹ ہوتا ہے۔ خاوند کے سامنے جب عورت نے خود ہی جھوٹ بولنے کی عادت ڈال لی تو پھر اس کی بے برکتی پوری زندگی میں پڑے گی۔ تکلیف اٹھا لینا ذلت کے اٹھا لینے سے بہتر ہے۔ یاد رکھیں انسان جتنی محنت اپنے خامی کو چھپانے کے لئے کرتا ہے، اس سے آدھی محنت کے ساتھ وہ خامی دور ہو سکتی ہے۔

آپ کبھی بھی کوئی ایسا کام نہ کریں جس سے آپ کے میاں کے دل میں آپ کے بارے میں کوئی شک پیدا ہو۔ مثلاً خاوند کو یہ شک ہو کہ یہ جھوٹ بولتی ہے،

خاوند کو شک ہو کہ یہ پیسے چھپا لیتی ہے، خاوند کو یہ شک ہو کہ جن لوگوں سے تعلق کو میں ناپسند کرتا ہوں یہ ان سے تعلق رکھتی ہے۔ اس قسم کا کوئی بھی شک خاوند کے دل میں پیدا مت ہونے دیجئے۔ اس لئے کہ جس دل میں شک جگہ بنا لے اس دل سے محبت رخصت ہو جاتی ہے۔

(۱۴) بچوں کے بارے میں اپنے خاوند سے مشورہ کرتی رہیں

بچوں کے بارے میں اپنے خاوند سے مشورہ کرتی رہیں۔ جو چیز نوٹ کریں، رات کو اپنے خاوند کو پوری رپورٹ دیا کریں تا کہ خاوند یہ نہ کہے کہ مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ پھر خاوند کے مشورے سے جس طرح بچوں کی تربیت کرنی ہو آپس میں مل کر بچوں کی تربیت کریں۔ جب دونوں کا مشورہ شامل ہوگا تو اللہ تعالیٰ پھر ان کے بچوں کی تربیت بھی اچھی فرمائیں گے اور ان کو مصیبتوں سے محفوظ بھی فرمائیں گے۔

(۱۵) خاوند کی ضرورت پوری کرنے میں کوئی تردد نہ کرے

پندرھویں بات یہ ہے کہ خاوند کی ضرورت پوری کرنے میں اپنی تکلیف کی پرواہ نہ کرے۔ نبی علیہ السلام کی ایک حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ اگر عورت کسی سواری پر سوار ہے اور اس کے خاوند نے اس کو کہا کہ مجھے آپ کی ضرورت ہے تو وہ سواری سے نیچے اترے اور خاوند کی ضرورت پوری کرنے کے بعد پھر سواری پر سوار ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی علیہ السلام نے بیویوں کو اس بات کا حکم دیا کہ وہ خاوند کی ضرورت پوری کرنے میں ٹال مٹول نہ کریں اور اپنی تکلیف کو بھی نہ دیکھیں۔ چھوٹی موٹی تکلیف کا خیال نہ کریں۔ بلکہ یہ اجر کا کام ہے اور عورت کی

ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر ملتا ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب کوئی بیوی اپنے خاوند کی ضرورت کو پورا کرتی ہے اور غسل کرتی ہے تو غسل کے پانی کے ہر ہر قطرے کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں ۔تو سوچیے کہ کتنے گناہ اللہ تعالیٰ نے اس ذریعے سے عورت کے معاف فرما دیئے۔ نبی علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ قرب قیامت کی علامات میں سے یہ علامت ہے کہ عورتیں صحت مند ہونے کے باوجود اپنے خاوندوں کی ضرورت پوری کرنے کے لئے ٹال مٹول سے کام لیں گی۔ آج یہ شکایتیں اکثر ملتی ہیں اور واقعی یہ قرب قیامت کی علامت ہے کہ عورتیں صحت مند بھی ہوتی ہیں، وقت بھی ہوتا ہے، مگر خواہ مخواہ ٹال مٹول اس لئے کرتی ہیں کہ خاوند کو اپنی اہمیت جتلا سکیں۔ حالانکہ دوسری طرف مرد گناہ کا راستہ ڈھونڈ رہا ہوتا ہے۔ جس کو حلال کھانے کو نہیں ملے گا تو صاف ظاہر ہے کہ حرام کی طرف للچائی نظروں سے دیکھے گا۔ اس لئے نیک بیویاں اپنے خاوند کی ضرورت پوری کرنے میں چھوٹی موٹی تکلیف کی پروانہیں کرتیں۔ ہاں خاوندوں کو بھی چاہیے کہ وہ بھی عورت کی ضرورت کا خیال رکھیں اور اس کو زیادہ تکلیف میں نہ ڈالیں۔ بلکہ یہ چیز تو محبت و پیار سے تعلق رکھتی ہے اور آپس میں افہام و تفہیم کے ساتھ اس کا تعلق ہے۔

شوہر عورت کیلئے جنت کا دروازہ ہے

نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ عورت کے لئے شوہر جنت کا دروازہ ہے۔ حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ جو عورت اس حالت میں مری کہ اس نے فرائض کو پورا کیا یعنی فرض نمازیں پڑھیں، پردے کا خیال رکھا، فرضوں کو پورا کیا، اور اپنے خاوند کو خوش رکھا، اس کے مرتے ہی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا دروازہ کھول دیں گے۔ محدثین نے فرمایا کہ خاوند عورت کے لئے جنت کا دروازہ ہے۔ خاوند کا خوش ہونا

دروازے کا کھل جانا ہے اور خاوند کا ناراض ہونا دروازے کا بند ہو جانا ہے۔ اس لئے نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کسی غیر اللہ کو سجدہ کرنے کی اجازت ہوتی تو میں بیوی کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کیا کرے۔

جب یہ حدیث پڑھتے ہیں اور دوسری طرف ہم کبھی یہ سنتے ہیں کہ ایک عورت عالمہ ہے، حافظہ ہے، قاریہ ہے اور پھر اپنے خاوند سے الجھتی ہے تو سچی بات ہے کہ کئی مرتبہ تو کانپ اٹھتے ہیں کہ اس عورت نے پھر دین کو کیا سمجھا۔ نبی علیہ السلام تو فرماتے ہیں کہ اگر اجازت ہوتی تو بیوی کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کریں۔ اب اس میں یہ تو نہیں کہا کہ نیک خاوند کو سجدہ کریں اور اگر خاوند نیک نہ ہو تو سجدہ نہ کریں۔ نہیں خاوند کو سجدہ کرے۔ لہٰذا خاوند نیک ہو یا بد، عورت کو چاہیے کہ اس کی خادمہ بن کے رہے۔ اللہ نے اس کو خادمہ بنایا، اس خدمت کے عوض اللہ تعالیٰ اس کو اپنا قرب عطا فرمائیں گے۔ اس لئے اپنے خاوند کی خدمت کو اپنا اعزاز سمجھے، اپنی عزت سمجھے اور خاوند کو خوش رکھے۔ خاوند کو خوش رکھنا عورت کے لئے بہت آسان ہوتا ہے۔ مخلص عورت کا خاوند اس سے ویسے ہی خوش ہوتا ہے۔ جو عورت خاوند کی بات مان لیتی ہے خاوند اس کی بڑی بڑی غلطیوں کو معاف کر دیا کرتا ہے۔ اس لئے خاوند کو خوش رکھنا جنت کے دروازے کو کھولنا ہے اور خاوند کو ناراض کرنا جنت کے دروازے کو بند کرتا ہے۔

ہم نے اپنے علماء سے کتابوں میں یہ بات پڑھی۔ فرمایا گیا ہے کہ اگر کسی کا خاوند بغیر کسی وجہ سے اس سے ناراض ہو جائے تب بھی بیوی کا حق بنتا ہے کہ وہ اپنے خاوند کو منانے کی کوشش کرے۔ توجہ فرمائیے کہ اگر کسی کا خاوند بغیر وجہ سے اس سے ناراض ہو جائے تب بھی شریعت کا حکم ہے کہ بیوی کا حق بنتا ہے کہ وہ اپنے خاوند کو منانے کی کوشش کرے۔ اور آج تو کہتی ہیں کہ نہیں اگر یہ بات اس نے

میری نہ مانی تو میں نے اس سے بولنا ہی نہیں۔ اور گھر کے اندر پھر جھگڑا فساد ہوتا ہے۔ ضد تو آپ پوری کرلیں گی مگر اللہ کی رضا تو آپ کو حاصل نہیں نہ ہوگی۔ اس لئے یہ بات ذہن میں رکھئے۔

(۱۶) خاوند کو پریشانی کے وقت تسلی دے

سولھواں پوائنٹ یہ ہے کہ خاوند کو پریشانی کے وقت میں تسلی دیا کرے۔ یہ صحابیات کی سنت ہے۔ جیسے نبی علیہ السلام پہلی وحی کے بعد زملونی زملونی کہتے ہوئے گھر تشریف لائے تھے تو خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کو تسلی دی تھی۔ بلکہ آپ فرماتے تھے کہ خشیت علیٰ نفسی مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے۔ تو انہوں نے فرمایا کلا ہرگز نہیں۔ انک لتصل الرحم۔ آپ تو صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔ وتحمل الکل۔ اور دوسروں کا بوجھ اٹھانے والے ہیں۔ تکسب المعدوم۔ اور آپ تو جن کے پاس کچھ نہیں ان کو کما کر دینے والے ہیں۔ وتکری الضیف۔ مہمان نوازی کرنے والے ہیں۔ جب آپ میں اتنے اچھے اخلاق ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو ضائع نہیں فرمائیں گے۔ چنانچہ اہلیہ کی ان باتوں سے اللہ کے محبوب کو تسلی مل گئی تھی۔ خاوند کبھی کاروبار سے یا کسی اور بات سے پریشان ہو تو عورت کی ذمہ داری ہے کہ وہ گھر میں آئے تو تسلی کے بول بولے۔ یہ نہ ہو کہ اس کی پریشانی کو اور بڑھانے کے لئے پہلے سے تیار ہو۔

ایک کروڑ پتی شخص کی حوصلہ مند بیوی

ہمارے ایک واقف تھے۔ ان کا مشرقی پاکستان میں کام تھا۔ یہ ملک کی ڈویژن سے پہلے کا واقعہ ہے۔ ان کے گیس اسٹیشن تھے۔ اتنے امیر آدمی تھے کہ اس دور میں جب کہ ڈالر کا ریٹ تین یا چار روپے ہوتا تھا، ان کا ایک ملازم ان کے دو

لاکھ روپے لے کر بھاگ گیا اور کچھ مہینے کے بعد آ کر رونے لگا اور منت کرنے لگا کہ میں غلطی کر بیٹھا۔ انہوں نے دو لاکھ بھی معاف کر دیئے اور اس کو نوکری پر بحال بھی کر دیا۔ ایسے امیر آدمی تھے۔ اللہ تعالیٰ کی شان کہ جب ملک تقسیم ہوا تو وہ اس حالت میں کراچی میں اترے کہ ان کی بیوی کے سر پہ فقط دوپٹہ تھا اور کچھ نہیں تھا۔ سب کچھ چلا گیا۔ ان کے ایک بھائی کراچی میں تھے۔ ان کے گھر آئے۔ وہ کہتے ہیں کہ بس میری تو یہ حالت تھی کہ پتہ نہیں میں پہاڑ کی چوٹی پر سے آ کر کہیں گر پڑا ہوں۔ لیکن میری بیوی سمجھدار تھی، نیکوکار تھی، اس نے اپنے آپ کو قابو میں رکھا۔ میں ڈپریشن میں کئی مرتبہ جانے لگتا، میری بیوی مجھے تسلی دیتی کہ گھبرانے کی کیا بات ہے اللہ تعالیٰ ہمیں یہاں بھی رزق دیں گے۔ کبھی کہہ دیتی کہ جو پروردگار وہاں رزق دیتا تھا اسی پروردگار نے یہاں رزق دینا ہے۔ حتیٰ کہ ہم کبھی دستر خوان پر اپنے بھائی کے گھر والوں کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھتے تو وہ خود بخود یہ بات شروع کر دیتی کہ جی اتنا بڑا حادثہ ہوا اور میں تو بڑی گھبرا گئی ہوں مگر میرے میاں نے تو اس چیز کو ہاتھوں کی میل بنا کے ہی ختم کر دیا۔ تو وہ کہنے لگے کہ جب بیوی لوگوں کے سامنے ایسی باتیں کرتی کہ میرے میاں نے تو ان ملین ڈالر کو ہاتھوں کی میل بنا کر اتار دیا ہے تو میں سوچتا کہ بھئی بیوی کو گھبرانا چاہیے تھا، وہ کمزور دل ہوتی ہے، جب وہ ہمت کی باتیں کر رہی ہے تو میں کیوں گھبراؤں۔ چنانچہ میں اپنے آپ کو تسلی دیتا۔ فائدہ کیا ہوا کہ بیوی کی حوصلہ افزا اور تسلی آمیز باتوں سے میں نے چند دنوں کے اندر اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ پھر میں نے بیوی کے مشورے سے بھائی سے قرض لے کے ایک ٹرک خریدا اور ٹرک کو چلانا شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ نے رزق تو پہنچانا ہی تھا۔ ٹھیک پانچ سال کے بعد میں سینکڑوں ٹرکوں کی کمپنی کا مالک بن گیا۔ وہ خود یہ واقعہ سناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں اپنی بیوی کا یہ احسان کبھی نہیں

اتار سکتا کہ اس نے اس پریشانی کے وقت میں میرے دل کو کتنی تسلی دی۔ یہ نیک بیویاں اپنے خاوندوں کو پریشانیوں کے وقت میں تسلیاں دیتی ہیں اور جن کو دین کی تعلیم نہیں ہوتی وہ پریشان بندے کی پریشانی میں اور اضافہ کرتی ہیں۔

(۱۷) غلطی کو مان لینے میں عظمت ہے اور خاموشی میں عافیت ہے

غلطی کو مان لینا عظمت ہے۔ اگر کوئی ایسی بات ہے کہ خاوند کہہ رہا ہے کہ تمہاری غلطی ہے تو اتنا ہی کہہ دیں کہ ہاں میری غلطی ہے۔ اس سے کیا ہو جائے گا۔ غلطی کو تسلیم کر لینے میں عزت ہوتی ہے۔ یہ ہتک نہیں ہوا کرتی۔ خاوند ہی ہے نا، خاوند کے سامنے ہی آپ کہہ رہی ہیں کہ جی غلطی ہوگئی، تو کیا ہوا۔ یا اگر خاوند نے کوئی بات کر دی تو آپ اس کے جواب میں فوراً بولنے کی عادت نہ ڈالیں۔ ترکی بہ ترکی جواب دینا گھروں کے اجڑنے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ یاد رکھنا کہ چپ رہنا بھی ایک جواب ہے۔ یہ بات ذرا دل پر لکھ لیں۔ عورتیں اس بات کو ذرا تسلی سے سنیں کہ چپ رہنا بھی ایک جواب ہوتا ہے۔ کئی مقامات پر خاوند کی بات سن کے چپ رہنا، اس سے خاوند کو اس کا جواب مل جاتا ہے۔ بعض مرتبہ الفاظ کی بجائے خاموشی میں زیادہ وضاحت ہوتی ہے۔ جب خاموشی اور اعتراف کی بجائے دفاع شروع ہو جائے تو یہ سمجھئے کہ جنگ کا بگل بج گیا۔

ایک میاں بیوی میں اکثر جھگڑا ہوتا تھا اور ہوتا بھی اسی طرح کہ خاوند جب گھر آتا تو وہ آتے ہی کہتا یہ کیوں ہوا اور وہ کیوں ہوا۔ اور بیوی آگے سے جواب دینے لگ جاتی اور اسی وقت سے جھگڑا شروع ہو جاتا۔ چنانچہ بیوی کسی اللہ والے کے پاس گئی کہ جی گھر میں جھگڑا بہت ہوتا ہے، کوئی تعویذ دے دیں۔ انہوں نے پانی دم کر کے دے دیا اور کہا کہ جب تمہارا میاں گھر میں داخل ہو اس پانی کو پانچ

دس منٹ تک منہ میں رکھنا، ان شاء اللہ جھگڑا نہیں ہوگا۔ اب وہ جب بھی آتا بیوی پانی کا گھونٹ بھر کے منہ میں رکھ لیتی اور خاوند کا پانچ دس منٹ میں غصہ اتر جاتا۔ پھر خاوند پیار کے موڈ میں آجاتا اور میاں بیوی کی اچھی زندگی گزرتی۔ چنانچہ دم شدہ پانی نے گھر کے جھگڑوں کو ختم کردیا۔

(۱۸) اپنے دل کا غم فقط اللہ کا آگے بیان کریں

شکوے شکایتیں لوگوں کے سامنے یا میاں کے سامنے کہنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کے سامنے کہنے کی عادت ڈالیں۔ مطلب یہ ہے کہ جب عبادت کرنے کا موقع ملے تو دعا لمبی کرنے کی عادت ڈالیں۔ دل کا جو غم اور بھڑاس ہے وہ فون پر سہیلیوں کو بتانے کی بجائے یا میاں کو بتانے کی بجائے اپنے رب کے سامنے کھولیں۔ جب آپ اپنے دل کے غم اور دکھ اپنے رب کو بتانا شروع کریں گی تو آپ کا پروردگار آپ کے دل کے غموں کو دور فرمادے گا۔ اس سے آپ کو دعا کی لذت بھی نصیب ہوجائے گی، آپ کے دل کو تسلی بھی مل جائے گی اور پھر آپ کو قضا کے اوپر صبر بھی نصیب ہوگا اور آپ کے دل میں یہ بات ہوگی کہ اللہ تعالیٰ مجھے جس حال میں رکھے میں اپنے رب سے راضی ہوں۔

؎ نہ تو ہجر اچھا نہ وصال اچھا ہے
یار جس حال میں رکھے وہی حال اچھا ہے

اللہ تعالیٰ جس حال میں رکھے اس حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی رہیں۔

(۱۹) خاوند کے قرابت داروں سے اچھا سلوک رکھیں

خاوند کے قرابت داروں سے اچھا سلوک رکھیں۔ اس لئے کہ الـــذیـــن

النصیحه ۔ دین سراسر خیر خواہی ہے۔ اور خیر خواہی کا تقاضا ہے کہ خاوند کے ماں باپ، بہنیں جو بھی لوگ ہیں، ان کے ساتھ آپ شرعی اعتبار سے پیار کا تعلق رکھیں۔ تاکہ اس وجہ سے درمیان میں کوئی جھگڑے نہ پیدا ہوسکیں۔ اس کو اپنی ذمہ داری سمجھیں۔ پھر دیکھنا اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتنی برکتیں آئیں گی۔ خاوند کے قرابت داروں سے اگر آپ جھگڑے چھیڑیں گی تو سمجھ لیں کہ میں خود اپنے خاوند سے جھگڑے چھیڑ رہی ہوں۔ جو کچھ بھی ہو ماں ماں ہوتی ہے، بہن بہن ہوتی ہے، بھائی بھائی ہوتا ہے۔ خاوند آپ کو حق پہ سمجھتے ہوئے وقتی طور پر آپ کی بات مان بھی لے گا پھر بھی وہ اس چیز کو دل سے برا سمجھے گا کہ اس نے میرے قریب والوں کی برائی کیوں کی۔ تو ایک اصول بنالیں کہ خاوند کے قرابت داروں سے ہمیشہ اچھا سلوک رکھیں۔ اس لئے کہ خاوند کے قریبی ہیں۔ جب خاوند ان کو قریب سمجھتا ہے تو آپ بھی ان کو قریب سمجھیں۔ یہ چیز اجر کا باعث بن جائے گی۔ کسی کی خاطر کسی کا لحاظ کرنا پڑتا ہے۔ جیسے بیٹی کی خاطر داماد کا لحاظ کرنا پڑتا ہے۔ کہتے ہیں نا کہ جس کو بیٹی دیں اس کو پھر میاں کہنا پڑتا ہے۔ تو داماد کا لحاظ زیادہ کرنا پڑتا ہے۔ کس لئے؟ بیٹی کی وجہ سے۔ اور داماد کا لفظ ایسا ہے کہ اس کو سیدھا پڑھو تو بھی داماد اور اس کو الٹا پڑھو تو بھی داماد۔ یعنی اس کو رائٹ سے پڑھنا شروع کریں تب بھی وہ داماد بنتا ہے۔ اور اگر لیفٹ سے پڑھنا شروع کریں تب بھی یہ لفظ داماد بنتا ہے۔ داماد الٹا ہو یا سیدھا ہو وہ داماد ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک لفظ نادان ہے اس کو بھی سیدھا پڑھیں تو بھی نادان اور الٹا پڑھیں تو بھی نادان۔ تو داماد اور نادان ایک جیسے ہی ہوتے ہیں۔ لہٰذا انسان بیٹی کی وجہ سے کتنی غلطیاں اس کی برداشت کر جاتا ہے۔ اسی طرح عورت کو چاہیے کہ اپنے خاوند کی وجہ سے خاوند کے قرابت داروں کی غلطیوں کو معاف کردے۔ جیسے نبی علیہ السلام نے امت کو

فرمایا لا تعلکم علیه اجرا ۔ میں تم سے کوئی بدلہ نہیں چاہتا۔ الا المودة فی القربیٰ ۔ میں اتنا چاہتا ہوں کہ میرے قرابت داروں کے ساتھ تم محبت کرو۔ تو جب نبی علیہ السلام نے یہ ارشاد فرمایا تو یہی حکم خاوند کے لئے بھی ہے اور بیوی کو بھی چاہیے کہ وہ اس سنت پر عمل کرے اور اپنے خاوند کی وجہ سے خاوند کے قرابت داروں کے ساتھ اچھا سلوک رکھے۔

(۲۰) اگر خالق کی نافرمانی ہوتی ہو تو مخلوق کی اطاعت نہ کرے

بیسویں چیز شریعت کی پیروی ہے۔ لا طاعة المخلوق فی معصیة الخالق ۔ خالق کی معصیت میں مخلوق کی کوئی پیروی نہیں ۔ حتیٰ کہ اگر خاوند بھی کوئی ایسا کام کہے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں داخل ہو تو ہرگز بات نہ مانیں۔ مثلاً اگر خاوند کہے کہ پردہ اتار دو تو پردہ ہرگز نہیں اتارنا، ہاں خاوند کو کیسے سمجھانا ہے، اس کے لئے آپ اللہ والوں سے مشورہ کریں، علماء سے رجوع کریں ۔ مگر کوئی کام خلاف شریعت نہیں کرنا، چاہے ماں باپ ہوں، چاہے کوئی ہو لا طاعة المخلوق فی معصیة الخالق۔

کئی مرتبہ عورتیں یہ کہتی ہیں کہ جی بس اس نے مجھے دھوکہ دے دیا اور میں نے کہا چلو میں تو یہ نہ کروں وہ نہ کروں۔ نہیں ...... خلاف شریعت کام میں کسی کی کوئی پروا نہیں۔ خلاف شریعت کام میں کسی کا دل ٹوٹنے کی کوئی پروا نہیں۔ آپ اللہ تعالیٰ کو راضی کیجئے۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں کو خود راضی فرمادیں گے۔ ہاں جو کوئی پریشانی ہے کہ ایک طرف خاوند ہے، ایک طرف ساس ہے۔ ایک طرف اللہ کا حکم ہے تو اس سلسلے میں مفتی حضرات سے مشائخ سے رجوع کیجئے۔ وہ آپ کو میانہ روی اور اعتدال کا اچھا راستہ بتادیں گے۔ جس سے آپ کو اس مصیبت سے چھٹکارا ملنا

آسان ہو جائے گا۔

اپنے میاں کو کسی نہ کسی صاحب نسبت شیخ کے ساتھ منسلک کرانے کی کوشش کیجئے۔ اپنے بچوں کو، اپنے میاں کو، اپنے گھروں کے لوگوں کو کسی نہ کسی صاحب نسبت کے ساتھ جہاں آپ کا دل ٹکتا ہو، جہاں آپ کی طبیعت لگتی ہو، جہاں دل کے اندر محبت ہو عقیدت ہو، اپنے گھر کے مردوں کو کسی نہ کسی شیخ کے ساتھ منسلک رکھئے۔ اس کا یہ فائدہ ہوگا کہ شیخ کی نسبت سے آپ کا میاں ایک تو نیکی پر رہے گا، گناہوں سے بچے گا اور دوسرا یہ کہ اگر وہ آپ کے حقوق پورے نہیں کر رہا تو کم از کم دنیا میں کوئی تو ایسا ہوگا جو آپ کے میاں کو حقوق پورے کرنے کی نصیحت کر سکے گا۔ ہم نے دیکھا کہ یہ بات کئی مرتبہ اجڑتے گھروں کے آباد ہونے کا سبب بن جاتی ہے۔ لہٰذا دین کے لئے آپ خود بھی ہر وقت کمر بستہ رہیے۔ اپنے بچوں کو اور اپنے میاں کو دین کے ساتھ منسلک رکھیے۔ بالخصوص کسی صاحب نسبت شیخ کے ساتھ منسلک رکھنے سے آپ شریعت کی حفاظت میں آجائیں گی اور آپ کی زندگی کی پریشانیاں ختم ہو جائیں گی۔ یہ چند باتیں ہم نے آپ کو اس لئے سمجھائیں کہ یہی ساری شریعت نہیں بلکہ چند موٹی موٹی باتیں ہیں، ان کے علاوہ بھی بہت ساری باتیں آپ اللہ والوں سے سنیں گی۔ ان سب کو اپنا لینا۔ پروردگار آپ کو دین و دنیا میں کامیابی عطا فرما دے۔

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین



بسم اللہ الرحمن الرحیم

شوہر کا دل جیتنے کے طریقے

از افادات

پیر طریقت رہبر شریعت مفکر اسلام

محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

شوہر کا دل جیتنے کے طریقے

الحمد لله و كفى و سلام علىٰ عباده الذين اصطفىٰ اما بعد!

فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم ○

بسم الله الرحمن الرحيم ○

و من ايته ان خلق لكم من انفسكم ازواجا لتسكنوا اليها و جعل بينكم مودة و رحمة ان فی ذلک لایت لقوم يتفكرون ○

سبحان ربک رب العزة عما يصفون○ و سلام على المرسلين○ والحمد لله رب العالمين○

اللهم صل على سيدنا محمد و على ال سيدنا محمد و بارک وسلم

عورت مرد کیلئے ایک حسین تحفہ

اللہ رب العزت نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو وہ جنت کی نعمتوں میں رہ رہے تھے مگر پھر بھی ان کی طبیعت کے اندر ایک اضطراب تھا۔ ایک بے چینی سی تھی۔ اس اضطراب اور بے چینی کو دور کرنے کے لئے اللہ رب العزت نے اماں حوا کو پیدا فرمایا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ لیسکن الیھا۔ کہ ہم نے ان کو اس لئے پیدا کیا کہ آدم علیہ السلام اس سے سکون پائیں۔ تو گویا عورت اللہ رب العزت کی طرف سے مرد کی زندگی میں سکون پیدا کرنے کا ایک حسین تحفہ ہے۔ عورت اگر نیک ہو تو یہ جنگل میں منگل بنا سکتی ہے۔ ویران جگہ کو گلستان بنا سکتی

ہے۔ اگر اس پر شرافت اور نیکی غالب ہو تو یہ گلاب کا پھول ہے، چمپا کی کلی ہے۔ نیلوفر کی پتی ہے۔

نبی علیہ السلام نے نیک خاتون کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا

الدنیا متاع وخیر متاع الدنیا المرء ۃ الصالحہ .

[دنیا ایک متاع ہے اور دنیا کی بہترین متاع وہ نیک بیوی ہے]

تو دنیا میں سب سے بڑا انعام مرد کے لئے نیک بیوی کا ہونا ہے۔

بہترین مرد کون؟

اسی طرح مردوں میں جو اپنی بیوی کے لئے زیادہ بہتر وہ ہے جو ان کا خیال رکھتا ہے، حسن سلوک کا معاملہ کرتا ہے، ان کو محبت و پیار دیتا ہے، ان کی ضروریات کو پورا کرتا ہے اور ان کی زندگی کے اندر خوشیاں لے کر آتا ہے۔ اس نیک مرد کے بارے میں نبی علیہ السلام نے فرمایا۔

خیارکم خیارکم لنساء .

کہ مردوں میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو مرا اپنی عورتوں کے لئے بہتر ہے۔ گویا بیوی کے لئے جو انسان بہتر ہوگا وہ بہترین خاوند ہوگا۔ جو ماں کے لئے بہتر ہوگا وہ بہترین بیٹا ہوگا۔ تو ہر مرد کو چاہیے کہ وہ بہترین بیٹا بنے، بہترین بھائی بنے، بہترین خاوند بنے اور بہترین باپ بنے۔ اور یہ نعمت کیسے نصیب ہوسکتی ہے۔ جب انسان کے اندر اچھے اخلاق ہوں، عادات اچھی ہوں، رہن سہن کے طریقے جانتا ہو، دوسرے کا دل جیت لے اور دوسروں کے غموں کو دور کر کے ان کے دلوں کو خوشیوں سے بھر دے،

نکاح کے بغیر زندگی ادھوری ہے

اسی لئے ایک آدمی جس کا نکاح نہیں ہوا، حدیث پاک میں اس کو مسکین فرمایا

گیا اور جس عورت کا نکاح نہیں ہوا اس کو مسکینہ کہا گیا۔ تو اس سے اہمیت معلوم ہوتی ہے ازدواجی زندگی کی کہ وہ مکمل ہی نکاح کے بعد ہوتی ہے۔ مرد کی زندگی بھی ادھوری ہے جب تک بیوی ساتھ نہ ہو اور عورت کی زندگی بھی ادھوری ہے جب تک کہ مرد ساتھ نہ ہو۔ اور دین اسلام نے بھی یہی تعلیم دی ہے۔ بلکہ کافروں نے بھی یہاں تک کہہ دیا کہ

No life without wife

کہ بیوی کے بغیر تو کوئی زندگی ہی نہیں۔

مؤمنوں اور کافروں کی بیویوں میں فرق

مگر ایک فرق ہے۔ کافروں کی بیویوں میں اور مؤمنوں کی بیویوں میں۔ کافر لوگ یہ کہتے ہیں۔ اکثر ان کے ماحول معاشرے میں یہ بات سنی گئی کہ تین W ڈبلیو ایسے ہیں کہ جن کا کوئی اعتبار نہیں۔

ایک W سے Wheather (موسم)۔ وہ کہتے ہیں کہ موسم کا کچھ پتا نہیں ہوتا۔ ابھی سورج نکلا ابھی بارش ہوگئی۔ ابھی گرمی تھی ابھی ٹھنڈ ہوگئی۔ اور واقعی فرنگیوں کے ملکوں میں موسم ہے ہی اسی قسم کا۔ تو ایک تو موسم کی پیشین گوئی کے بارے میں وہ کہتے ہیں کہ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

دوسرا W ڈبلیو سے Work۔ وہ کہتے ہیں کہ ابھی آپ کے پاس کام کوئی نہیں۔ اور ابھی آپ کے پاس کام کی بھرمار ہو جائے۔

اور تیسرا W سے Wife وہ کہتے ہیں کہ اس کا بھی کوئی بھروسہ نہیں۔ آج تمہارے پاس ہے کل کسی اور کے پاس ہوگی تو یہ تو کافروں کی بیویوں میں بات ہے۔

مگر مؤمنہ عورت اور بیوی...... وہ تو اعتماد والی ہوتی ہے۔ وہ تو اللہ کی بندی ہو

تی ہے۔ وہ تو اللہ کے نام پر ایک عہد کر چکی ہوتی ہے۔ واخذن منکم میثاقا غلیظا۔ بہت پکا عہد کر چکی ہوتی ہیں۔ وہ مرتے دم تک اپنے عہد کو نبھاتی ہیں۔ اور اپنے شوہر کی دہلیز کو کبھی بھی چھوڑنا گوارا نہیں کرتیں۔

نکاح ایک پختہ عہد کا نام ہے

تو یہ جو نکاح ہے۔ یہ گویا کسی مرد کی زندگی کا ساتھی بننے کیلئے ایک پکا عہد ہے۔ کہ اب آج کے بعد ہماری خوشیاں بھی ایک ہوں گی اور ہمارے غم بھی ایک ہوں گے۔ ہم ایک گاڑی کے دو پہیوں کی طرح پوری زندگی گزاریں گے۔ اسی لئے نکاح کرتے وقت اگر مرد کی نیت ہو کہ میں نے تھوڑے سے دن اس کو رکھ کے فارغ کر دینا ہے۔ تو شریعت کا مسئلہ ہے کہ نکاح ہوتا ہی نہیں۔ تو گویا نکاح کا مقصود یہ ہے کہ ہم نے میاں بیوی بن کر زندگی گزارنی ہے اور ایک دوسرے کی ذمہ داریوں کو ہم نے اپنے سر پہ لینا ہے۔ اس لئے اگر کوئی آدمی کہے کہ نکاح تو میں کرنا چاہتا ہوں۔ مگر اس عورت کا میری میراث میں حصہ نہیں ہوگا تو یہ شرط نہیں مانی جائے گی۔ اس لئے کہ جب وہ بیوی بنی تو اب اس کو اس کی ہر چیز میں سے حصہ ملے گا۔ یہ نہیں ہے کہ ایک بیوی کو تو گھر میں بسایا اور دوسری بیوی کے ساتھ مزے اڑائے۔ تو شریعت نے اس کا راستہ ہی بند کر دیا کہ جب تم نکاح کرتے ہو تو صحیح معنوں میں اس کو اپنے پاس بسانے کی نیت سے نکاح کرو۔ اسی لئے اس کو شریک حیات کہتے ہیں۔ حیات کا مطلب زندگی، تو یہ زندگی کا ساتھی ہے۔ شادی کوئی فصلی بٹیروں والا کام نہیں ہوتا۔ کوئی Seasonal (موسمی) چیز نہیں ہوتی۔ شریک حیات زندگی کی ساتھی ہوتی ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی غمخوار

آپ اگر نبی علیہ السلام کی مبارک زندگی کو دیکھیں کہ جب وحی اتری تو ابتداء

وحی میں نبی علیہ السلام نے جا کر اپنے دل کا غم کس کے سامنے کھولا؟ اپنی بیوی کے سامنے۔ بیوی نے کمبل اوڑھایا بیوی نے لٹایا۔ بیوی نے تسلی کی باتیں کی۔ بیوی ہی ورقہ بن نوفل کے پاس لے کر گئی۔ تو دیکھئے زندگی کے اتنے بڑے بوجھ کے موقع پر بیوی ساتھ نظر آتی ہے۔ اور نبی علیہ السلام کی وفات کس حالت میں ہوئی کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گود میں آپ کا سر مبارک تھا۔ کیا ابو بکر و عمر نہیں ہو سکتے تھے۔ صحابہ کرام اس جگہ خدمت کے لئے نہیں ہو سکتے تھے۔ یقیناً ہو سکتے تھے۔ مگر اللہ کے محبوب ﷺ نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ دیکھو تمہاری زندگی میں بیوی کی وہ حیثیت ہے کہ اگر تم دنیا کو چھوڑ کر بھی جانا چاہتے ہو تو بیوی کی گود سب سے زیادہ بہتر جگہ ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی آخری تعلیم

اب نبی علیہ السلام نے جب آخری لمحات میں جو باتیں کی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کان لگا کر وہ باتیں سنیں۔ آواز دھیمی تھی۔ نبی علیہ السلام فرما رہے تھے التوحید التوحید توحید توحید کا خیال رکھنا۔ وما ملکت ایمانکم۔ اور جو تمہارے ماتحت ہیں تمہاری بیویاں ہیں اور دوسرے لوگ ہیں۔ تم ان کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا۔ گویا نبی علیہ السلام کی مبارک زندگی کا لب لباب یہ تھا کہ بندہ اللہ کی توحید پر پکا رہے اور دوسرا جو ماتحت ہے جیسے بیوی سب سے بڑی اس معاملے میں ہے۔ تو اس کے معاملے میں اللہ سے ڈرتے رہنا۔

بیوی کی پریشانی انسان کو بوڑھا کر دیتی ہے

رحمٰن کے بندے اللہ سے دعا کرتے ہیں۔

ربنا هب لنا من ازواجنا و ذریتنا قرۃ اعین (الفرقان)

(اے اللہ ہمیں ایسی بیویاں دے اور ایسی اولادیں دے جو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنیں)

کہ جن کو دیکھیں تو دل باغ باغ ہو جائے، طبیعت میں فرحت پیدا ہو جائے، ترنگ آ جائے، ایسی بیوی ہو اور ایسے بچے ہوں۔ اور جو بیوی انسان کے ساتھ موافقت نہ کرنے والی ہو، دین کے معاملے میں قدم ساتھ نہ بڑھانے والی ہو، یا دوسرے معاملات میں مرد کچھ کہے عورت کچھ کہے تو اس جیسا مظلوم انسان دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ اس لئے حدیث پاک میں دعا کی گئی۔

اللھم انی اعوذبک من امرء ۃ تشیبنی قبل المشیب

(اے اللہ! میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔ ایسی عورت سے جو بڑھاپے سے پہلے بندے کو بوڑھا کر دے)

نافرمان اور ناموافق بیوی بندے کو بوڑھا کرنے میں گھوڑے کی ڈاک کا کام کرتی ہے۔ اس لئے ایک نوجوان کی بیوی اس کے ساتھ Cooperate (تعاون) نہیں کرتی تھی۔ تو اس نے بیوی کو کہا کہ اچھا میں مر جاؤں تو تم شادی جلدی کر لینا۔ اس نے کہا، کیوں؟ کہنے لگا، اس لئے کہ جس سے شادی کرو گی اس کو پتہ چل جائے گا کہ مجھے جوانی میں موت کیوں آئی۔ اس لئے کہ اگر انسان کے گھر کے اندر خوشیاں نہ ہوں تو اس کی زندگی زندگی نہیں رہتی، اس کے لئے وبال جان بن جاتی ہے۔

کسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا حضرت۔ ماذا النکاح یہ نکاح کیا چیز ہے؟۔ آپ نے فرمایا۔ لزوم مھر کہ نکاح سے مہر لازم ہو جاتا ہے۔ اس نے کہا ثم ماذا پھر کیا؟۔ فرمایا سرور شھر ایک مہینے کی لطف ولذت ہوتی ہے۔ اس نے کہا پھر کیا؟ فرمایا ھموم دھر زمانے کے غم ہوتے ہیں۔ اس نے کہا حضرت

پھر اس کے بعد کیا۔ فرمایا کسور ظھر پھر کمر دوہری ہو جاتی ہے۔ اس نے کہا پھر کیا؟ فرمایا دخول قبر بندہ قبر میں داخل ہو جاتا ہے۔

میاں بیوی کو باہم باعث سکون بننا چاہیئے

اس لئے میاں بیوی کو اپنی اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنا چاہیے۔ بیویوں میں سے سب سے بہتر بیوی وہ ہے جو خاوند کے ساتھ اچھی ہو، فرمانبردار ہو اور نیک ہو۔ یہ انسان کے لئے اللہ تعالیٰ کا ایک تحفہ ہے اور خاوندوں میں سے بہتر خاوند حدیث پاک میں فرمایا۔ خیارکم لنساء۔ وہ جو عورتوں کے لئے بہتر ہو۔ ان کے ساتھ الفت ومحبت کا سلوک رکھے۔ اچھی معاشرت رکھے۔ آپ اس سے اندازہ لگا سکتی ہیں کہ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں مردوں کو سفارش کی ہے۔ وعاشروھن بالمعروف تم اپنی بیویوں کے ساتھ اچھی معاشرت رکھو۔ حیرت کی بات ہے کہ پروردگار عالم اپنے کلام میں عورتوں کی سفارش فرما رہے ہیں۔ اس لئے مفسرین نے لکھا ہے کہ جو آدمی اس آیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے بیوی کے ساتھ اچھا سلوک رکھے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کریں گے کہ میرے بندے! تو نے میری سفارش کو قبول کر لیا تھا، آج میں تمہارے عملوں کو قبول کر لیتا ہوں۔ چنانچہ میاں بیوی دونوں کی ذمہ داری ہے کہ اچھی ازدواجی زندگی گزاریں۔

اچھی ازدواجی زندگی کی پہچان کیا؟ لتسکنوا الیھا کہ تم اس سے سکون پاؤ۔ تو جب بیوی کی زندگی میں سکون نہ ہو تو اس کا مطلب ہے کہ خرابی موجود ہے۔ جب خاوند کی زندگی میں سکون نہ ہو تو اس کا مطلب ہے کہ کہیں نہ کہیں خرابی موجود ہے۔ اگر میاں اور بیوی دونوں کی زندگی شریعت وسنت کے مطابق ہو گی۔ اللہ تعالیٰ ان کو پرسکون زندگی دیں گے۔ رزق کا کم ہونا...... ہاتھ کا تنگ ہونا۔ یہ

چیزیں انسان کے لئے کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ زندگی کا حصہ ہیں۔ تو میاں بیوی دونوں کو پرسکون زندگی گزارنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔

ایک سمجھدار خاوند کی اپنی بیوی کو نصیحت

چنانچہ ایک خاوند تھے۔ انہوں نے اپنی بیوی کو پہلی ملاقات میں یہ نصیحت کی۔ کہ چار باتوں کا خیال رکھنا۔

پہلی بات یہ ہے کہ مجھے آپ سے بہت محبت ہے۔ اسی لئے میں نے آپ کو بیوی کے طور پر پسند کیا۔ اگر آپ مجھے اچھی نہ لگتیں تو میں نکاح کے ذریعے آپ کو گھر ہی نہ لاتا۔ آپ کو بیوی بنا کر گھر لانا اس بات کا ثبوت ہے کہ مجھے آپ سے محبت ہے۔ تاہم میں انسان ہوں فرشتہ نہیں ہوں اگر کسی وقت میں غلطی کر بیٹھوں۔ تو تم اس سے چشم پوشی کر لینا۔ چھوٹی موٹی کوتاہیوں کو نظر انداز کر دینا۔ غلطی تو انسان سے ہی ہوتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ غلطی کو معاف کرنے کا دروازہ بند نہیں کرتے تو انسان کیوں کرے۔

اور دوسری بات یہ کہی کہ دیکھنا کہ مجھے ڈھول کی طرح نہ بجانا۔ بیوی نے کہا، کیا مطلب؟ اس نے کہا جب بالفرض اگر میں غصے میں ہوں تو میرے سامنے اس وقت جواب نہ دینا۔ مرد غصے میں جب کچھ کہہ رہا ہو اور آگے سے عورت کی بھی زبان چل رہی ہو تو یہ چیز بہت خطرناک ہوتی ہے۔ اگر مرد غصے میں ہے۔ تو عورت Avoid کر جائے اور بالفرض عورت غصے میں ہے تو مرد Avoid کر جائے۔ دونوں طرف سے ایک وقت غصے میں آجانا۔ یہ یوں سمجھئے کہ رسی کو دونوں طرف سے کھینچنے والی بات ہے۔ ایک طرف سے رسی کو کھینچیں اور دوسری طرف سے ڈھیلا چھوڑ دیں تو وہ نہیں ٹوٹتی۔ اگر دونوں طرف سے کھینچیں تو پھر کھچ پڑنے سے وہ رسی ٹوٹ بھی جاتی ہے۔ اسی طرح میاں بیوی جب ایک وقت میں دونوں غصے میں

آجائیں گے تو ریاضی کے اعتبار سے وہ غصے کا Square (مربع) ہو جائے گی۔ اس کا نتیجہ خطرناک ہوتا ہے۔

تیسری نصیحت اس نے کی کہ دیکھنا مجھ سے راز و نیاز کی ہر بات کرنا مگر لوگوں کے شکوے اور شکایتیں نہ کرنا۔ چونکہ اکثر اوقات میاں بیوی آپس میں تو بہت اچھا وقت گزار لیتے ہیں۔ مگر نند کی باتیں اور ساس کی باتیں اور فلاں کی باتیں۔ یہ زندگی کے اندر زہر گھول دیتی ہیں۔ تو اس نے کہا کہ تم کسی کے شکوے شکایتیں میرے ساتھ زیادہ نہ کرنا۔

اور چوتھی بات اس نے یہ کہی کہ دیکھنا دل ایک ہے یا تو اس میں محبت ہو سکتی ہے یا اس میں نفرت ہو سکتی ہے۔ ایک وقت میں دو چیزیں دل میں نہیں سما سکتیں۔ تو اس کی وجہ سے اس آدمی کی زندگی بہت اچھی گزری۔ کیونکہ اس کی بیوی نے ان اصولوں کا خیال رکھا۔

ایک مرد اپنی بیوی سے کیا چاہتا ہے؟

ہر انسان کی فطرت اور سوچ جدا ہوتی ہے۔ تاہم دیکھا یہ گیا ہے کہ نوجوان مرد ہو اس کی یہ چاہت ہوتی ہے کہ میری بیوی خوبصورت ہو...... خوب سیرت ہو ...... خوش مزاج ہو...... صبر و تحمل والی ہو...... مزاج شناس ہو...... اور پاکدامنی کی زندگی گزارنے والی ہو۔ مرد عورت کی ہر غلطی کو معاف کر سکتا ہے۔ لیکن اس کی پاکدامنی سے متعلق غلطی کو معاف نہیں کرتا۔ یہ عجیب بات ہے کہ خود بھی اسی گناہ میں ملوث ہوگا مگر چاہے گا میری غلطی معاف ہو جائے۔ لیکن جب بیوی سے یہ گناہ سرزد ہو جائے۔ تو کسی قیمت پر اس کو رکھنے کو تیار نہیں ہوتا۔ تو مرد کی نظر میں عورت کی ہر غلطی معاف ہونے کے قابل ہے لیکن اگر اس کا کردار بگڑ گیا تو پھر وہ مرد کی نظر میں رکھنے کے قابل نہیں ہوگی۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے ماں باپ خود جیسے بھی ہوں

مگر دل میں یہ تمنا ہوتی ہے کہ میری اولاد نیک بنے۔ بے نمازی لوگوں کو دیکھا جن کا مسجد سے رابطہ بھی نہیں ہوتا اولاد کے بارے میں وہ بھی یہی چاہتے ہیں کہ میری اولاد نیک ہو۔ اسی طرح مرد کی فطرت اللہ نے ایسی بنا دی کہ یہ چاہتا ہے کہ میری بیوی پاکدامنی کی زندگی گزارنے والی ہو۔ اگر مرد کی عمر ذرا بڑی ہے تو وہ یہ چاہتا ہے کہ عورت عقل سمجھ میں مجھے افضل سمجھے۔ بھلے اس کی بیوی زیادہ سمجھ دار ہو مگر مرد کی تمنا یہ ہوتی ہے کہ میرے فیصلے کو مانا جائے، میری رائے لی جائے، جو میں کہہ رہا ہوں بس اس کو سنا جائے۔ تو پھر نیک بیویاں عقل مند بیویاں اس مرد کا ذہن ایسا بناتی ہیں کہ وہ وہی بات پسند کرتا ہے کہ جو اچھی ہوتی ہے۔

دوسرا وہ یہ چاہتا ہے کہ مجھے بیوی کا چہرہ ہمیشہ ہنستا مسکراتا نظر آئے۔ عورتیں اس بات کو اچھی طرح سمجھیں کہ مرد جب باہر اپنے کام کاج میں ہوتا ہے تو اس کو بہت سارے تفکرات ہوتے ہیں۔ لین دین کے اور لوگوں کے ساتھ میل ملاقات کے۔ جب وہ تھکا تھکا یا پریشانیوں کو حل کرتا ہوا گھر واپس آتا ہے تو جب وہاں بھی اس کو باسی چہرہ نظر آتا ہے تو پھر اس کا دل ٹوٹتا ہے۔ یا عورت اگر سامنے سے میلا منہ لے کر بیٹھی ہو تو مرد کی پھر اس کی طرف توجہ ہی نہیں ہوتی۔ یا ہر وقت ہی رونا دھونا لگائے رکھے کہ پریشانیوں سے سکون پانے کے لئے گھر میں آیا اور بیوی نے آگے سے بڑی پریشانیں اکٹھی کی ہوئی ہیں۔ تو یہ ذہن میں رکھنا کہ مرد کی ہمیشہ یہ فطرت ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ میں گھر آؤں تو مجھے ایسا ہنستا مسکراتا چہرہ ملے کہ میرے باہر کے غم ختم ہو جائیں اور مجھے سکون مل جائے۔ یہ بھی چاہتا ہے کہ عورت خدمت گزار ہو، رحم دل ہو اور درگزر کرنے والی ہو۔

جب مرد کی عمر زیادہ ہو جاتی ہے یعنی بوڑھا ہو جاتا ہے تو اس وقت اس کی چاہت یہ ہوتی ہے کہ بیوی میرے اوپر اعتماد رکھے...... بدگمانی نہ ہونے دے......

بداعتمادی نہ پیدا کرے اور بیوی میرے سامنے جھوٹ نہ بولے۔ چونکہ جب عمریں زیادہ ہو جاتی ہیں تو لگتا ہے کہ بعض عورتیں زیادہ ہی سمجھ دار ہو جاتی ہیں۔ وہ پھر پر کا پرندہ بنا کر دکھاتی ہیں۔ تو اگر کوئی بیوی اپنے خاوند کے ساتھ ایسا کرے کہ جھوٹ بولے۔ تو مرد اس چیز کو بڑھاپے کی عمر میں بہت برا سمجھتا ہے۔ اور یہ بھی چاہتا ہے کہ میری غیبت نہ ہو۔ لہٰذا بڑی عمر کی عورتیں ذرا توجہ سے سنیں کہ وہ اس بڑھاپے کی عمر میں اپنے خاوند کی غیبتیں نہ کریں۔ نہ ماں باپ کے سامنے، نہ عورتوں میں بیٹھ کر اور نہ کسی اور کے سامنے۔ بلکہ اس بوڑھے کی یہ چاہت ہوتی ہے کہ میری عزت کو بڑھایا جائے۔ اس کے اندر جو اچھی خوبیاں ہیں عورت کو چاہیے کہ وہ اچھی خوبیاں لوگوں کے سامنے کہے تاکہ لوگوں کے دل میں اس کی عزت بڑھ جائے۔ اور وہ یہ بھی چاہتا ہے کہ بیوی مشکل میں میرا ساتھ دے۔ لہٰذا خاوند کے اوپر کوئی بھی پریشانی یا مشکل ہو تو بیوی اس میں اس کا ساتھ دے۔

شوہر کا دل جیتنے کے طریقے

تاہم ہمارے مشائخ نے ازدواجی زندگی کی باتوں کو بڑی تفصیل سے کھولا۔ اور اس پر پہلے کئی بیانات بھی ہو چکے۔ مگر اس رمضان المبارک میں ایک بیان ازدواجی زندگی کے بارے میں ہونا ضروری تھا۔ تاکہ پڑھا ہوا سبق دوہرایا جائے۔ اور بھولی باتیں یاد آ جائیں اور کوئی نئی بات ہو تو آدمی کو عمل کا موقع مل جائے۔ لہٰذا چند باتیں ایسی بتائی جاتی ہیں کہ جن باتوں کو کرنے سے عورت اپنے خاوند کے دل میں اپنا مقام زیادہ بڑھا سکتی ہے۔ مرد کے دل میں عورت کی محبت بڑھے گی، عورت کا وقار پیدا ہوگا، عورت کا مقام پیدا ہوگا اور مرد اپنی بیوی سے والہانہ پیار کرے گا۔ اس کی وجہ سے عورت کی زندگی میں بہاریں آئیں گی۔ وہی

سہاگن جسے پیا چاہے۔ سہاگ والی تو وہی ہوتی ہے کہ جس کو اس کا خاوند پسند کرتا ہو۔ وہی بھاگ والی وہی سہاگ والی۔

بیوی خاوند سے عزت کے صیغے میں بات کرے

اس میں سب سے پہلا اصول یہ ہے کہ خاوند کے ساتھ بات ہمیشہ نرم لہجہ میں کی اور عزت کے صیغے میں کی جائے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو گھر کا قوام بنایا عورتوں کے قوام۔ الرجال قوامون علی النساء . وللرجال علیھن درجة ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ ہم نے خاوندوں کو بیویوں پر درجہ عطا فرما دیا۔ اب جب اللہ تعالیٰ نے ترتیب ایسی بنا دی تو اللہ کی بندیاں اس بات پر راضی ہوں خوش ہوں کہ اللہ نے ہمارے میاں کو ہمارا سردار بنایا۔ ہمارا بڑا بنایا۔ یہ بھی اس کو بڑا ہی بنا کر رکھے۔ اللہ تعالیٰ کی ترتیب پر راضی رہے گی تو اس کا اپنا دنیا کا بھی فائدہ آخرت کا بھی فائدہ۔ مگر دیکھا یہ گیا ہے کہ عورت اگر پڑھی ہوئی زیادہ ہے یا سمجھ دار زیادہ ہے یا عقل مند زیادہ ہے تو یہ پھر خاوند کے ساتھ حاکمانہ لہجے میں بات کرنے لگ جاتی ہے۔ جیسے آرڈر پاس ہو رہا ہوتا ہے۔ یہ ایسے اس کے ساتھ ڈیل کرنا شروع کر دیتی ہے اور یہ چیز پھر خاوند کے دل میں نفرت پیدا کر دیتی ہے۔ عورت حسن میں زیادہ ہے، تعلیم میں زیادہ ہے، عقل میں زیادہ ہے، مال میں زیادہ ہے مگر درجہ پروردگار نے خاوند ہی کا رکھا۔ اس کو چاہیے کہ اپنے خاوند سے نرم لہجے میں گفتگو کرے عزت کے لہجے میں گفتگو کرے۔ تو کی بجائے آپ کے لہجے میں گفتگو کرے۔ جب یہ عزت کے ساتھ اس کا نام لے گی تو یہ چیز خاوند کے دل میں محبت کو بڑھا دے گی۔

چنانچہ صحابیات کے بارے میں آتا ہے کہ جب وہ اپنے خاوند کی بات نقل کرنے لگتی تھیں۔ تو کہتی تھیں۔ حدثنی سیدی میرے سردار نے یوں کہا۔ اب

اندازہ لگائیے اگر صحابیات اپنے خاوندوں کے بارے میں یہ لفظ استعمال کر سکتیں ہیں۔ حدثنی سیدی کہ میرے سردار نے مجھ سے یہ بات کہی۔ تو پھر آج کی عورت کو کم از کم ''آپ'' کے لفظ کے ساتھ تو گفتگو کرنی چاہیے۔

عورت اپنے اندر صبر و تحمل پیدا کرے

دوسری بات یہ ہے کہ عورت کے اندر صبر و تحمل بہت ہونا چاہیے۔ اس لئے عورت کو گھر والی کہا جاتا ہے۔ کہ گھر کی بنیاد ہوتی ہی عورت کے اوپر ہے۔ ہمارے بڑوں نے کہا کہ عورت اگر گھر آباد کرنا چاہے تو گھر آباد رہتا ہے اور برباد کرنا چاہے تو برباد ہو جاتا ہے۔ مرد اگر کلہاڑا لے کر بھی اپنے گھر کی بنیادیں گرانا چاہے تو مرد نہیں گرا پاتا۔ عورت اگر سوئی لے کر بھی بنیادیں گرانا چاہے تو مرد سے پہلے گھر کی بنیادیں گرا دیتی ہے۔ تو اس لئے اس کے اندر صبر و تحمل ہونا چاہیے۔ اگر کبھی کوئی بات خلاف طبیعت ہو بھی جائے تو یوں سوچے کہ صبر کرنے والے سے اللہ محبت کرتے ہیں۔ ولربک فاصبر اللہ کے لئے صبر کر لو۔ تو میں اس بات پر صبر کرتی ہوں۔ اللہ سے اجر کی امید وار ہوں۔ تھوڑی دیر یہ صبر کرے گی تو وہی خاوند جس نے کوئی ناگوار بات کر دی تھی وہ اتنی محبت کے موڈ میں آئے گا کہ عورت سمجھے گی کہ اس سے زیادہ محبت کرنے والا دنیا میں کوئی ہو نہیں سکتا۔ آخر انسان ہے اور اس کے اندر احساسات اور جذبات ہیں۔

یہ جو مشینری بنائی جاتی ہے تو جیسے پرزے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ جوڑے جاتے ہیں۔ تو ان کے بنانے میں Tolerance and Clearance رکھی جاتی ہے۔ اس کے اصول ہیں۔ کہ اتنا بڑا پرزہ بنانا ہو تو اتنی Tolerance (لچک) ہونی چاہیے۔ اتنا ہو تو اتنی Tolerance ہونی چاہیے۔ تو میاں اور بیوی کے درمیان میں بھی شریعت نے Tolerance

(لچک) کے اصول رکھے ہیں۔ اس کو کہتے ہیں درگزر کے اصول بیوی سے اس قسم کی کوئی باتیں ہوں تو خاوند درگزر کرے۔ خاوند سے ہوں تو بیوی درگزر کرے۔ اکٹھا رہنے سے اگر بے جان برتن بج سکتے ہیں تو پھر جاندار انسانوں کا بجنا تو کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے۔ ممکن ہے ایک خوشی کے موڈ میں ہو اور دوسرا اس وقت کسی اور موڈ میں ہو۔ ایک نے بات کسی انداز سے کہی اور دوسرے نے اس کو کسی اور انداز سے سمجھا۔ تو غلط فہمیوں کا ہو جانا کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے۔ ایسے معاملے میں اگر صبر و تحمل ہو تو زندگی اچھی گزرتی ہے۔ اور اگر صبر تحمل نہ ہو اور انسان Instantaneous React (فوری ردعمل ظاہر) کرے تو اس جیسا برا انسان کوئی نہیں ہوتا۔ بس ذرا سی بات ہوئی غصے کی آگ فوراً بھڑک اٹھی۔ دوسرے کی بات سمجھنے کی بجائے بس اپنی زبان سے کچھ بولنا شروع کر دیا۔

کفایت شعاری اختیار کرے

عورت کو چاہیے کہ شوہر کے مال کا ڈر اپنے دل میں پیدا کرے۔ اگر خاوند اس کے اوپر سوڈالر خرچ کرسکتا ہے تو وہ دوسو کا بوجھ مت ڈالے۔ اگر پانچ سو خرچ کرسکتا ہے تو وہ سات سو کا بوجھ نہ ڈالے۔ عموماً خاوندوں کو یہی شکایت رہتی ہے کہ ہم سوچ سمجھ کے جتنا بیوی کو بتا دیتے ہیں کہ اتنا تم خرچ کر لینا وہ اس سے زیادہ ہی کر لیتی ہے۔ اور یہ چیز وقت کے ساتھ ساتھ پھر خاوند کے دل میں بوجھ پیدا ہونے کا سبب بن جاتی ہے۔ بلکہ اس کے پیسے کو بچانے کی فکر کرے۔ بچت کی کوشش کرے جیسے اپنی چیز کی کوئی فکر کرتا ہے۔ جب عورت کے دل میں خاوند کے مال کا ڈر آئے گا تو خاوند کو اس کے اوپر اعتماد بڑھ جائے گا۔ اس لئے اس کی حیثیت سے بڑی فرمائش ہی نہیں کرنی چاہیے۔ بلکہ عورت کی تو فرمائش خاوند ہی ہونا چاہیے کہ خاوند سفر پہ جارہا ہے پوچھے گا میں آپ کے لئے کیا لاؤں۔ تو آگے

سے کہے، جی میرے لئے تو آپ کا آجانا سب سے بڑا تحفہ ہے...... مجھے آپ کی ضرورت ہے۔ بس آپ ہیں تو میری زندگی کی خوشیاں ہیں۔

عورت کو چاہیے کہ ہر حال میں شوہر کا ساتھ دے

عورت کو چاہیے کہ وہ ہر حال میں اپنے شوہر کا ساتھ دے۔ کوئی گھر کا فیصلہ ہو، خاوند کی رائے ہو، کوئی معاملہ ہو، اختلاف رائے ہو، کوئی بندہ کچھ کہہ رہا ہو اور خاوند کچھ کہہ رہا ہو تو یہ سیدھا سیدھا اپنے خاوند کا ساتھ دے۔ عمر بن عبدالعزیزؒ جب امیرالمومنین بنے تو انہوں نے اپنی بیوی کو بلایا اور کہا کہ تمہارے والد بھی بادشاہ تھے، تمہارے بھائی بھی بادشاہ تھے اور اب میں تمہارا خاوند ہوں، میں بھی وقت کا خلیفہ بنا ہوں۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ پہلے لوگوں نے بیت المال سے ضرورت سے زیادہ پیسہ لے کر اپنے رشتے داروں کو دیا۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ سب پیسہ بیت المال میں واپس کر دیا جائے۔ اس کی ابتدا میں اپنے گھر سے کرتا ہوں۔ تمہارے پاس یہ جو ہیرے موتی کی جیولری ہے یہ سب تمہیں بیت المال میں واپس کرنی پڑے گی۔ اب دو چیزوں کو چن لو اگر تو تم ان چیزوں کو نہیں چھوڑ سکتیں تو مجھے چھوڑ دو اور اگر مجھے نہیں چھوڑ سکتیں تو ان سب چیزوں کو قربان کرو۔ فاطمہ مسکرائی اور کہنے لگی۔ امیرالمومنین! میں اس سے کئی گنا چیزیں آپ کی خاطر قربان کر سکتی ہوں۔ تو یہ ہوتی ہیں نیک بیویاں جو اپنے خاوند کے دلوں پر حکومت کرتی ہیں اپنی محبت کی وجہ سے۔ دیکھیں مرد عورت پر حکومت کرتا ہے شرعی درجہ کی وجہ سے۔ مرد عورت پر حکومت کرتا ہے شریعت کے حکم کی وجہ سے۔ اور عورت مرد کے دل پر حکومت کرتی ہے اپنی محبت کی وجہ سے، اپنی سلیقہ مندی کی وجہ سے۔ اسی لئے شریعت نے میاں بیوی کے تعلق کو کہا۔ هن لباس لكم وانتم لباس لهن وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔ کیا مطلب؟ مطلب یہ کہ جس طرح انسان کا

لباس اس کو گرمی سردی سے بچاتا ہے اسی طرح عورت اپنے خاوند کو پریشانیوں آفتوں مصیبتوں سے بچاتی ہے۔ اسی طرح خاوند اپنی بیوی کو پریشانیوں سے آفتوں سے مصیبتوں سے بچاتا ہے۔ انسان کے جسم کے سب سے زیادہ قریب اس کا لباس ہوتا ہے۔ لباس سے زیادہ قریب اور کوئی چیز نہیں ہوتی۔ تو شریعت نے بتا دیا کہ اے خاوند اب تیرے لئے تیری ذات کے سب سے زیادہ قریب تیری بیوی ہے۔ اور بیوی کو بتایا کہ تیری ذات کے لئے سب سے زیادہ قریب تیرا خاوند ہے۔ اسی لئے جو عورت اپنے خاوند کی باندی بنے گی اس کی خدمت کی وجہ سے اس کا خاوند اس کا غلام بنے گا۔

جب نیک بنیں گے تب ایک بنیں گے

ایک اصول ذہن میں رکھ لیں کہ میاں بیوی کی تمنا یہی ہوتی ہے کہ ہم ایک بن جائیں، جسم ایک ہو جائیں۔ ہم ایک دوسرے پر قربان ہوں۔ ہم ایک دوسرے سے محبت پیار کی زندگی گزاریں۔ ہمارے دل ایک ہو جائیں۔ تو یہ بات اپنے دلوں میں لکھ لیجئے۔ جب نیک بنو گے تب ایک بنو گے۔ جب تک طبیعتوں میں نیکی نہیں آئے گی دل ایک نہیں بن سکتے ...... نیک بنو گے تو ایک بنو گے۔ اس لئے میاں کو چاہیے کہ وہ بھی نیک بنے۔ اس کے دل میں خوف خدا ہو اور بیوی کے دل میں بھی خوف خدا ہو۔ اس لئے سورۃ النساء کو پڑھ کر دیکھ لیجئے۔ آپ کو ہر چند آیتوں کے بعد۔ اتق اللہ۔ اتق اللہ۔ اتق اللہ۔ کا لفظ ملے گا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ جانتے تھے۔ کہ جب تک میاں بیوی کے دل میں اللہ کا خوف نہیں ہوگا یہ اس وقت تک ایک دوسرے کے ساتھ محبت و پیار کی زندگی نہیں گزار سکیں گے۔ بعض بزرگ فرماتے تھے کہ جو عورت ایک اللہ کی بندی نہیں بنتی اس کو پھر ہزاروں کی باندی بننا پڑتا ہے۔ اب یہ دفتروں میں کام کرنے والی عورتوں کو دیکھیں۔ بے

چاری سیل گرل بنتی ہیں۔ کیسے کیسے گاہکوں کی منت سماجت کرتی ہیں مختلف انداز سے۔تو جو ایک کی بندی نہیں بنے گی وہ پھر ہزاروں کی باندی بنے گی۔

عورتوں میں بات کا بتنگڑ بنانے کی عادت

ہماری عورتوں میں اللہ تعالیٰ نے بڑی صفات رکھی ہیں۔ یہ صفات فرنگی عورتوں میں نہیں ہوتیں، کافر عورتوں میں نہیں ہوتیں۔ ان کے اندر فطری طور پر شرم وحیا ہوتی ہے...... ماننے کا جذبہ ہوتا ہے...... وفاداری ہوتی ہے...... نیکوکاری ہوتی ہے...... بچوں کے ساتھ بے پناہ محبت ہوتی ہے...... قربانی کا جذبہ ہوتا ہے...... اتنی خوبیاں ہیں کہ انسان حیران ہو جاتا ہے۔ مگر دو باتیں زندگی کو زہر آلود بنا دیتی ہیں۔ اور یہ دو غلطیاں اکثر عورتوں میں ہوتی ہیں۔ ایک تو اس کے اندر بات کا بتنگڑ بنانے کا غلبہ ہوتا ہے۔ کوئی بات ذرا سی ناپسند آ گئی تو بس اس بات کا بتنگڑ بنا دیا۔ ساس نے کوئی بات کر دی تو اب اس کا تماشا بنا دیا۔ نند نے کوئی بات کر دی تو صبر کرنے کی بجائے ڈرامہ بنا دیا۔ یہ جو بات کا بتنگڑ بنا دیتی ہیں نا یہ بہت بری عادت ہے۔ اور دوسری بات کہ اگر کوئی غلطی ہو جائے اور اس کو سال دو سال گزر بھی گئے۔ لیکن جب کبھی کوئی بات ہو گی تو گڑا مردہ پھر اکھاڑے گی۔ وہ بات یاد رکھے گی بھولتی نہیں۔ نند کے طعنے دیں گی...... ماں کے طعنے دیں گی...... خاوند کو طعنے دیں گی۔ یہ گڑے مردے اکھاڑنا بہت بری عادت ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ ہماری مسلمان عورتوں میں اگر بات کا بتنگڑ بنانے والی عادت اور گڑے مردے اکھاڑنے والی عادت نہ ہو یعنی بدزبانی والی عادت نہ ہو تو میرے حساب سے تو ہماری عورتیں آج بھی جنت کی حوروں سے زیادہ افضل ہیں۔ جب میں دیکھتا ہوں ناں کہ یہ اپنی اولاد پر قربان ہوتی ہیں۔ تو میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ جب میں دیکھتا ہوں کہ خاوندان کے ساتھ برا سلوک بھی کرتے ہیں پھر بھی خاوند پر

نظریں جمائے رکھتی ہیں اور ادھر ادھر دیکھتی بھی نہیں۔ میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں جب میں دیکھتا ہوں کہ اتنی پریشانیوں کے باوجود پھر مصلے پر بیٹھ کر اپنے رب سے دعائیں مانگتی ہیں۔ اللہ! میرے خاوند کو نیک بنا دیں۔ میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ الحمدللہ مسلمان عورتوں میں تو اتنی خوبیاں ہیں بتا نہیں سکتے۔ تاہم جب یہ غفلت برتتی ہیں تو پھر ان میں بدگمانی بھی آتی ہے...... بدزبانی بھی آتی ہے...... ہٹ دھرمی بھی آتی ہے۔ اور یہ سب چیزیں بہت بری ہیں۔ عورت کو گھر کے اندر دیندار بن کے رہنا چاہیے۔

ہمارے تجربے میں ایک یہ بات آئی۔ کہ بعض لڑکیاں پڑھ لکھ جاتی ہیں تو بجائے اس کے کہ ان کے شوہروں کو ان سے زیادہ سکون ملے اور زیادہ خوشیاں ملیں، ان میں اپنے خاوند سے بحث مباحثہ کی عادت زیادہ ہو جاتی ہے۔ اب دیکھنے کو عالمہ فاضلہ اور اپنے خاوند کے ناک میں دم کر دیتی ہیں۔ یہ دیندان تو بنی لیکن دیندار نہ بنی۔ توجہ فرمایئے یہ لڑکی عالمہ فاضلہ بن کر دیندان تو بن گئی جس نے دین کو سمجھ لیا مگر دیندار نہ بن سکی۔ اپنے اوپر دین کو اپنا نہ سکی۔ تو دیندان بیویوں کی ضرورت نہیں ہوتی دیندار بیویوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

خاوند کی ناشکری نہ کرے

یہ بھی دیکھا گیا کہ زندگی بڑی اچھی گزرتی ہے۔ ذرا سی کوئی بات ہو بس ناشکری کی باتیں کرنا شروع کر دیتی ہیں۔ ہاں جو کچھ آپ کرتے ہیں۔ اپنے بچوں کے لئے کرتے ہیں، ہمارے لئے کیا کرتے ہیں، میں نے آپ کے گھر میں آ کے دیکھا ہی کیا ہے، بس میری قسمت میں یہی لکھا تھا۔ اس قسم کے فقرے جو عورت بولتی ہے، حدیث پاک میں آتا ہے اس ناشکری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے کئے ہوئے عملوں کو ضائع کر دیتے ہیں۔ میں نے ایک کتاب ایک عجیب بات پڑھی۔ مرد

شرک کرے تو اس شرک کے اوپر اس کو کہا گیا کہ تمہارے کیے ہوئے عمل ضائع کر دیئے جائیں گے۔ مرد اگر نبی علیہ السلام کی بے عزتی کرے تو اس کو کہا گیا۔ لیحبطن عملک۔ تمہارے عملوں کو ضائع کر دیں گے۔ لیکن عورت کو ساتھ یہ بھی کہہ دیا کہ اگر تم اپنے خاوند کی ناشکری کرو گی تو ہم تمہارے بھی کئے ہوئے عملوں کو ضائع کر دیں گے۔ اس لئے ایک عالم کہا کرتے تھے۔ کہ عورت سے جب پوچھو کہ تمہیں خاوند کیسا لباس بنا کر دیتا ہے۔ کہے گی چار چیتھڑے۔ بھئی کبھی اس نے کوئی جوتی بھی اچھی لے کر دی۔ او جی چار لیتھڑے۔ بھئی گھر میں کوئی برتن بھی تمہیں لے کر دیئے ہیں۔ ہاں جی بس چار ٹھیکرے۔ بھئی تمہیں کھانا پینا کیسا دیتا ہے۔ او بھئی کیا کریں بس چار چھچھڑے۔ تو اس بے چاری کو ناشکری کرنے کی وجہ سے بہت زیادہ نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ من لم یشکر الناس . لم یشکر اللہ۔ جو انسانوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اپنے رب کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔

خاوند کے سامنے ہر وقت تروتازہ رہے

ان کے اندر ایک عادت یہ دیکھی گئی کہ گھر کے اندر میلی کچیلی بن کر رہیں گی اور باہر جائیں گی تو بن سنور کر نکلیں گی۔ گھر میں دیکھیں تو بھنگن نظر آئیں گی۔ اور باہر دیکھو تو حور کی بچی نظر آئیں گی۔ یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ دنیا نے آپ کو محبتیں نہیں دینی خاوند نے محبت دینی ہے۔ اس لئے عورت کی ذمہ داریوں میں سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ مرد کی عمر جوانی کی ہو یا بڑھاپے کی ہو عورت ہمیشہ گھر کے اندر صاف ستھری رہے۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر وقت دلہن ہی بن کر رہے گی۔ مگر صاف ستھرا رہنا تو ایک اچھی عادت ہے۔ میلا کچیلا بندہ تو کسی کو بھی اچھا نہیں لگتا۔ تو صاف ستھری بن کر رہے اور خوش اخلاق خوش مزاج بن کر رہے۔

مرد کی پٹڑی کیوں بدل جاتی ہے؟

اب یہی وہ نکتہ ہے جہاں پہ آ کر مرد کی پٹڑی بدل جاتی ہے کہ مرد چونکہ خود پریشان ہوتا ہے اپنے کام اور کاروبار کی وجہ سے اور گھر میں جب آتا ہے تو اس کو بیوی باسی اور میلے منہ کے ساتھ بیٹھی نظر آتی ہے۔ اب اس کا دیکھنے کو دل نہیں کرتا۔ وہی مرد جب دفتر میں جاتا ہے۔ تو اس کو کام کرنے والی لڑکی نہائی دھوئی اچھے کپڑے پہنی مسکراتی نظر آتی ہے۔ اب اس کا رنگ گورا ہے یا کالا ہے۔ وہ جیسی کیسی ہے اب اس کے خاوند کو وہ اچھی لگنے لگ جاتی ہے۔ اور اگر گھر میں بیوی جھگڑے والی ہے اور وہ پریشان حال ہو کر گھر سے نکلا اور دفتر میں کسی ایسی بدکردار لڑکی نے اس کی طرف مسکرا کر دیکھ لیا۔ سر آج آپ بڑے پریشان نظر آتے ہیں۔ تو بس سمجھ لو کہ مرد کی پٹڑی بدل گئی۔ اس بدکردار لڑکی کا ایک فقرہ دوسری عورت کی ساری زندگی کو تباہ کر دیتا ہے۔ اس لئے کہتے ہیں کہ ہمیشہ عورت کے حق پر عورت ہی ڈاکہ ڈالتی ہے۔ مگر اس ڈاکے میں عورت کا اپنا بھی قصور ہے۔ اس کو چاہیے تھا کہ گھر میں خاوند کو سکون دیتی، خوشیاں دیتی، صاف نظر آتی، اس کے اندر دل کشی ہوتی۔ جب اس نے خود ہی اس چیز کو نظر انداز کر دیا تو گویا اس نے خاوند کو موقع دیا کہ یہ دوسری لڑکی کی طرف متوجہ ہو جائے۔ ایسی عورتیں جو میلی کچیلی رہتی ہیں وہ بے چاری شادی شدہ بیوہ ہوتی ہیں۔ خاوند ان کی طرف دھیان ہی نہیں کرتے۔

جو سمجھ دار عورت ہوتی ہے وہ سمجھتی ہے کہ میری ذمہ داریوں میں سے جیسے یہ ہے کہ میں نماز ادا کروں، میرا مالک حقیقی خوش ہوگا ایسے ہی میرے فرائض میں سے ایک فرض ہے کہ میں صاف ستھری رہوں کہ میرا خاوند مجھ سے خوش ہو۔ اب دیکھو بندہ صاف ستھرا بھی رہے اچھا بھی رہے اور اوپر سے خاوند بھی خوش ہو اس کو کہتے ہیں۔ نور علیٰ نور۔ تو اگر آپ کے صاف ستھرا رہنے سے مرد آپ کی طرف

متوجہ ہوتا ہے تو اور آپ کو کیا چاہیے۔ اس لئے جو عورت صاف ستھری رہتی ہے، خوش مزاج رہتی ہے اور کھلے چہرے کے ساتھ خاوند کا استقبال کرتی ہے۔ وہ ہمیشہ کیلئے خاوند کی آنکھ کی پتلی بن جاتی ہے۔ کچھ عقل بھی استعمال کرنی چاہیے۔

شوہر کی بے رخی کا علاج خود بیوی نے کرنا ہے

اس عاجز کے تجربے میں یہ بات آئی کہ جو بیویاں رونے روتی پھرتی ہیں کہ خاوند توجہ نہیں دیتا، ذمہ دار نہیں، بچوں کا خیال نہیں کرتا، ہمارا خیال نہیں کرتا، اس میں زیادہ قصور تو خاوند کا ہی ہوتا ہے مگر کچھ نہ کچھ قصور عورت کا اپنا بھی ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ عورت سوچتی نہیں کہ میں کن طریقوں سے اپنے خاوند کو اپنے قریب کر سکتی ہوں۔ عقلمندی سے کام نہیں لیتی۔ یہ کہتے ہیں کہ بس خاوند کا فرض ہے کہ میری طرف توجہ کرے۔ بھئی واقعی خاوند کا فرض ہے کہ آپ کی طرف توجہ کرے۔ اگر بد قسمتی سے ایسا نہیں تو علاج بھی تو آپ ہی نے کرنا ہے۔ اب علاج آپ کے ہمسائے کی عورت تو نہیں کرے گی۔ یا علاج کوئی دوسری رشتے دار عورت تو نہیں کرے گی۔ یا علاج کوئی دفتر کی لڑکی تو نہیں کرے گی۔ اگر کوئی بیماری ہے پرابلم ہے تو علاج بھی آپ ہی نے کرنا ہے۔ یہ پٹیاں بھی آپ ہی نے رکھنی ہیں۔ تب زخم مندمل ہوگا۔ ان جدائیوں کو قرب میں آپ نے ہی بدلنا ہے۔ آپ کی ذمہ داری ہے۔ لہٰذا اللہ نے جو آپ کو یہ جو دماغ دیا ہے اس کو استعمال کیجئے اور ذرا سوچئے کہ میں کن کن طریقوں سے اپنے میاں کو اپنے قریب کر سکتی ہیں۔ پریشان بیٹھی ہوں گی سوچتی ہوں گی۔ خاوند نے یہ لفظ کہہ دیا۔ فلاں نے یہ کہہ اور فلاں نے یہ کہہ دیا۔ بجائے ان باتوں کو سوچ کے افسردہ اور رنجیدہ ہونے کے۔ آپ یہ کیوں نہیں سوچتیں کہ کونسا طریقہ ہے کہ جس سے میں اپنے خاوند کا دل جیت سکوں۔ مثال کے طور پر اگر کسی بیوی کو اپنے خاوند پر شک ہے کہ خاوند باہر کہیں غلط قسم

کا تعلق بنا چکا ہے تو اب اس کے دو طریقے ہیں۔ ایک تو یہ کہ محبت سے اپنے خاوند کو اتنا قریب کر لے کہ وہ کسی اور کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھے۔ اور ایک طریقہ یہ ہے کہ خاوند سے جھگڑا شروع کر دے۔ اکثر بیویاں سمجھ داری سے کام لینے کی بجائے الٹا جھگڑا کر کے اپنے کیس کو خراب کر لیتی ہیں۔ سنئے اور دل کے کانوں سے سنئے کہ اگر پتہ چل جائے کہ کشتی کے نیچے سوراخ ہے تو یہ طے کرنے کی بجائے کہ یہ سوراخ کیسے ہوا، پہلی بات یہ کہ اس سوراخ کو بند کرو۔ اگر آپ کو پتہ چل گیا ہے کہ خاوند کے کریکٹر (کردار) کی کشتی میں سوراخ ہو چکا ہے تو یہ جھگڑا کرنے کی بجائے کہ یہ سوراخ کیسے ہوا، کیوں ہوا، کس نے کیا، پہلے اس سوراخ کو بند کرو تا کہ کشتی ڈوب نہ جائے۔ اور وہ سوراخ اسی طرح بند ہوتا ہے کہ جب بیوی پہلے سے زیادہ محبت دے تا کہ خاوند کا دل باہر کی بجائے گھر میں اٹک جائے۔ جس خطرے کا بروقت احساس ہو جائے سمجھ لو کہ وہ خطرہ ٹل گیا۔

برموقع اور برمحل بات شوہر کے دل کو متاثر کرتی ہے

عقل مند بیویاں ہمیشہ اپنے خاوندوں کے دلوں کو جیتتی ہیں۔ بات اتنے اچھے انداز سے، برموقع اور برمحل کرتیں ہیں کہ خاوند کے دل میں اتر جاتی ہیں۔ اس لئے ایک شاعر نے عربی کے شعر میں کہا جس کا ترجمہ کچھ یوں بنتا ہے۔

"سلمیٰ کی باتیں ٹوٹے ہوئے ہار کے موتیوں کی طرح ہوتی ہیں"

تو اس کا مطلب یہ ہے اس کو اپنی محبوبہ کی باتیں ایسی لگتی تھیں جیسے ٹوٹے ہوئے ہار کے جو موتی ہیں جو جھڑ رہے ہیں۔

ہارون الرشید ایک مرتبہ کھانا کھا کر فارغ ہوا۔ اس کا خیال بنا کہ کھانا کھایا ہے ذرا باہر نکلتے ہیں۔ تو اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ چلو چاندنی رات ہے ذرا باہر چل کر چہل قدمی کر لیتے ہیں۔ بیوی کہنے لگی کہ امیر المومنین! آپ دو سوکنیں جمع کر

کے کیوں خوش ہوں گے۔ کہنے لگا، کیا مطلب؟ کہنے لگی ایک طرف میرا چہرہ ہوگا ایک طرف چاند ہوگا۔ دوسوکنوں کو آپ کیسے جمع کریں گے۔ تو بات سن کے ہارون الرشید خوش ہو گیا۔ اس طرح بیوی ایسی عقل مندی کی باتیں کرسکتی ہے کہ جس سے خاوند کے دل میں اس کی اور زیادہ محبت پیدا ہو جائے۔

ایک مرتبہ ہارون الرشید نے بیوی کو بتایا کہ دیکھو سورج گرہن لگ گیا۔ وہ...... دیکھو۔ دیکھ کر کہنے لگی کہ حقیقت یہ ہے کہ جب سورج نے میرا حسن دیکھا تو آگ بگولہ تھا اور آگ بگولہ ہو کر اس نے پردہ کرلیا اس لئے آج اس کو گہن نظر آرہا ہے۔ اب ہیں تو یہ الفاظ ہی مگر الفاظ ہی تو دوسرے کے دل کو خوش کر دیتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ زیب النساء مخفی جو بڑی شاعرہ بھی تھی اور وقت کی شہزادی بھی تھی۔ ایک مرتبہ باغ کے اندر چہل قدمی کر رہی تھی تو اس کا منگیتر عاقل خان وہ بھی کہیں سے اس طرف کو آنکلا۔ اس نے کیا کیا کہ چند پھول توڑے اور ان کا گلدستہ بنا کر اس نے زیب النساء کو تحفہ پیش کیا۔ اب یہ شاعرہ تھی تو جب اس نے یہ گلدستہ لیا تو شعر کہنے لگی۔

بگو اے عاشق صادق چرا گلدستہ آوروی
دل بلبل شکستہ زہر ما گلدستہ آوروی

[بتاؤ عاشق صادق! تم نے مجھے جو گلدستہ پیش کیا تو تم نے میرا دل تو خوش کیا۔ لیکن بلبل کے دل کو تو تم نے توڑ دیا]

کہ پھول توڑنے سے بلبل کا دل افسردہ ہوتا ہے۔ تو کیسا اس نے اچھوتا انداز اپنا کر بات کہی کہ اے عاشق! تو نے مجھے گلدستہ پیش کیا میرا دل خوش کرنے کیلئے مگر تو نے بلبل کا دل تو توڑ دیا۔ تو عاقل خان بھی آخر عاقل خان تھا۔ آگے سے کہنے لگا۔

برائے زینت دستک نہ ایں گلدستہ آوردم
بخوبی با توی زد گل پیشک بستہ آوردم

[کہ اے نازنین! میں نے آپ کے ہاتھوں کی زیب وزینت کے لئے گلدستہ پیش نہیں کیا بلکہ آپ کی موجودگی میں یہ پھول اپنے حسن وجمال کا دعویٰ کر رہے تھے۔ لہٰذا میں نے ان قیدیوں کو جکڑ کر آپ کی خدمت میں پیش کر دیا]

اب دیکھو ہے تو بات ہی۔ لیکن اس بات سے اس کا دل کتنا خوش ہوا ہوگا۔ تو عورت کو چاہیے کہ کچھ عقل سمجھ سے کام لے۔ پروردگار نے اسی لئے تو عقل دی ہوتی ہے۔ عقل سے فارغ ہو کر سوچنا کہ خاوند خود ہی مانے یا خاوند کو کوئی مجھ سے منا دے۔ یہ کیا بات ہوئی۔

ہارون الرشید کی ایک بیوی بہت خوبصورت تھی اور زیور نہیں پہنتی تھی۔ ہارون الرشید نے ایک دفعہ اس سے پوچھا کہ کیا بات ہے میں دوسری بیویوں کے اندر تو بڑا شوق دیکھتا ہوں اور تمہارے جسم پر میں اتنا زیور نہیں دیکھتا۔ تو وہ کہنے لگی بات یہ ہے کہ آپ کی دوسری بیویاں زیور کے ذریعے اپنے حسن میں اضافہ کرتی ہیں اور مجھے اللہ نے حسن ہی اتنا دے دیا کہ مجھے اب زیوروں سے اللہ نے بے نیاز کر دیا۔ ایک مرتبہ ہارون الرشید اپنی بیوی کی گود میں سر رکھ کے سو گیا۔ کچھ دیر کے بعد آنکھ کھلی تو دیکھا کہ تکیے پر سر ہے اور بیوی کاموں میں لگی ہوئی ہے۔ تو اس کو بڑا غصہ آیا۔ تو غصے میں اس نے بیوی سے کہا کہ کیوں اٹھ کے چلی گئی۔ وہ کہنے لگی امیر المومنین! اگر آپ میری ٹانگ پر سر رکھ کے سوئے رہتے۔ میں انسان ہوں کمزور ہوں۔ تھوڑی دیر کے بعد تھک جاتی اور میں ہلتی تو آپ کی نیند میں خلل آتا۔ میں نے تکیے پر آپ کو اس لئے سلایا تا کہ آپ زیادہ دیر آرام کر سکیں۔

اس لئے بات کرنے کا انداز بھی کوئی ہونا چاہیے۔ اے حسین عورت! اگر اللہ تعالیٰ نے تجھے حسن عطا کیا ہے تو بدکلامی سے اپنے چہرے کو نہ بگاڑا کر۔ اور اے بد

صورت عورت! اگر اللہ نے تجھے حسن سے محروم کیا ہے تو بد کلامی کے ذریعے اپنے اندر دوسرا عیب نہ پیدا کر۔

الوداع اور استقبال کے لمحات

ایک چیز جو بہت اہم ہے۔ مگر کچھ عورتیں کرتیں ہیں، کچھ نہیں کرتیں۔ وہ ہے خاوند کا استقبال کرنا اور خاوند کو الوداع کہنا۔ جب خاوند گھر سے رخصت ہونے لگے تو نیک بیوی ہمیشہ دروازے تک جائے اور نیک تمناؤں اور دعاؤں کے ساتھ اس کو رخصت کرے۔ آخری لمحے کی اس کی مسکراہٹ اس کے خاوند کو پورا دن یاد رہے گی۔ اور اسی طرح کام میں کتنی ہی کیوں نہ مصروف ہو۔ جب خاوند گھر میں آئے تو کاموں سے چند لمحوں کے لئے اپنے آپ کو فارغ کر کے مسکراتے چہرے سے اپنے خاوند کو سلام کرے۔ یہ خاوند کی باہر کی پریشانیوں کو ختم کر دیتا ہے۔ یہ استقبال اور الوداع یوں سمجھئے کہ عورت کی ازدواجی زندگی پر تو واجب کی مانند ہے۔

عرب عورتوں سے ایک مرتبہ سوال پوچھا گیا کہ تم اپنے خاوند کو الوداع کرتے ہوئے کیا کہتی ہو۔ تو مختلف عورتوں نے اپنے مختلف الفاظ بیان کیئے۔

ایک کہنے لگی۔ کہ فی امان اللہ . فی جوار اللہ میں یوں کہتی ہوں۔

دوسری نے کہا کہ میں تو کہتی ہوں۔

یا رب اعدہ لی سریعا و سلیما

اے اللہ! ان کو جلدی سلامتی کے ساتھ واپس لوٹا دینا۔

ایک نے کہا، میں تو یوں کہتی ہوں:

یارب احفظہ لی انہ زوجٌ مثالی وابٌ لا یعود اطفالی

اے اللہ ان کی حفاظت کرنا۔ یہ میرے مثالی خاوند ہیں۔ اور میرے بچوں کے ایسے باپ ہیں کہ ان کا کوئی نعم البدل نہیں۔

ایک نے کہا کہ میں تو اپنے خاوند کو الوداع ہوتے ہوئے کہتی ہوں:

هل سيعود لي ثانية.

ایسا لمحہ دوبارہ دیکھنے کی مجھے کب سعادت ملے گی۔

ایک نے کہا کہ میں تو کہتی ہوں:

اتق اللّٰہَ فینا و لا تطعمنا الا حلالاً۔

آپ اللہ سے ڈریے گا اور ہمیں وہی لا کر دیجئے گا جو حلال ہو۔

تو کیا ہماری عورتیں بھی اس قسم کا کوئی Message (پیغام) اپنے خاوند کو دیتی ہیں۔ ان کو تو پتہ ہی نہیں ہوتا کہ خاوند تیار ہو کر کب چلا گیا اور کب گھر میں آ گیا۔ یاد رکھنا جب اپنوں سے کوئی قصور ہوتا ہے تو اس میں کچھ نہ کچھ اپنا بھی قصور ہوتا ہے۔ اگر خاوند آپ کی طرف توجہ نہیں کرتا تو اس کا مطلب ہے کہ کچھ نہ کچھ قصور تو آپ کا بھی ہے۔ مانا کہ خاوند کا قصور زیادہ ہے مگر تھوڑا سہی ہے تو آپ کا بھی۔

شوہر کو گھائل کرنے کیلئے بیوی کے چند ہتھیار

شوہر کے دل میں محبت کے جذبات پیدا کرنے میں بعض چیزیں خاص اہمیت کی حامل ہیں۔ یوں سمجھیں کہ شوہر کو محبت سے گھائل کرنے کیلئے خاص ہتھیار ہیں جو اللہ تعالیٰ نے عورت کو عطا کیے ہیں۔ اب یہ ہر عورت کی اپنی اپنی صلاحیت ہے کہ وہ ان ہتھیاروں کو استعمال کرنے کا فن جانتی ہے یا نہیں۔ شوہر کے دل کا تالا اگر بند بھی ہے تو یہ ایسی چابیاں ہیں جن سے وہ بآسانی کھل سکتا ہے۔ توجہ سے سنئے۔

آنکھوں کا ہتھیار

سب سے پہلے انسان کی آنکھیں۔ یہ وہ کنجیاں ہیں کہ جن کے ذریعے سے عورت اپنے خاوند کے دل کے بند تالے کو آپ کھول سکتی ہے۔ مسکراتی آنکھیں

ہمیشہ دوسرے کا دل جیتتی ہیں۔ ہمیشہ دوسرے کو محبت کا پیغام دیتی ہیں۔ آپ ہمیشہ اپنے میاں کو نرم نگاہوں سے دیکھا کریں۔ مقصد آپ سمجھ گئیں۔ ہمیشہ اپنے میاں کو نرم نگاہوں سے دیکھا کریں کہ جب آپ دیکھیں تو خاوند سمجھے کہ یہ کہہ رہی ہے میں تو آپ پر قربان۔ جب آپ ایسی محبت بھری نگاہوں سے خاوند کو دیکھیں گی۔ کہ آپ کی نگاہیں ہی بول کر کہہ رہی ہوں کہ میں قربان تو پھر خاوند کے دل میں آپ کی محبت ضرور پیدا ہوگی۔

باتوں کا ہتھیار

اسی طرح موقع محل کے مناسب پیار کی بات کہہ دینا۔ یہ خاوند کے دل کے خوابیدہ تاروں کو چھیڑ دیتا ہے اور خاوند کے دل کے تالوں کو کھول دیتا ہے۔ ہم نے یہ دیکھا کہ فرنگی عورتیں اپنے خاوندوں کے ساتھ محبت والفت کے جذبات کہنے میں حد سے زیادہ کھلی ہوتی ہیں۔ جب کہ ہماری مسلمان عورتیں یہ حد سے زیادہ اس میں کنجوس ہوتی ہیں۔ یہ دو Extremes (انتہائیں) ہیں۔ ادھر ایسی کہ ایسی ایسی باتیں کریں گی کہ سن کے دوسرا بندہ آنکھیں نیچی کر لے گا۔ اتنی کھلی ڈلی باتیں اور ہماری بچیاں یہ اتنی Reserve ہو جاتی ہیں کہ اپنے میاں سے ہی بات نہیں کر پاتیں۔ اور یہ بہت بری غلطی ہے۔ ان کے Feelings (محسوسات) ہوتے ہیں لیکن وہ ان کو Express (بیان) نہیں کر پاتیں۔ یاد رکھنا جو بیوی Expressive (بولنے والی) نہیں ہوگی۔ اس کی زندگی خوشیوں بھری نہیں ہو گی۔ سارے جہان کے لئے آپ گونگی بن جائیں مگر اپنے میاں کو تو اپنے احساسات اور جذبات پہنچائیں۔ مثال کے طور پر اگر کبھی دیکھا کہ خاوند پریشان نظر آتا ہے۔ تو کہہ دیا ''کیوں چپکے چپکے میرے سرکار نظر آتے ہیں''۔ تو اس چپکے چپکے کی کیفیت میں آپ اگر خوش ہو کر دیکھیں، مسکراتی نگاہوں سے تو آپ کا یہ ایک

فقرہ آپ کی خاوند کی بدلی ہوئی کیفیت کو ختم کر کے رکھ دے گا۔

اسی طرح کبھی یہ کہیں کہ ''میں آپ کو جب تک دیکھ نہ لوں مجھے سکون نہیں آتا'' ایک چھوٹا سا یہ فقرہ ہے۔ کہ میں جب آپ کو دیکھ نہ لوں مجھے سکون نہیں آتا۔ لیکن یہ خاوند کے دل میں آپ کی محبت کے جذبات پیدا کر دیگا۔ یا خاوند سفر سے واپس آیا۔ تو اس کو آپ اپنے محبت کے لمحات میں کہہ سکتی ہیں کہ دن تو کام کاج میں گزر ہی جاتا تھا۔ مگر رات تو گزرتی ہی نہیں تھی۔ کسی کی روتے کٹے کسی کی سوتے کٹے۔ میری تو نہ روتے کٹتی تھی نہ سوتے کٹتی تھی آپ بہت یاد آتے تھے۔ اب آپ نے اگر اس قسم کا لفظ کہہ دیا۔ کہ آپ مجھے بہت یاد آتے تھے۔ ان الفاظ سے آپ کے میاں کا دل ہر طرف سے کٹ کے آپ کے ساتھ پیوست ہو جائے گا۔ کبھی اگر خاوند نے آپ کو پکارا ہے تو آپ نے کہا کہ میں حاضر ہوں۔ اس قسم کا الفاظ کا استعمال کرنا کہ جس سے دوسرے کو محبت کا میسج ملے۔ یہ بیوی کے لئے انتہائی ضروری ہوتا ہے۔

تو دو مسکراتی آنکھیں یہ آپ کے پاس چابی ہے۔ زبان آپ کے پاس ایک چابی ہے۔ میٹھے بول بولیے اپنے خاوند کا دل جیت لیجئے۔

خوشبو کا استعمال

اسی طرح خوشبو کا استعمال آپ کے پاس ایک چابی ہے۔ قدرتی بات ہے کہ مرد ہو یا عورت خوشبو ہر ایک کو اچھی لگتی ہے۔ ہمارے محبوب ﷺ نے خوشبو کو پسند فرمایا۔ پوری دنیا کے انسان فطری طور پر خوشبو کو پسند کرتے ہیں۔ لہٰذا آپ ہمیشہ اچھی خوشبو استعمال کریں کہ خاوند جس کو سونگھنا پسند کرے۔ خوشبو سونگھنے سے انسان کے دل میں محبت کے جذبات موجزن ہوتے ہیں۔ اسی لئے بیوی کو چاہیے کہ وہ ایسی خوشبو استعمال کرے کہ وہ زیادہ نہ پھیلے مگر خاوند قریب آئے تو اس کے

دل کو وہ جیت لے

ہاتھوں کی کنجی

دو ہاتھ، یہ بھی کنجیاں ہیں۔ جب آپ کسی موقع پر بات کرتے ہوئے اپنا ہاتھ اپنے خاوند کے ہاتھ میں دے دیں گی۔ یا اپنے خاوند کے کندھے پر رکھ دیں گی۔ تو آپ کی بات کرنے کا خاوند پر اثر ہی کچھ اور ہوگا۔ اس میں اپنائیت آجائے گی۔ محبت آجائے گی۔ تو ہاتھ بھی اللہ رب العزت کی نعمت ہے۔

محبت بھرا بوسہ

اور ایک چیز جس کو کہتے ہیں۔ التزو۔ بوسہ۔ حدیث پاک میں ہے نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جب تم اپنی بیوی کے قریب ہونا چاہو تو اس کو پیغام دیا کرو۔ صحابہ نے عرض کیا، اے اللہ کے نبی! کیا پیغام دیا کریں۔ فرمایا کہ بوسہ محبت کا پیغام ہے۔ جب تم بیوی سے اکٹھا ہونا چاہو تو اگر بوسہ دو گے تو پیغام پہنچ جائے گا۔ یہ بوسہ ایسی گونگی چیز ہے کہ یہ سب کچھ ہی کہہ دیتا ہے۔ یہ بوسہ ایسی گونگی چیز ہے دنیا جہان کا پیغام پہنچا دیتا ہے۔ یاد رکھنا جو میاں اپنی بیوی کا دل بوسے سے نہیں جیت سکا اب وہ اس کا دل تلوار سے بھی نہیں جیت سکتا۔ اسی لئے اگر کبھی دیکھیں کہ دلوں میں کچھ کدورت محسوس ہو رہی ہے۔ فرق محسوس ہو رہا ہے تو اللہ رب العزت نے آپ کو یہ نعمت دی ہے۔ اس نعمت کو استعمال کیجئے اور دوسرے بندے کو اپنی محبت کا پیغام پہنچا دیجئے۔

اداؤں کے تعویذ

یہ جو عورتیں تعویز لینے آتی ہیں ناں...... کہ حضرت تعویذ دیں میرا خاوند میرے ساتھ ٹھیک نہیں تو مجھے بڑی حیرانی ہوتی ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ یہ جوان العمر

بیوی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو عقل دی، سمجھ دی، تعلیم دی، شکل دی، سب کچھ دیا اور یہ تعویز مانگتی پھرتی ہے۔

یاد رکھنا، عورت اگر نیکوکار سمجھ دار ہو تو اس کی ہر ادا مرد کے لئے تعویذ ہوتی ہے اللہ نے مرد کے دل میں عورت کی کشش ہی ایسی رکھ دی ہے۔ مرد کے دل میں عورت کی طرف مقناطیسیت ہی ایسی رکھ دی ہے کہ عورت کی ہر ادا مرد کے لئے تعویذ ہوتی ہے تو اللہ نے تمہیں تو اداؤں کے تعویذ دیئے۔ باتوں کے تعویذ دیئے ان تعویذوں کو کیوں نہیں استعمال کرتیں۔ کاغذ کے تعویذوں کے پیچھے کیوں بھاگتی پھرتی ہو۔ نتیجہ کیا ہوتا ہے کہ تھکا ہوا خاوند آتا ہے اور آگے سے بیوی بھی تھکی بیٹھی ہوتی ہے۔ اب تھکا ہوا بندہ تھکی ہوئی بیوی سے کیا فرحت پائے گا۔ تو Fresh (تروتازہ) ہوا کریں جب خاوند آئے اور اس کے سامنے محبت پیار کی بات کیا کریں اور کھلے چہرے سے استقبال کیا کریں۔ پھر دیکھیں کہ گھر کے اندر کیسے خوشیاں آتی ہیں۔

خاوند کی تعریف کرنا صحابیات کی سنت ہے

اور ایک بات ذہن میں رکھنا کہ اپنے خاوند کی تعریف کرنا عیب نہیں بلکہ بہت بڑی نیکی اور صحابیات کی سنت ہے۔ وہ اپنے خاوندوں کی تعریف کرتی تھیں۔ دیکھیں۔ جب آپ کسی کی اچھی باتوں پر اس کی تعریف کریں گی۔ تو صاف ظاہر ہے کہ وہ اپنی بری باتوں کو بھی اچھا بنانے کی کوشش کرے گا۔ مگر آپ تو زبان پر تعریف لانا گوارا ہی نہیں کرتی۔ ایسا ہم نے کئی مرتبہ سٹڈی کیا کہ خاوند کی تعریف کرتے ہوئے عورت کی زبان گنگ ہو جاتی ہے۔

سنئے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی علیہ السلام کی کیسی کیسی تعریفیں کرتی تھی۔ حیران ہوتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے نبی علیہ السلام کی شان میں اشعار کہے۔

لنا شمسا و للآفاق شمس

ایک آسمان کا بھی سورج ہے اور ایک ہمارا بھی سورج ہے

وشمس خیر من شمس السماء .

لیکن میرا سورج آسمان کے سورج سے زیادہ بہتر ہے

فان الشمس تطلع بعد الفجر .

اس لئے کہ آسمان کا سورج فجر کے بعد طلوع ہوتا ہے

وشمسی تطلع بعد العشاء

اور میرا سورج تو عشاء کی نماز کے بعد طلوع ہوتا ہے

اب بتائیں جب بیوی پیار کے ان الفاظ سے خاوند کی تعریف کرے گی تو خاوند کی مت ماری گئی کہ وہ بیوی کو پیار نہیں دے گا۔ اس لئے فرمایا کرتی تھیں۔

لوامی زلیخا لو راین جزینه . لاثرن قطع بالقلوب العدل یدیع

کہ اگر زلیخا کو ملامت کرنے والی عورتیں کبھی میرے محبوب کی جبیں جانی کو دیکھ لیتیں۔ تو وہ اپنے ہاتھوں کو کاٹنے کی بجائے اپنے دل کے ٹکڑے کر بیٹھتیں۔ کیا آپ نے بھی اپنے خاوند کی محبت میں کوئی فقرہ بولا یا کوئی شعر بولا۔ آخر اللہ نے آپ کو زبان جو دی۔ اپنی حمد کیلئے دی ہے۔ اپنے محبوب کے درود کے لئے دی ہے۔ اور اس لئے دی کہ آپ اپنے محسن اپنے خاوند کی تعریف کریں، اس کا شکر ادا کریں۔ اگر آپ یہ کام نہیں کرتیں تو پھر کیوں شکوے کرتی ہیں کہ خاوند توجہ نہیں دیتا۔ باہر اگر کوئی غیر محرم عورت دو بول بول دے گی تو آپ کی زندگی پر وہ ڈاکہ ڈال دے گی۔ اپنے خاوندوں کو گناہوں سے بچایئے۔ گھروں میں پیار دیجئے ایسا نہ ہو کہ پیار کی تلاش میں وہ گلیوں بازاروں کے چکر کاٹتے پھریں۔

خاوند کی ضرورت پوری کرنے سے انکار نہ کریں

اور آخری بات اور سب سے بڑی بات شریعت نے کہا کہ جب خاوند کو اپنی بیوی کے ساتھ ملنے کی خواہش ہو تو بیوی اگر پاکیزہ حالت میں ہے تو کبھی بھی ملنے سے انکار نہ کرے۔ حدیث پاک میں ہے کہ اگر یہ اونٹ پر بھی سوار ہے تو نیچے اترے اور خاوند کی خواہش کو پورا کرے۔ حدیث پاک میں ہے اگر یہ تنور کی آگ پر بھی کھڑی ہے تو پیچھے ہٹے اور خاوند کی بات کو پورا کر کے پھر کام کرے۔ اور آج کی لڑکیاں اپنے خاوندوں سے اپنی بات منوانے کے لئے اس کو آلے کے طور پر استعمال کرتی ہیں۔ یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ اس سے بڑا ابلنڈر کوئی بیوی اپنی زندگی میں کر نہیں سکتی کہ خاوند تو اس کے قریب ہونا چاہے اور وہ دور ہو کہ نہیں ابھی نہیں پھر سہی۔ یہ تمام باتیں خاوند کو غیر مطمئن کر دیتی ہیں۔ چنانچہ وہ اطمینان کے لئے دوسروں کو تلاش کرتا ہے۔

افسوس کے ساتھ بتایا جا رہا ہے۔ ایک عالم تھے۔ ان کا کاروبار بہت اچھا تھا۔ کروڑوں کے مالک تھے۔ وہ میرے سامنے آ کر آنسوؤں سے رو پڑے۔ حضرت میں شریعت کا پابند رہنا چاہتا ہوں۔ کروڑوں پتی انسان ہوں لیکن میری بیوی ذرا ذرا سی بات پر مجھ سے ذرا رخ پھیر کے سو جاتی ہے۔ کئی کئی دن گزر جاتے ہیں میں اس کو کہتا بھی ہوں کہ مجھے ضرورت ہے لیکن وہ میری بات نہیں سنتی وہ اس کو ہتھیار کے طور پر استعمال کرتی ہے اب یہ حال ہے کہ میرا بھی زنا کرنے کو جی چاہتا ہے۔ وہ آنکھوں سے رو پڑا کہ جب ایک ایک مہینہ بیوی قریب نہیں آنے دے گی، میری بھی جوانی کی عمر ہے میں کیسے اپنی نگاہوں کو بچاؤں گا، مجھے آپ حل بتا دیجئے۔ دوسری شادی میں کرنا نہیں چاہتا کہ میرے والدین دکھی پریشان ہوں گے اور بیوی سمجھتی نہیں [illegible] ناوند اگر گناہ کرے گا تو اس کے اس زنا میں

برابر کی گناہ گار اس کی بیوی بھی بنے گی۔عورتیں یہ مت سوچیں کہ ہم بڑی پاکدامن ہیں۔گھر میں رہتی ہیں۔اگر آپ اپنے خاوند کو اپنے قریب ہونے سے انکار کرتی ہیں یا آگے پیچھے معاملہ کر دیتی ہیں۔اگر آپ کے خاوند نے باہر جا کر نگاہ غیر محرم پہ ڈالی تو قیامت کے دن آپ کے گلے میں بھی رسی ڈالی جائے گی کہ تجھے ہم نے بنایا کس لئے تھا، تجھے نکاح میں جوڑا کس لئے تھا، تو کس مرض کی دوا تھی اگر تو اپنے خاوند کی یہ پیاس بھی نہ بجھا سکی تو پھر تو نے خاوند کا حق کیسے ادا کیا۔اس لئے نیک بیویاں اپنی ذمہ داریوں کو ہمیشہ پورا کرتی ہیں اور اپنے خاوند کو گھر میں ایسا سکون دیتی ہیں کہ اس کو سکون کی خاطر کسی اور کی طرف نگاہ اٹھانے کی ضرورت نہیں رہتی۔

اب تک جو باتیں کیں یہ صرف عورتوں کو سمجھانے کیلئے کیں۔اس کا یہ مطلب نہیں کہ خاوند کچھ نہ کرے۔خاوندوں کو خاوندوں کی باتیں تو خاوندوں کی مجلس میں بتائیں گے۔عورتوں کی مجلس میں عورتوں کی باتیں بتائیں گے۔اس لئے کوئی عورت یہ مت سمجھے کہ جی سارے کام عورت کو ہی بتا رہے ہیں مرد کو تو بتا ہی کچھ نہیں رہے۔بھئی مردوں کی محفل میں مردوں کو بتائیں گے۔آپ کو کیا پتا کہ ان کو علیحدہ محفلوں میں ہم کتنا ڈانٹ ڈپٹ کر لیتے ہیں۔اب بیویوں کے سامنے تو یہ کام نہیں نہ کر سکتے۔ہم نے جوڑنا ہے کسی کو توڑنا تو نہیں کہ کل کو خاوند بیان میں نہ آئیں۔او جی یہ تو بیویوں کے سامنے ہمیں ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہیں، ہم تو بیان ہی سننے نہیں جاتے۔تو حکمت کا تقاضا یہ کہ خاوند کو خاوند کے فرائض بتائے جائیں۔اور بیوی کو بیوی کے فرائض بتائے جائیں۔

رب کریم ہمیں پرسکون زندگیاں نصیب فرمائے۔اور ہمیں اپنا اپنا فرض منصبی پورا پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جنتی عورت

شوہر کی فرمانبردار

از افادات

پیر طریقت رہبر شریعت مفکر اسلام

محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

جنتی عورت......شوہر کی فرمانبردار

الحمد لله و کفیٰ و سلام علیٰ عباده الذين اصطفیٰ اما بعد !

فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم ٥

بسم الله الرحمن الرحيم ٥

و من ايته ان خلق لكم من انفسكم ازواجا لتسكنوا اليها و جعل بينكم مودة و رحمة ان في ذلک لايت لقوم يتفكرون ٥

سبحان ربک رب العزة عما يصفون. و سلام على المرسلين.

والحمد لله رب العالمين.

اللهم صل على سيدنا محمد و على آل سيدنا محمد و بارک وسلم

آج کا موضوع

احادیث میں جنتی عورت کے بارے میں بہت تذکرے ہیں کہ کون سی عورت جنت میں جائے گی۔ دل میں خیال آیا کہ آج اس نظر سے چند احادیث جمع کر کے آپ کی خدمت میں پیش کی جائیں۔ احادیث مبارکہ میں جنتی عورت کی جو نشانیاں بتائی گئی ہیں ان نشانیوں کو ذرا آپ کے سامنے کھولا جائے تاکہ آپ اپنی زندگی کا اسکے ساتھ موازنہ کر سکیں اور دیکھ سکیں کہ آپ کی زندگی اس کے مطابق ہے یا نہیں۔ کیا آپ کے اندر جنتی عورت کی نشانیاں موجود ہیں یا کچھ کمی کوتاہی ہے۔ اور اگر کمی کوتاہی ہے تو ابھی کچھ نہیں گیا، اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لیں، اپنی زندگی کو

بدل لیں۔ ہم چاہیں تو سب گناہوں سے معافی مانگ سکتے ہیں اور اپنے ناراض پروردگار کو منا سکتے ہیں اور اپنے اندر جنتیوں والے اعمال پیدا کر سکتے ہیں۔ لہٰذا ان باتوں کو ذرا توجہ سے سنئے گا۔ یہ مقدر کا فیصلہ ہوتا ہے، یہ زندگی کا فیصلہ ہوتا ہے کہ کون جنتی اور کون جہنمی۔ ہم اپنے آپ میں اپنے آپ کو اچھا سمجھتے پھریں لیکن اس اچھائی کا کیا فائدہ کہ جس کو اللہ تعالیٰ کے محبوب ہی اچھا نہ کہیں۔

جنتی عورت کون؟

دیکھنا تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جنتی عورت کون ہوگی۔ اب ایک عورت کہے کہ میں بہت ہی زیادہ خوبصورت ہوں۔ تو بھئی قیامت کے دن چہرے کی خوبصورتی کو تو نہیں دیکھا جائے گا۔ ایک عورت کہے کہ میں بڑی پڑھی لکھی ہوں، میں نے ایم اے اکنامکس کیا ہوا ہے، بھئی آپ کے ایم اے کرنے کا کیا فائدہ، قیامت کے دن تو اس تعلیم کو کوئی نہیں پوچھے گا۔ کوئی عورت کہے کہ میں بڑی مالدار ہوں، بھئی آپ کے مالدار ہونے کا کیا، جب تک کہ اس مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کر کے اپنے رب کو راضی نہیں کرے گی۔ ایک عورت کہے کہ مجھے کپڑے پہننے، سینے، اوڑھنے کا بڑا سلیقہ ہے، جو کپڑے میں بنا کر پہنتی ہوں، وہی فیشن بن جاتا ہے۔ بھئی مانا کہ آپ میں ناز نخرہ بھی بہت ہے اور آپ میں کلر میچنگ کی سینس بھی بہت ہے اور آپ کے پاس فیشن کے نئے نئے آئیڈیاز اتنے ہیں کہ نماز میں کھڑی ہوئی آپ اپنے کپڑوں کو ڈیزائن کر رہی ہوتی ہیں، مگر دیکھنا تو یہ ہے کہ اس کا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نظر میں بھی کوئی مقام ہے یا نہیں۔ تو ہم اپنی طرف سے بڑے باتونی بنتے ہیں کہ جی میں بڑی سمجھدار ہوں...... بڑی معاملہ فہم ہوں...... میں خاوند کو پہچانتی ہوں...... میں محفل میں بات کرنا جانتی ہوں...... میں قادر الکلام ہوں...... میں اپنی فیلنگز کو ایکسپریس کر سکتی ہوں۔ آپ کی ان تمام

خوبیوں کا کیا فائدہ اگر اللہ رب العزت کے ہاں ت خوبی سمجھی ہی نہیں جائے گی۔ مقصد تو یہ ہے کہ جن خوبیوں کو اللہ تعالیٰ خوبی فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے رسول خوبی فرماتے ہیں، اصل خوبی تو وہ ہوتی ہے۔ باقی چیزیں تو خوبی نہیں کہلائیں گی۔ تو دیکھنا یہ ہے کہ احادیث کے آئینے میں جنتی عورت کی نشانیاں کیا ہیں اور یہ نشانیاں ہمارے اندر موجود ہیں یا نہیں۔ ہونا وہی ہے جو پروردگار نے کہہ دیا اور جو اللہ تعالیٰ کے محبوب نے بتلا دیا۔ ہماری مرضی سے ہمیں جنت نہیں ملنی، اللہ تعالیٰ کی مرضی سے ہمیں جنت ملنی ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم ان احادیث کو دل کے کانوں سے سنیں اور پھر اپنی زندگی کو اس کے مطابق دیکھیں اور اس کو ڈھالنے کی کوشش کریں اور اگر زندگی اس کے مطابق ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور ان عملوں پر ہمیشہ استقامت مانگیں کہ موت تک ہم ان اعمال پر لگے رہیں۔

جنتی عورت کی تین نشانیاں

ایک حدیث پاک میں ہے۔ انس ابن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

الا اخبرکم بنساء کم فی الجنة . قلنا بلیٰ یا رسول الله ﷺ قال کل ودودٍ ولود اذا غَضِبَتُ اَوُ اُسِیئَ الیها او غَضِبَ زوجها قالت هٰذہٖ یدی فی یدک لا اکتحل بغمض حتیٰ ترضی

فرمایا کہ ”کیا میں تمہیں نہ بتلاؤں تمہاری ان عورتوں کے بارے میں جو جنت میں جائیں گی“۔ اب ذرا غور کیجئے کہ اللہ رب العزت کے محبوب کا کتنا بڑا احسان ہے عورتوں پر کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب نے نشانیاں بتا دیں۔ فرمایا کیا میں تمہیں خبر نہ دوں ان عورتوں کے بارے میں جو جنت میں جائیں گی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آگے سے عرض کیا۔ کیوں نہیں، اللہ کے نبی ﷺ! ضرور بتائیے۔

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ ودود. خاوند سے محبت کرنے والی۔ ولود۔ بچے جننے والی۔ اذا غضبت ۔جب وہ عورت کبھی غصے میں آجائے۔ او اسیئ الیھا ۔یا اس عورت کو خاوند کوئی دل جلانے والی بات کردے۔ او غضب زوجھا ۔یا اس کا خاوند اس سے ناراض ہوجائے۔تو تین صورتیں بتائی گئیں۔ عورت کو کسی بات پر غصہ آجائے یا عورت کو کوئی ایسی بات کہہ دی جائے جو اس کا دل جلادے یا اس کا خاوند غصے میں آجائے ۔ان تینوں صورتوں میں وہ عورت کہے۔ھذہٖ یدی فی یدک ۔ یہ میرا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ لا اکتحل بغمض حتیٰ ترضی ۔ میں اس وقت تک نہیں سوؤں گی جب تک کہ آپ مجھ سے راضی نہیں ہوجائیں گے

جنتی عورت کی پہلی نشانی ودود

اب اس حدیث پاک پر ذرا غور کیجیے۔ پہلی نشانی بتائی گئی کہ ودود۔ عربی میں ود محبت کو کہتے ہیں، ودود محبت کرنے والی کو کہتے ہیں۔یعنی اپنے خاوند سے محبت کرنے والی یا دوسرے الفاظ میں خاوند کی عاشقہ۔ جب اتنی محبت ہو کہ جس کی وجہ سے اس کو شوہر کی ناراضگی بھی اچھی لگے۔ مراد یہ کہ خاوند اگر اس سے غصے بھی ہو تو اس کو غصہ نہ آئے۔ جیسے بچہ کوئی الٹا سیدھا کام بھی کردیتا ہے تو ماں ہنستی مسکراتی رہتی ہے اس محبت کی وجہ سے جو اس کو بچے کے ساتھ ہے۔ اسی طرح۔ ودود۔ وہ بیوی ہوگی کہ اگر کسی بات پر خاوند کو غصہ بھی آجائے تو بھی اس کو محبت کی وجہ سے اس کی ناراضگی دکھ نہ دے۔اور واقعی جن کو محبت ہوتی ہے تو وہ خوشی میں تو خوش ہوتے ہی ہیں لیکن اگر محبوب ناراض ہوجائے تو ان کو ناراضگی بھی پسند آتی ہے اور وہ کہتے ہیں جی وہ تو ناراض ہو کر بھی خوبصورت لگتی ہے۔تو معلوم ہوا کہ ودود وہ عورت ہے کہ جس کو خاوند سے اتنی محبت ہو کہ اس محبت کی وجہ سے

اس کو خاوند کے عیب بھی عیب نظر نہ آئیں۔

محبت کی تعریف کی گئی ہے کہ محبت اس کو کہتے ہیں کہ محبوب کے عیب بندے کی نظر سے اوجھل ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ جن لوگوں کو نفسانی اور شیطانی جنسی محبتیں ہوتی ہیں اگر ان میں سے لڑکی کو سمجھایا جائے کہ اس لڑکے کے اندر تو یہ عیب ہے، یہ عیب ہے۔ وہ کان سے سنے گی ہی نہیں۔ اس کو کہو کہ وہ تو پڑھا لکھا ہوا نہیں، کہے گی بس مجھے وہی اچھا۔ اس سے کہو کہ اس کا کوئی کاروبار ہی نہیں، کہے گی میں کرلوں گی گزارہ۔ اب جتنا مرضی اسے سمجھاؤ اس کو بات سمجھ ہی نہیں آتی۔ اس لئے کہ محبت محبوب کے عیبوں پر پردہ ڈال دیتی ہے۔ اسی طرح ودود وہ عورت ہوگی کہ خاوند کی اچھائیاں تو اس کو اچھائیاں لگتی ہی ہیں اتنی محبت کہ اگر کوئی برائی بھی ہے تو اس کو اس سے بھی پیار آتا ہے۔ اتنی ٹوٹ کر محبت کرنے والی، اس کو ودود کہتے ہیں۔ کڑوی بھی خاوند کہے تو اس کو میٹھی لگے۔

اور یہ چیز اگر آپ بیٹے کے معاملے میں سوچیں تو آپ کو یہ بات جلدی سمجھ میں آجائے گی کہ بیٹا غلطی بھی کرلے تو آپ کو وہ غلطی اتنی بری نہیں لگتی جتنا دوسروں کے بچوں کی غلطی بری لگتی ہے۔ اس محبت کی وجہ سے جو آپ کو اپنے بیٹے کے ساتھ ہے۔ اسی طرح ودود وہ عورت ہوگی کہ جو خاوند کی عاشقہ ہو، محبت کرنے والی ہو، ٹوٹ کر پیار کرنے والی ہو اور غیر کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنا ہی گوارا نہ کرے، شوہر پر فریفتہ ہو۔ ایسی عورت کو ودود کہتے ہیں۔ تو یہ جنتی عورت کی پہلی نشانی بتائی گئی۔

اپنا موازنہ کیجئے

اب ذرا اس خوبی کو اپنی زندگی میں دیکھیں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ آپ کو اپنے خاوند کی اچھائیاں بھی اچھائیاں نظر نہیں آتیں۔ کتنے لوگ ہیں جو اچھائی کے ساتھ

زندگی گزارتے ہیں اور ذرا سی کوئی بات خلاف مزاج ہو جائے تو بس ان کا غصہ پھر قابو میں نہیں ہوتا۔ اب سوچئے کہ آپ اللہ کے ہاں ودود کیسے بنیں گی۔ ودود اس کو کہتے ہیں جو اپنے شوہر پر فریفتہ ہو۔ لوگ بھی محسوس کریں کہ یہ تو ہر وقت خاوند کی ہی باتیں سوچتی ہے، خاوند ہی کی باتیں کرتی رہتی ہے اور خاوند کے بارے میں ذرا اِدھر اُدھر کی بات سننا گوارا ہی نہیں کرتی۔ اور حالت تو یہ ہے کہ آج کل کی جوان لڑکیاں میکے گھر میں جاتی ہیں تو خاوند کے گلے کرنے کے سوا کوئی کام ہی نہیں ہوتا۔ سہیلیوں میں بیٹھتی ہیں تو اپنے خاوند کی برائی کرنے کے سوا کام ہی نہیں ہوتا۔ پانچ منٹ کے لئے ائیر پورٹ پر کسی عورت کے ساتھ ملنا ہو تو پانچ منٹ میں اسے خاوند کی سب الٹی سیدھی باتیں سنا دیتی ہیں۔ کیا اس کو ودود کہیں گے...... ہرگز نہیں۔

لہٰذا اس خوبی کو اپنے اندر پیدا کیجئے۔ اللہ رب العزت نے اسے آپ کی زندگی کا ساتھی بنایا، آپ کا حاکم بنایا۔ اب اس کے ساتھ خود محبت پیدا کرنے کی تدبیریں اختیار کیجئے۔ ودود کہتے ہیں محبت کرنے والی۔ تو اب اپنے خاوند سے جس طرح بھی محبت بڑھ سکتی ہے۔ اس محبت کو آپ بڑھانے کی کوشش کیجئے۔

جنتی عورت کی دوسری نشانی ولود

دوسری صفت بتائی گئی ولود۔ ولود کہتے ہیں زیادہ بچے جننے والی یعنی کچھ عورتیں زیادہ بچے جننے والی ہوتی ہیں اور وہ بچے جننے سے گھبراتی بھی نہیں ہیں اور کچھ آج کل کی ماڈرن تعلیم ایسی ہے کہ بچہ ایک ہی اچھا۔ اور کہیں یہ کہتے ہیں کہ بچے دو ہی اچھے۔ اور کہیں کہتے ہیں پہلا بچہ ابھی نہیں، دوسرا بچہ پھر کبھی اور تیسرا بچہ کبھی نہیں۔ تو نبی علیہ السلام نے جنتی عورت کے بارے میں کہا کہ ولود ہوتی ہے زیادہ بچے جننے والی ہو۔ یاد رکھیں اس نیت سے کہ بچے ہوئے تو ہم زندگی کو

انجوائے نہیں کرسکیں گے، بچوں کا روکنا حرام ہے۔ اس وجہ سے بچوں کو روکنا کہ ہم ان کو Afford (برداشت) نہیں کرسکیں گے، یہ حرام ہے۔ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں فرمایا کہ

نحن نرزقکم وایاھم

تمہیں بھی ہم رزق دیتے ہیں اور ان بچوں کو بھی ہم رزق دیتے ہیں

تو گویا اس وجہ سے بچوں کی رکاوٹ کی کوئی تدبیر کرنا منع ہے۔ ہاں اگر کوئی میڈیکل وجہ ہے کہ عورت کمزور ہے، بار بار حاملہ بن نہیں سکتی، صحت پر اثر پڑتا ہے، ڈاکٹروں نے مشورہ دے دیا کہ آپ کی طبیعت اب ایسی ہے کہ آپ کچھ وقفہ دیں تو اب ڈاکٹر کی بات پر عمل کرنا شرعاً جائز ہوگا۔ چونکہ ایک عذر ہے اس لئے اس عذر کا شریعت نے لحاظ رکھا ہے۔

کفر کے ماحول میں اولاد کا تصور

عام زندگی میں جیسے کفار کے ماحول میں، وہاں تو عورت کو بچے کا ہونا ہی مصیبت نظر آتا ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ سڈنی سے ایک آدمی سنگاپور کی طرف روانہ ہوا تو اسی جہاز میں ایک فرنگی جوڑا بھی بیٹھ گیا۔ ان کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی شان کہ وہ قریب کی سیٹ پر بیٹھے تو وہاں پر ان کی باتیں ہونے لگیں۔ تو اس نوجوان نے ان سے یہ پوچھ لیا کہ بھئی آپ کی شادی کو اتنا عرصہ ہوا، آپ نے اولاد کے بارے میں کیا پلاننگ کی ہے۔ تو وہ دونوں مسکرا کر کہنے لگے کہ ہم نے یہ پلاننگ کی ہے کہ ہم بچہ ہونے ہی نہیں دیں گے۔ اس نے کہا، وہ کیوں؟ کہنے لگے ہم نے آپس میں یہ طے کرلیا ہے کہ ہم ایک کتا گھر میں پالیں گے، بس اسی سے محبت کریں گے وہ وفادار ہوتا ہے اور اولاد بے وفا ہوتی ہے، ہمیں بچے نہیں چاہئیں۔ تو کفر کے ماحول میں آج اولاد کے بارے میں یہ سوچا جاتا ہے۔

دین اسلام میں اولاد کا تصور

اسلام کے ماحول میں نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جنتی عورت کی نشانی۔ولود۔زیادہ بچے جننے والی۔اس لئے حدیث پاک میں آتا ہے کہ قیامت کے دن اگر میری امت زیادہ ہوگی تو اس بات پر میں فخر کروں گا۔تو دین اسلام نے تو عورت کو کہا کہ تم تو بھئی مجاہد تیار کرنے والی فیکٹری ہو اس لئے جتنے مجاہد تیار کرو گی اتنا ہی زیادہ تمہیں اجر ملے گا۔اور حدیث پاک میں آیا ہے کہ جتنے بچے ہوں گے، وہ نیکی پر آئیں گے تو ان کے ہر ہر سانس کے بدلے اللہ تعالیٰ والدین کے نامہ اعمال میں ایک نیکی عطا فرمائیں گے۔تو یہ بچے تو صدقہ جاریہ ہوتے ہیں۔لہذا عورت کو چاہیے کہ وہ بچے پالنے سے نہ گھبرائے۔یعنی بچے پالنے سے گھبرا کر کہنا کہ بچے نہیں ہونے چاہئیں، یہ اسلام میں جائز نہیں۔

حاملہ عورت کیلئے اجر و ثواب

اس لئے حدیث پاک میں آیا ہے کہ جو عورت اپنے خاوند سے حاملہ ہوتی ہے اللہ رب العزت اس کو دن میں روزہ دار آدمی کا ثواب دیتا ہے اور رات کو سوتی ہے تو شب بیدار بندے کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔اب یہ عورت فقط حاملہ ہے۔یہ کوئی دن میں روزہ نہیں رکھ رہی۔رات کے اندر یہ عبادتیں نہیں کرتی۔دن میں بھی آرام کرتی ہے، رات کو بھی سوتی ہے۔مگر اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں لکھواتے ہیں کہ اس کا ہر دن روزہ دار کی مانند لکھا جائے اور ہر رات شب بیدار کی مانند لکھی جائے۔اب عورتیں اندازہ لگائیں کہ اس سے وہ کتنے بڑے بڑے اعمال کا اجر پالیتی ہیں۔

اور ایک روایت میں آیا ہے کہ جب عورت کے بچہ ہونے لگتا ہے اور اس کو

دردِ زہ ہوتی ہے تو اس وقت فرشتہ اعلان کرتا ہے کہ اے عورت! خوش ہو جا اللہ تعالیٰ نے اس درد کی وجہ سے تیرے پچھلی زندگی کے سب گناہوں کو معاف فرما دیا
ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ جس عورت کا بچہ ہو اور وہ اس کی چھاتی سے دودھ پیے تو ہر گھونٹ چوسنے کے بدلے اس ماں کے نامۂ اعمال میں نیکی لکھی جاتی ہے۔

ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ جو عورت بچے کی خاطر رات کو جاگے تو اللہ رب العزت اس کو اللہ کی راہ میں ستر غلام آزاد کرنے کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھ دیتے ہیں۔

ایک حدیث پاک میں یہ بھی ہے کہ حاملہ عورت ایسی ہے جیسے اسلام کی راہ میں سرحد کی حفاظت کرنے والا مجاہد یعنی جو اجر سرحد کی حفاظت کرنے والے مجاہد کو ملتا ہے وہ اجر گھر کی چار دیواری میں، گھر کی سہولتوں رہ کر اس عورت کو ملتا ہے جو اپنے خاوند کی وجہ سے حاملہ ہوتی ہے۔

اور ایک حدیث پاک میں ہے کہ جو عورت حاملہ ہو اور اس حالت میں اس کا انتقال ہو، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو شہدا کی قطار میں کھڑا فرمائیں گے۔

تو دیکھیں کہ اسلام میں حاملہ عورت کو کتنا اعزاز و اکرام بخشا گیا۔ زیادہ بچے پیدا کرنا جنتی عورت کی نشانی ہے۔

جنتی عورت کی تیسری نشانی: شوہر کو منانے والی

تیسرا لفظ ہے ''غضب'' اور غضبت۔ یعنی کسی بات پر اگر عورت کو غصہ آجائے کہ خاوند نے ہی کوئی الٹی بات کر دی یا اس کی کسی بات پر خاوند کو غصہ آجائے۔ یعنی کوئی ایسی صورت کہ جس میں میاں بیوی کو یا ان میں سے کسی ایک کو غصہ آئے یا دونوں کو غصہ آجائے، ایسی صورت حال گھروں میں ہوتی رہتی ہے۔ چھوٹی چھوٹی بات پر طبیعتیں بھڑک جاتی ہیں۔ حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ اگر کوئی

بھی صورت ہے خاوند ناراض ہے یا بیوی کو غصہ آ گیا۔ ان دونوں صورتوں میں وہ عورت اپنا ہاتھ اپنا خاوند کے ہاتھ میں دے کر کہے کہ میں اس وقت تک نہیں سوؤں گی جب تک کہ آپ راضی نہیں ہو جائیں گے۔ اب دیکھئے غلطی کسی کی بھی ہو سکتی ہے۔ دستور یہ ہوتا ہے کہ جب کسی بڑے چھوٹے میں کوئی بات ہو تو عام طور پر چھوٹے کو ہی مشورہ دیا جاتا ہے کہ بھئی تم ہی بڑے سے معافی مانگ لو، چلو بات ختم ہو جائے گی۔ شریعت نے یہاں بھی ایسا ہی کیا ہے کہ اگر بیوی ناراض ہوئی کسی وجہ سے جو جائز تھی یا خاوند ناراض ہو گیا کسی بھی وجہ سے تو شریعت نے کہا کہ اب اس ناراضگی کو دور کرنا تو ضروری ہے۔ لہٰذا اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ عورت ہی تواضع اختیار کرے۔ اللہ کی خاطر اپنی انانیت کو چھوڑے، اللہ کی خاطر اپنی ضد کو چھوڑے، اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنی ہٹ دھرمی کو چھوڑے، اپنی دلیلیں دینے سے رک جائے، اپنے آپ کو سچی ثابت کرنے سے رک جائے اور یوں کرے کہ بجائے باتوں کا بتنگڑ بنانے کے اپنا ہاتھ اپنے خاوند کے ہاتھ میں دے کر کہے کہ میں اس وقت تک نہیں سوؤں گی جب تک کہ آپ راضی نہیں ہوں گے۔

اب شریعت کا حکم دیکھئے کہ شریعت نے اشارہ یہ کر دیا کہ اپنا ہاتھ اپنے خاوند کے ہاتھ میں دے کر کہے۔ اب اس سے کیا مراد ہے؟ اس سے مراد یہ نہیں کہ فقط ہاتھ پکڑ کر کہے، ہاتھ خاوند کے ہاتھ میں دے کر کہے۔ مراد یہ کہ اپنے آپ کو خاوند پر پیش کرے۔ اب یہ پیش کرنا میاں بیوی کا معاملہ ہے۔ کبھی پاس بیٹھ کر، کبھی بات کو کے، کبھی ایک دوسرے کے ساتھ محبت و پیار والے عمل کر کے۔ تو یہ سارے عمل اس میں شامل ہوں گے۔ عورت اس وقت کوئی بھی محبت کا ایسا عمل کرے کہ خاوند کو منا لے۔ تو فرمایا کہ اپنا ہاتھ اپنے خاوند کے ہاتھ میں دے کر کہے۔ کتنی باحیا انداز سے بات کی گئی ہے۔ کتنا حسن ہے شریعت کا۔ نبی علیہ السلام کی کیا پیاری باتیں ہیں

سبحان اللہ۔ اشارہ بھی کر گئے، بات بھی سمجھا گئے مگر ایسی کھلی کھلی بات بھی نہیں کی کہ پڑھنے والے کو بری لگتی۔ تو ایسی پیاری بات کہی کہ اپنا ہاتھ اپنے خاوند کے ہاتھ میں دے کر کہے یعنی اپنے آپ کو خاوند کے حوالے کرے۔ محبت کا کوئی عمل خاوند کے ساتھ ایسا کرے کہ جس کی وجہ سے خاوند کا غصہ خوشی میں تبدیل ہو جائے اور اس سے کہہ دے کہ میں جب تک آپ کو مناؤں گی نہیں اس وقت تک میں ہرگز نہیں سوؤں گی۔ جب کوئی عورت غصے کی حالت میں خاوند کو ایسی پیار کی بات کہے گی تو پھر خاوند کا غصہ کیوں دور نہ ہوگا۔ یہ اتنا پیارا اصول نبی علیہ السلام نے بتا دیا کہ عورت اپنے خاوند کے غصے کو اسی وقت ختم کر سکتی ہے۔

خاوند کو ناراض کر کے سونے والی پر فرشتوں کی لعنت

اس سے اس بات کا پتہ چلا کہ میاں بیوی میں اگر کسی بات پر کوئی تلخ کلامی ہو جائے تو اس وقت تک نہیں سونا چاہیے جب تک کہ ایک دوسرے سے راضی نہ ہو جائیں۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ خاوند ناراض ہو کر سو گیا اور بیوی نے اس کو منانے کی کوشش نہ کی تو جب تک وہ کوشش نہیں کرے گی اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس پر لعنت کریں گے۔

آج کل ماڈرن قسم کی بیویاں ذرا سی بات پہ منہ بسور کر سو جاتی ہیں۔ وہ سمجھتی ہیں کہ اب خاوند خود ہی ہمیں منائے گا۔ شریعت کیا کہہ رہی ہے بیوی خاوند کو منائے۔ اور یہ کیا چاہتی ہیں خاوند ہمیں منائے اور پھر ہم جنت میں بھی جائیں۔ سبحان اللہ۔ بات تو شریعت کی چلتی ہے، ہماری بات تو نہیں چلتی۔ تو شریعت کہہ رہی ہے کہ جب خاوند ناراض ہو یا بیوی ناراض ہو تو بیوی کو پہل کرنی چاہیے۔ اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ کبھی اگر کسی جائز بات پر بیوی کو غصہ آ گیا تو اب خاوند اکڑ کر بیٹھ جائے۔ نہیں۔ خاوند کو بھی یہ کہا جائے گا کہ بھئی تم نے اول تو بات ہی ایسی کیوں

کی کہ اپنی بیوی کو غصہ دلا دیا جو ہر وقت تم سے محبت کرنے والی ہے، جو تمہاری اپنی ہے۔ ارے اپنوں کو غصہ دلاتے ہو؟ اور اگر غصہ دلا دیا ہے تو اب اس کو خوش کرنا بھی تمہاری ذمہ داری ہے۔ تو مرد کو بھی پوچھا جائے گا۔ مگر اس حدیث پاک میں نبی علیہ السلام نے عورت کو کہا لہٰذا عورتوں کو دل میں یہ بات تسلیم کر لینی چاہیے کہ ہمیں اول تو زندگی میں خاوند سے کبھی ایسا معاملہ آنے نہیں دینا کہ وہ ہم سے غصے ہو اور ہم اس سے غصے ہوں۔ اگر خدانخواستہ ایسی بات آ گئی تو خاوند کو منانے میں پہل ہمیں کرنی ہے تب ہم جنت میں جانے کی مستحق بنیں گی۔

حدیث پاک میں تو کہا گیا کہ یہ اپنا ہاتھ خاوند کے ہاتھ میں دیکر کہے، میں نہیں سوؤں گی جب تک کہ آپ مجھ سے راضی نہیں ہو جائیں گے۔ لیکن آج کل کی عورتوں کی حالت یہ ہوتی ہے کہ ذرا سا غصے میں آئیں، خاوند منانے کے لئے اگر ہاتھ بھی بڑھائے تو ہاتھ جھٹک دیتی ہیں، کہتی ہیں مت مجھے ہاتھ لگایئے۔ اب بتائیں جو خاوند کو یہ کہے گی کہ ہاتھ مت لگایئے پھر کیا یہ جنتی عورت کی نشانی ہے یا کسی اور عورت کی؟ تو اس بات کو سمجھنے کی کوشش کیجئے اور اپنی 'میں' کو ختم کر کے جس طرح حدیث پاک میں فرمایا گیا اس کے مطابق بننے کی کوشش کیجئے۔

عورت کیلئے جنت آسان

دیکھئے مرد کو جنت میں جانے کے لئے بڑے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں، بہت سارے کام کرنے پڑتے ہیں۔ مگر عورت کے لئے دو چار کام ہیں جو حدیث میں بتائے گئے۔ اللہ نے آسان سلسلہ بتا دیا۔ یہ دو چار کام کر لے یہ جنت میں چلی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے ویسے ہی کمزوروں کی زیادہ Favour (حمایت) کی ہے۔ شریعت نے ہمیشہ کمزوروں کا ساتھ دیا۔ اور واقعی ہر شریف آدمی اسی طرح کرتا ہے۔ پروردگار کی رحمت بھی اسی طرح ہے کہ ظالم کے معاملے میں مظلوم کی

مدد فرماتے ہیں۔ قوی کے مقابلے میں کمزور کی مدد فرماتے ہیں۔ تو عورت کی تو اللہ تعالیٰ نے ویسے ہی بہت Favou کی۔ مختلف معاملات میں اس کے لئے آسانیاں کر دیں۔ اتنی آسانیاں کیں کہ انسان حیران ہو جاتا ہے۔ اس کا جنت میں جانا بھی اللہ تعالیٰ نے آسان فرما دیا۔

اس میں سے ایک آسانی یہ ہے کہ یہ اپنے خاوند سے محبت کرنے والی ہوتی ہے اور اپنے بچوں کو محبت سے پالنے والی ہوتی ہے۔ اب کون سی عورت ہے کہ جس کو خاوند کی محبت اچھی نہ لگے۔ ہر نیک عورت کو اپنے خاوند کی محبت اچھی لگے گی۔ سڑ سڑ کے زندگی گزارنا بھی کوئی زندگی ہے۔ ایک دوسرے سے نفرتوں بھری زندگی گزارنا بھی کوئی زندگی ہے۔ تو ہر نیک بیوی اپنے خاوند کی محبت کو پسند کرے گی بلکہ خود اس سے محبت کرنا پسند کرے گی۔ تو جب اس سے محبت کرنا پسند کرے گی۔ تو ایک شرط تو پوری ہو گئی۔ اب دوسری شرط بچوں کی پرورش کرنا، یہ بھی عام طور پر دیکھا گیا کہ ہر نیک ماں اپنے بچوں سے فطرتاً محبت کرتی ہے۔ سوائے اس کے کہ جو نئی روشنی کی تعلیم میں آ کر بچوں کے پیدا ہونے سے ہی گھبرانے والی ہو۔ تیسری بات رہ گئی کہ خاوند کو منا لینا۔ یہ بھی کوئی اتنا مشکل کام نہیں۔ اس طرح آسانی کے ساتھ جنت میں جا سکے گی۔ اب بتاؤ کہ اس حدیث میں کوئی کہا گیا کہ وہ لمبے سجدے کرنے والی ہو، وہ راتوں کو جاگنے والی ہو، وہ قرآن کی بڑی تلاوت کرنے والی ہو، وہ فلاں کام کرنے والی ہو۔ نہیں کوئی نہیں، بس تین کام بتائے اور ان تین کاموں کے کرنے سے اس کے اندر جنتی عورت کی نشانیاں آ سکتی ہیں۔

شوہر کی فرمانبرداری سے صدیقین کا رتبہ

ایک دوسری حدیث پاک میں ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں۔

قال رسول اللہ ﷺ اذا صلت امرءۃ خمسہا . و حصنت فرجہا

اطاعت بعلهادخلت من ای ابواب الجنة شاءة (ترغیب:ج ۳)

[جب عورت پانچ نمازوں کو باقاعدگی سے ادا کرے۔اور وہ اپنی عزت کی حفاظت کرے اور اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرے تو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے گی قیامت کے دن جنت میں داخل ہو جائے گی]

اس حدیث میں تین باتیں ارشاد فرمائی گئیں کہ عورت پانچ نمازوں کی پابندی کرے، اپنی ناموس کی حفاظت کرے اور شوہر کی فرمانبرداری کرے تو وہ جنت کے کسی بھی دروازے سے جنت میں داخل ہو سکتی ہے۔حیران ہوتے ہیں۔ اللہ رب العزت کی رحمتوں کا یہ درجہ مردوں میں سے بہت کم لوگوں کو ملے گا، جو صدیقین ہوں گے وہ یہ رتبہ پائیں گے۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے ایک مرتبہ بتایا کہ جہنم کے سات دروازے ہیں اور جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔تو آٹھ دروازے مختلف لوگوں کے لئے ہیں۔کوئی توبہ کرنے والا، کوئی روزہ رکھنے والا، کوئی ذکر کرنے والا۔تو مختلف قسم کے لوگ مختلف دروازوں سے جائیں گے۔تو سیدنا صدیق اکبر ﷺ نے پوچھا، اے اللہ کے نبی ﷺ! میں کس دروازے میں سے داخل ہوں گا۔نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ تم ایسے درجے پر فائز ہو جب جاؤ گے تمہارے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھولے جائیں گے۔اب بتایئے کہ مردوں میں جس کی زندگی سیدنا صدیق اکبر ﷺ کے نقش قدم پر ہوگی۔ایسے صدیق کے لئے اللہ تعالیٰ آٹھوں دروازے کھولیں گے۔جب کہ عورت کے لئے اگر وہ پانچ نمازیں پڑھ لے اور پانچ نمازوں کے ساتھ اپنی ناموس کی حفاظت کرے اور خاوند کی اطاعت کرے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھولیں گے۔حیران ہوتے ہیں کہ پروردگار نے کتنی بڑی مہربانی فرمائی۔عورت کے لئے جنت میں

داخلہ کتنا آسان کر دیا۔

نمازوں میں سستی

اب دیکھیں تین باتیں بتائی گئیں۔ پانچ نمازیں، وہ تو پڑھنی ہیں۔ مگر دیکھا گیا کہ بعض عورتیں اس میں بھی سستی کرتی ہیں۔ ان کے دل میں یہ ہوتا ہے کہ پڑھنی ہے، ذرا یہ کام کرلوں۔ بھئی کام تو ہوتے ہی رہتے ہیں۔ پہلے رب کا کام کریں اور پھر دنیا کے کام تو ہونے ہی ہیں۔ مگر یہی بس میں اسے تڑکا لگالوں۔ ذرا میں چاول چولہے پر رکھ لوں اور اسی طرح کرتے کرتے کبھی تو مکروہ وقت ہو جائے گا اور کبھی نماز ہی قضا ہو جائے گی اور فجر کی نماز میں تو عورتیں بہت سستی کرتی ہیں اور اگر ان کو غسل کرنے کی ضرورت ہے تو پھر بہانے بنا کر کہ پانی ٹھنڈا ہے، گھر میں دوسرے لوگ ہیں، میں کیسے نہاؤں۔ فجر کی نماز کو آسانی سے قضا کر لیتی ہیں۔ نماز کسی حالت میں قضا نہیں کر سکتے۔ یاد رکھیے عورت کو پانچ نمازیں اپنے وقت پر ادا کرنی لازم ہیں۔ اس کی اہمیت کو عورت پہچانے اور وقت بے وقت نماز پڑھنے کی عادت کو چھوڑیں۔ اہتمام کے ساتھ نماز پڑھیں۔

عزت کی حفاظت

دوسری بات و حصنت فرجھا۔ اور اپنی ناموس کی حفاظت کرے۔ اس لئے کہ عورت کے لئے عزت کی حفاظت اتنی عظیم ہے جیسے مجاہد کے لئے اپنی سرحد کی حفاظت کرنی ہے۔ لہٰذا کوئی ڈھیلی بات نہ کرے۔ کوئی کسی کی رعایت نہ کرے۔ کسی غیر مرد سے میٹھی گفتگو کرنے کی ضرورت نہیں، لوچ والی گفتگو کرنے کی ضرورت نہیں۔ کسی غیر محرم سے تعریفیں سننے کی ضرورت نہیں، یہ فصلی بٹیرے تو ہر جگہ ہوتے ہیں۔ ہر عورت کو زندگی میں ایسے واقعات پیش آسکتے ہیں۔ کوئی فصلی بٹیرا

اس کو بھی دو بول تعریفوں کے بول سکتا ہے۔تو اس سے Trap (خوفزدہ) ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔بس آپ اپنی زندگی کا ایک مقصد بنا چکیں۔اب اللہ تعالیٰ نے ایک مرد کے ساتھ نکاح میں جوڑ دیا۔اب آپ کے پاس کوئی یوسف ثانی بھی بن کر آجائے تو آپ نے آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھنی، اپنی عزت کی حفاظت کرنی ہے۔

خاوند کی اطاعت

اور اپنے خاوند کی اطاعت کریں گی۔اب خاوند کی اطاعت کے لئے اپنے آپ کو دل سے تیار کرنا، یہ ذرا مشکل کام ہے۔مگر کیا اللہ کے لئے ہم یہ تواضع اختیار نہیں کر سکتے؟ یقیناً کر سکتے ہیں۔اسی میں ہمیں اپنے نفس کو پامال کرنا ہے۔دیکھیں مردوں کو تو سلوک طے کروایا جاتا ہے بھوکا پیاسا رکھ کے، مجاہدے کروا کے، اور پتہ نہیں کیا کیا اذکار کروا کے۔اللہ تعالیٰ نے عورت کا سلوک مرد کی یعنی خاوند کی اطاعت کرنے کے اندر طے کروادیا۔اسی لئے عورت کے دو پیر ہوتے ہیں۔ایک ہوتا ہے پیر بیعت، جس سے عورت بیعت کرتی ہے۔یہ سنت عمل ہے۔وہ پیر ہوتا ہے۔اس کی ہر بات چونکہ شریعت کے مطابق ہوتی ہے لہٰذا ماننی ضروری ہوتی ہے اور ایک پیر بیت ہوتا ہے۔عربی میں بیت گھر کو کہتے ہیں۔تو گھر کا پیر خاوند ہوتا ہے۔لہٰذا عورت یہ سمجھے کہ میرے دو پیر ہیں۔ایک ''پیر بیعت'' ہے۔وہ جو معمولات بتائیں گے میں وہ بھی کروں گی۔اور ایک میرا ''پیر بیت ہے'' یعنی میرا گھر کا پیر میرا خاوند ہے۔جو اس نے کہنا ہے بس میں نے اس کی بات ماننی ہے اور میں نے اس کے کام کرنے ہیں۔اس کو کہتے ہیں اطاعت بعلہا جو اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرے۔اور آج تو فرمانبرداری کروانے کے چکر میں ہوتی ہیں۔چنانچہ شادی کے بعد سب سے پہلی خواہش ہوتی ہے کہ حضرت صاحب کوئی ایسا عمل

بتادو کہ خاوند میری سننے لگ جائے۔ مطلب کیا ہوتا ہے میری مٹھی میں آجائے۔ اب خاوند کو مٹھی میں کرنے کے لئے ہر وقت سوچ بچار کر رہی ہوتی ہے۔

خاوند کو مٹھی میں کرنے کا طریقہ

ہاں خاوند کو مٹھی میں کرنے کا آسان طریقہ ہے اور وہ یہ طریقہ ہے کہ تم اپنے خاوند کی باندی بن جاؤ، خاوند تمہارا غلام بن جائے گا۔ تم اپنے خاوند کی باندی بن جاؤ گی خاوند محبت کی وجہ سے تمہارا غلام بن جائے گا۔ اس کے سوا کوئی دوسرا طریقہ نہیں خاوند کو مٹھی میں کرنے کا۔ یاد رکھنا آپ کی عقلمندی سے، آپ کے زور بیان سے اور آپ کی دولت سے خاوند ڈر تو سکتا ہے لیکن آپ سے محبت نہیں کر سکتا ۔ پھر سن لیجئے۔ آپ کی بولنے کی طاقت بہت ہے، دلیلیں بہت ہیں، آپ بڑی مضبوط بات کرتی ہیں، بڑی معاملہ فہم ہیں، ان ساری باتوں سے آپ کا خاوند آپ سے ڈر تو سکتا ہے، آپ سے محبت نہیں کر سکتا۔ محبت کرنے کے انداز کچھ اور ہیں۔ جب کوئی عورت خاوند کے سامنے اپنے نفس کو پامال کر دیتی ہے، اپنے آپ کو بچھا دیتی ہے تو یہ وہ عمل ہے کہ جو خاوند کے دل کو جیت لیا کرتا ہے۔ اس لئے شریعت نے یہ بات کہی۔ اطاعت بعلها۔ جو اپنے خاوند کی اتباع کرے۔ اس کی اطاعت کرے۔ یعنی شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے، اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرے۔ تو یہ تین باتیں اس عورت کو جنت کے جس دروازے سے چاہے، داخل کر دیں گی۔

خاوند کی رضا جنت کی ہوا

چنانچہ ایک حدیث میں ہے۔
بیہقی شریف کی روایت ہے۔ ام سلمہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

أيما امرءة ماتت وزوجها عنها راضٍ دخلت الجنة (ترغیب: ج ۳)

[جو عورت اس حال میں مرے گی کہ اس کا خاوند اس سے راضی ہوگا تو وہ عورت جنت میں داخل ہو جائے گی]

اب اس حدیث پاک میں تو ایک ہی بات بتادی گئی کہ اس حالت میں مرے کہ اس خاوند اس سے راضی ہو، یہ نہ ہو کہ ایسی حالت بنا وے کہ خاوند کہے کہ جان چھوٹ گئی۔ ہم نے دیکھا کہ جوانی میں تو بیویاں خاوندوں کی خدمت کر ہی لیتی ہیں اس لئے کہ اس میں خاوند کی ضرورت ان کو بھی محسوس ہوتی ہے۔ لیکن جب بڑھاپا آجاتا ہے تو اس وقت بچوں کا بہانہ بنا کے عورتیں اپنے خاوندوں سے لاپرواہی کرتی ہیں۔ تو جو جنتی ہوں گی وہ اپنے بوڑھے خاوند کی بھی خدمت کریں گی۔ خدمت سے مراد فقط ایک ہی کام نہیں ہوتا، خدمت سے مراد اس کا خیال رکھنا، اس کے کاموں میں اس کا معاون بن جانا، اس کے کاموں کا انتظام کر دینا، اس کی خوشی کا خیال رکھنا، اس کی بیماری میں اس کی تیمارداری کرنا۔ یہ سب محبت کے اعمال اس کی خدمت کہے جاتے ہیں۔

خاوند کی اطاعت کا عجیب واقعہ

ایک حدیث پاک میں آیا ہے۔ انس ابن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابیہ تھی۔ وہ اوپر کی سٹوری میں رہتی تھی اور اس کے والد نیچے کے کمرے میں رہتے تھے۔ اللہ کی شان کہ اس کا خاوند کہیں کام کے لئے گیا اور بیوی کو یہ کہہ گیا کہ میرے آنے تک تم نے گھر سے نہیں نکلنا۔ چلا گیا۔ اب پیچھے اس کے والد بیمار ہو گئے۔ تو صحابیات کوئی کام شریعت کے خلاف نہیں کرتی تھیں۔ اس صحابیہ نے اللہ کے نبی ﷺ کی خدمت میں پیغام بھیجا، اے اللہ کے نبی ﷺ!

میں اوپر کے مکان میں ہوں، میرے والد نیچے کے مکان میں ہیں، خاوند جاتے ہوئے یہ الفاظ کہہ گئے تھے کہ میرے آنے تک گھر سے باہر نہ جانا۔ اب میرے والد صاحب شدید بیمار ہیں تو اب میں کیا کروں؟ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ تم گھر میں ٹھہری رہو، جو خاوند نے کہا اس کو پورا کرو۔ چنانچہ کچھ عرصے کے بعد اس کے والد اور زیادہ بیمار ہو گئے۔ اس نے پھر پوچھوایا، نبی علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ تم گھر میں ٹھہری رہو۔ حتیٰ کہ اس کے والد صاحب کی وفات ہو گئی۔ اس نے پھر کہلوا بھیجا کہ جی کیا اب میں گھر سے باہر نکل سکتی ہوں؟ نبی علیہ السلام نے فرمایا چونکہ تیرا خاوند یہی الفاظ کہہ کر گیا تھا اور وہ یہاں ہے نہیں اس لئے تم اسی پر عمل کرو۔ اس نے دل پر پتھر رکھا اور والد کا چہرہ بھی نہ دیکھا اور خاوند کی بات کی اطاعت کی۔ جب اس کے والد کو دفن کر کے آئے تو نبی علیہ السلام نے اس عورت کی طرف پیغام بھیجا کہ تمہیں مبارک ہو، تمہارے اس صبر کی وجہ سے اور خاوند کی اطاعت کی وجہ سے اللہ نے تمہارے باپ کی مغفرت فرما دی۔ اب بتائیں عورت اگر خاوند کی اطاعت کرے تو اس وجہ سے اگر باپ کی مغفرت ہو سکتی ہے تو اس کے اپنے گناہوں کی مغفرت کیوں نہیں ہو سکتی۔ تو دیکھئے کہ نبی علیہ السلام نے شوہر کی اطاعت کو کتنا ضروری قرار دیا اور اس کا کس قدر اجر ہے۔

اللہ تعالیٰ کی محبوب بندی

کنز العمال کی حدیث ہے، مرفوع حدیث ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ہے۔ نبی اکرم نے ارشاد فرمایا

ان اللہ یحب المرءۃ الملقۃ البزعۃ مع زوجھا الحصان عن غیرہ

[اللہ رب العزت اس عورت کو پسند کرتے ہیں جو شوہر سے محبت رکھنے والی ہو اور شوہر سے خوش مزاج رہنے والی اور دوسرے مردوں سے اپنی عزت

کی حفاظت کرنے والی ہو]

ان اللہ یحب المرء ۃ اس عورت سے اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں۔ سبحان اللہ۔ قربان جائیں کیا پیاری بات بتا دی۔ اللہ کے محبوب نے فرمایا، اس عورت سے اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ عورت اللہ کی محبوبہ کہلا سکتی ہے۔ لہٰذا عورتیں ذرا توجہ سے سنیں کہ اس حدیث پاک پر عمل کر کے وہ اللہ تعالیٰ کی محبوبہ بن سکتی ہیں۔ ارے دنیا والوں کی محبوبہ بن کے کیا ملے گا جو خود مرنے والے ہیں، ڈھلنے والے ہیں۔ اس پروردگار کی محبوبہ بنو جو حی لا یموت ہے۔ جس کے پاس زمین اور آسمان کے خزانوں کی کنجیاں ہیں۔ فرمایا، اس عورت سے اللہ محبت فرماتے ہیں جو اپنے شوہر سے محبت رکھنے والی ہو۔ اور شوہر سے خوش مزاجی کرنے والی ہو۔ خوش مزاجی کا کیا مطلب؟ شوہر کا مسکرا کے استقبال کرنا، مسکراہٹیں بکھیرنا، اس کی بات بات پر مسکرانا اور پیار کی باتیں کرنا، اس کو کہتے ہیں کہ خوش مزاج عورت۔ یہ نہ ہو کہ ہر وقت سڑی رہے، ہر وقت اس کا موڈ بنا رہے۔ ہر وقت اس کے چہرے کے اوپر غصہ رہے اور زبان تلوار کی طرح بنی ہوئی ہو اور زبان سے ایسے سخت الفاظ بولے کہ جو زہر کی طرح کڑوے ہوں۔ نہیں، نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شوہر سے محبت رکھنے والی اور شوہر سے خوش مزاجی کرنے والی اور دوسرں مردوں سے اپنی عزت و عصمت کی حفاظت کرنے والی۔ اب ان تین باتوں کا اگر خیال کریں تو غیر سے اپنی نگاہیں ہٹائیں اور اپنے خاوند پہ نظریں جمائیں اور اچھی باتوں سے اس کا دل لبھائیں۔ ایسا کرنے والی اللہ تعالیٰ کی محبوبہ بن جائے گی۔

پھر توجہ سے سنئے۔ تین باتیں بتائی گئیں۔ شوہر سے محبت کرنے والی، غیر سے اپنی عزت لی حفاظت کرنے والی اور خاوند سے خوش مزاجی کرنے والی۔ کیا مطلب کہ غیر سے نظروں کو ہٹاؤ، اپنے میاں پہ نظریں جماؤ اور اپنے اچھے اخلاق

پیار محبت مزاجی کے ذریعے خاوند کے دل کو لبھاؤ۔ جب یہ تین کام کروگی تو ان کے کرنے پر اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی محبوبہ بنالیں گے کہ یہ میری پیاری بندی ہے۔ بھلا اس سے بڑا رتبہ اللہ کے ہاں کیا ہوسکتا ہے۔

اب دیکھئے مرد اگر چاہیں کہ ہم اللہ کے محبوب بنیں تو قرآن پاک نے نسخہ بتا دیا۔

ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

اگر تم اللہ کے محبوب بننا چاہتے ہو تو نبی علیہ السلام کی اتباع کرو۔ تو مردوں کو تو پوری زندگی کے ہر ہر عمل میں نبی علیہ السلام کی اتباع کرنے پر یہ رتبہ ملے گا اور عورت کو تین کام کرنے پر۔ غیر سے نظریں ہٹانے پر، خاوند پر نظریں جمانے پر اور پیار محبت سے اس کا دل لبھانے پر۔ اتنا کام کر لینے پر یہ اللہ تعالیٰ کی محبوبہ بن جائے گی۔

سیدھی جنت میں

ایک حدیث پاک میں آیا ہے۔ ابی امامہ فہری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حاملاۃ والداۃ رحیماۃ باولادھن لو لا یعصین ازواجھن دخلن الجنۃ. (شعب الایمان للبیہقی:ج۶،ص۴۰۹)

[حمل کی تکلیف برداشت کرنے والیاں، بچوں پر مہربان ہونے والیاں اگر اپنے خاوند کی نافرمانی نہ کریں تو سیدھا جنت میں داخل ہو جائیں گی]

سبحان اللہ۔ یہ بھی جنتی عورت کی نشانیاں بتائی گئیں۔

جنتی بیوی شوہر سے پہلے جنت میں داخل ہوگی

ایک اور مزے کی بات۔

ابی عمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرمایا

یا معشر النسوان ان خیار کن یدخلن الجنة قبل خیار رجال فالیغسلن فیدفعن الا ازواجهن الا براضین الحمر وسفر مع هن الولدان کانهن الؤلو المنصور

[اے عورتوں کی جماعت! بے شک جنتی عورتیں جنتی مردوں سے پہلے جنت میں داخل کی جائیں گی تا کہ ان کو غسل دیا جائے اور ان کو خوشبوئیں لگائی جائیں، پھر وہ اپنے شوہروں کے استقبال کے لئے آئیں گی ان سواریوں پر جو سرخ ہیں یا زرد ہیں، ان کے ساتھ ان کے بچے بھی ہوں گے جس طرح بکھرے ہوئے موتی ہوتے ہیں]

سبحان اللہ۔ اللہ نے یہ بھی کیا مزے کی بات اپنے محبوب کے ذریعے بتادی کہ میاں بیوی دونوں نیک ہیں۔ دونوں جنتی ہیں تو اللہ تعالیٰ عورت کو مرد سے پہلے جنت میں پہنچائیں گے۔ اس کو دلہن بنانے کے لئے، اس کو سجانے کے لئے اس کو مہندی لگے گی، اس کو پوشاکیں پہنائی جائیں گی، اس کو خوشبوئیں لگائی جائیں گی، زیور پہنائے جائیں گے اور اس کو جنت کے پانی کا غسل دیا جائے گا۔ جب سج دھج کے یہ تیار ہو جائے گی، بچے بھی اس کے ساتھ ہوں گے، اب یہ اپنے بچوں کو لے کر اور اللہ کی دی ہوئی ڈولی میں بیٹھ کر اپنے خاوند کا استقبال کرے گی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ خاوند کو جنت میں داخل کریں گے۔ سبحان اللہ۔ یہ کتنا عظیم منظر ہو گا۔ بچے ایسے خوبصورت بن جائیں گے جیسے بکھرے ہوئے موتی ہوتے ہیں اور عورت کو دلہن بنا کر پیش کر دیا جائے گا۔ سوچیے تو سہی یہ کتنی بڑی نعمت ہے جو اللہ

رب العزت نے عورتوں کو عطا فرمائی کہ اگر یہ نیک بنیں گی تو اپنے نیک خاوندوں سے بھی جنت میں پہلے داخل کر دی جائیں گی۔

بچوں کی خاطر نکاح ثانی نہ کرنے والی کا درجہ

ایک حدیث پاک میں آتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

انا اول من یفتح باب الجنۃ الا انه تاتی امرء ۃ تبادرنی. فاقول لها ما لکِ ومن انت. فتقول انا امرء ۃ قعدت علیٰ اِیتام لِّی

[نبی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھولوں گا ہاں ایک عورت ہوگی جو مجھ سے بھی پہلے جنت میں داخل ہونا چاہے گی۔ میں اس عورت کو کہوں گا، یہ کیا ہے اور تو کون ہے؟ وہ کہے گی، میں عورت ہوں میرا خاوند فوت ہو گیا تھا میں نے یتیموں کی خاطر نکاح ثانی نہیں کیا]

اللہ اکبر اللہ اکبر۔ اس حدیث پاک کو پڑھتے ہیں تو حیران ہوتے ہیں۔ نبی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں، میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھولوں گا مگر ایک عورت ہوگی جو مجھ سے پہلے جنت میں داخل ہونا چاہے گی۔ میں اس عورت کو کہوں گا۔ یہ کیا ہے اور تو کون ہے؟ وہ کہے گی، میں عورت ہوں، میرا خاوند فوت ہو گیا اور میں نے بچوں کو چھوٹا دیکھا، نکاح ثانی نہ کیا تا کہ ان کی پرورش اچھی کرلوں۔ لہٰذا میں نے بچوں کی پرورش کی، اب میں جنت میں جانا چاہتی ہوں۔ سبحان اللہ۔ معلوم ہوا کہ بچوں کی خاطر عورت نکاح ثانی نہ کرے تو یہ اتنا بڑا عمل ہے کہ وہ عورت نبی علیہ السلام کے ساتھ جنت میں داخل کر دی جائے گی۔ ہاں اگر بڑے ہو جائیں اور عورت ابھی جوانی کی عمر رکھتی ہے تو شریعت کا حکم ہے کہ پھر وہ نکاح

کر لے۔ کیونکہ جوان عورت کا بیوہ رہنا فتنے سے خالی نہیں ہوتا۔

ایک اور حدیث پاک میں فرمایا گیا۔ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

انا وامرء ة سعفاء الخدین ۔ امرء ة امت من زوجها فصبرت علیٰ ولدها کهاتین فی الجنة ۔(الادب المفرد: ص۳۱)

فرماتے ہیں کہ میں اور ایک عورت جس کے گال پچکے ہوں گے جس کا خاوند فوت ہو گیا اور اس نے اپنے بچوں کی پرورش کی وہ جنت میں میرے ساتھ ایسی ہو گی جس طرح کہ دو انگلیاں ساتھ ہوتی ہیں۔

ایسی عورت کو جنت میں نبی علیہ السلام کے قرب کا محل ملے گا وہ جنت میں نبی علیہ السلام کی ہمسائی بنے گی۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ اس کا گھر نبی علیہ السلام کے گھر کی بغل میں ہو گا۔

دنیا کی عورتیں افضل ہیں یا جنت کی حوریں

ایک حدیث مبارک میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی علیہ السلام سے پوچھا، اے اللہ کے محبوب!

النساء الدنیا افضل ام الحور العین

کیا دنیا کی عورتیں افضل ہیں یا جنت میں حوروں کی سردار جس کو حورعین کہتے ہیں وہ افضل ہے؟

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

نساء الدنیا افضل من الحور العین کفضلِ الظِّهارةِ علی البطانه

[دنیا کی عورتیں جنت میں حورعین سے بھی افضل ہوں گی۔ جس طرح کہ ایک خوبصورت کپڑا باریک ہوتا ہے اور اس کے نیچے موٹے کپڑے کا استر

بنادیا جاتا ہے]

تو اگر حورعین اس استر کی مانند ہوگی تو پھر جو جنت کی عورت ہوگی یہ اس کے اوپر والے خوبصورت کپڑے کی مانند ہوگی۔ ان دونوں کے حسن وجمال میں اتنا فرق ہوگا۔

ایک ایک حورعین کی ستر ہزار حوریں خادمہ ہوں گی اور یہ حورعین جنتی عورت کی خادمہ بنے گی۔ سبحان اللہ۔ اللہ تعالیٰ عورت کو جنت میں ایسا حسن عطا فرمائیں گے کہ حورعین کا حسن جو قرآن میں کہا۔

وحور عين كامثال لوء لوء المكنون .

حورعین موتی اور ہیرے کی مانند ہوگی۔

سبحان اللہ۔ وہ حورعین بھی ایسی ہوں گی جیسے عورتیں کپڑے بناتی ہیں اور بعض اوقات کپڑا باریک ہوتا ہے تو یہ ان کے نیچے استر بنالیتی ہیں۔ وہ استر موٹے کپڑے کا ہوتا ہے، بے قیمت کپڑے کا ہوتا ہے اور اس پر قیمتی کپڑا ہوتا ہے۔ جیسے اس استر میں اور قیمتی کپڑے میں حسن وجمال کا فرق ہوتا ہے۔ ایسا ہی فرق حورعین اور جنتی عورت کے حسن وجمال میں ہوگا۔ علماء نے لکھا ہے اس کی وجہ یہ ہوگی کہ جنتی عورت کو اس کے پسند کا حسن ملے گا۔ جیسے وہ چاہے گی یعنی آج تو دلہن کو سجانے کے لئے عورت بلائی جاتی ہے کہ وہ عورت دلہن کو خوب تیار کرتی ہے۔ مگر نقش نین کئی دفعہ ایسے ہوتے ہیں جیسے تیار کرنا چاہییں کر نہیں پاتے مگر جنت میں تو نقش نین ہی بدلیں گے۔ وہاں نہ پھر پارے کی ضرورت پڑے گی، نہ کسی اور چیز کی ضرورت پڑے گی۔ جنت کی عورت چاہے گی کہ میری آنکھیں ایسی ہوں ایسی بن جائیں گی ۔ میرے ابرو ایسے ہوں ایسے بن جائیں گے۔ کوئی پلکنگ کی ضرورت نہیں، کوئی فلاں کی ضرورت نہیں۔ چاہے گی میرا چہرہ ایسا ہو، میرے چہرے کی رنگت ایسی ہو،

یرے ہونٹ ایسے ہوں، میرے دانت ایسے ہوں، میری پرسنالٹی ایسی ہو۔ جیسی
پاہے گی اللہ تعالیٰ اس کو من پسند کا حسن عطا فرمادیں گے۔

یک کڑوی حقیقت

مگر اتنی باتیں سننے کے بعد ایک دو باتیں بڑے غم کی بھی ہیں ۔ وہ سنتی
یئے۔ حقیقت کڑوی بھی ہو مگر بیان کر دینی ضروری ہوتی ہے۔

عمران ابن حسین ؓ، صحابی فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان اقل طاقن الجنة النساء

[جنت میں عورتیں بہت تھوڑی ہوں گی]

اور دوسری حدیث میں حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی
یہ السلام نے ارشاد فرمایا:

من تسع ستین امرءة واحدة فی الجنة وبقیتھن فی النار

[دنیا کی ننانوے عورتوں میں سے ایک عورت جنت میں جائے گی اور باقی
جہنم میں جائیں گی۔]

اس سے کیا معلوم ہوتا ہے کہ اکثر عورتیں باوجود اچھی بھلی ہونے کے خاوند کی
اعت نہیں کریں گی۔ خاوند سے محبت نہیں کریں گی۔ گھر کسی کا آباد کریں گی۔ دل
یں کسی کو آباد کریں گی اور ان بددیانتیوں کی وجہ سے وہ جہنم میں ڈالی جائیں گی۔
ب عورتوں کیلئے جنت میں جانا آسان تو کر دیا گیا ہے پھر بھی عورتیں وہاں نہیں پہنچ
یں گی۔ آخر کیوں؟ اس لئے کہ اپنی ''میں'' کو مارنا بڑا مشکل کام ہے۔

یئے عہد کریں

آج اس محفل میں عورتیں دل میں یہ عہد کریں کہ ہم نے اپنے نفس کو اللہ کے

لئے مارا، اپنی ''میں'' کو مارا۔ آج کے بعد ہم اپنے خاوندوں کی اطاعت کریں گی۔ ہم ان سے محبت کے طریقے ڈھونڈیں گی۔ خاوند محبت کرے تو ہماری خوش نصیبی، اگر کمی بھی کرے گا تو ہم اپنی خدمت سے، وفا سے، نیکی سے اپنے خاوند کے دل جیتنے کی کوشش کریں گی۔ ہم ودود بن کر رہیں گی۔ خاوند سے محبت کرنے والی، اس کے ساتھ خوش مزاج رہنے والی، غیر سے نظریں ہٹانے والی بن کر رہیں گی تا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں جنت آسانی سے عطا فرمادے۔ رب کریم یہ تمام نعمتیں آسان فرمادے۔

آج کی اس محفل کی آخری حدیث سن لیجئے۔ عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے جہنم میں عورتوں کو کثرت کے ساتھ دیکھا۔ کہا گیا کہ

قالوا لم یا رسول الله!

صحابہ نے پوچھا، اے اللہ کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ نے زیادہ عورتوں کو جہنم میں کس گناہ کی وجہ سے دیکھا؟

اُریتُ النار فاذا اکثر اھلھا النساء یکفر

فرمایا، میں نے ان کو آگ میں ان کی ناشکری ر

قیل ایکفرن بالله

کہا گیا، کیا اللہ کا انکار کرتی ہیں؟

قال یکفرن العشیر۔

فرمایا، نہیں اپنے خاوند کی ناشکر گزار ہوتی ہیں۔

ویکفرن الاحسان

اور احسان فراموش ہوتی ہیں۔

لو احسنت الیٰ احداھن الدھر۔ثم راتض منک شیئا

اگر تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے ساتھ ایک زمانے تک اچھا سلوک کرے۔۔پھر اس سے کوئی چیز ہلکی صادر ہو جائے۔

قالت۔مارایت منک خیر قط

آگے سے جواب دیتی ہے۔ میں نے تو تم سے کبھی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔

ان جلے کٹے جملوں کی وجہ سے یہ عورتیں جہنم میں زیادہ ڈالی جائیں گی۔

یہ بخاری شریف کی روایت ہے۔ سچے رسول کی سچی کتاب کے الفاظ کی روایت ہے جس کے بارے میں علماء نے لکھا کہ قرآن مجید کے بعد سب سے سچی کتاب اصح الکتاب بعد کتاب اللہ یہ بخاری شریف ہے۔لہٰذا اس کتاب کی یہ روایت ہے کہ عورتیں جہنم میں خاوند کی ناشکری کی وجہ سے جائیں گی۔آج کی اس محفل میں ایک سبق پڑھایا گیا۔اللہ کرے کہ عورتیں دل کے کانوں سے سنیں اور آج یہ عہد کرلیں کہ ہمارا سلوک یہی ہے، ہماری ولایت یہی ہے، ہمارا قرب خدا یہی ہے کہ ہم اپنے دل میں اپنے خاوند کی محبت کو جمائیں، ان کے دل جیتنے کے لئے ان کے ساتھ خوشی کی زندگی گزاریں۔اپنے آپ کو ان کی خدمت میں لگائے رکھیں۔اس حال میں مریں کہ خاوند ہم سے خوش ہو اور جنت کے آٹھوں دروازے ہمارے لئے کھول دیئے جائیں گے۔اللہ رب العزت قیامت کے دن بھی یہ سرخروئی نصیب فرمائے۔

وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین .

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ کی علمی ادبی اور اصلاحی تصانیف

عشق الٰہی

عشق الٰہی کا جذبہ انسان کو ایک نئی پرواز فکر دیتا ہے، ذوق تماشا پھر اسے ایک ایسی لذت سے آشنا کرتا ہے کہ دنیا کی لذتیں اس کی نظر میں ہیچ ہو جاتی ہیں۔ عشق حقیقی کی رعنائیوں سے کیا کیا شگوفے پھوٹتے ہیں، کتاب میں پڑھئے۔

عشق رسول ﷺ

عشق رسول ﷺ عشق الٰہی کا ایک زینہ ہے اور تکمیل ایمان کیلئے شرط ہے۔ اسباب عشق رسول ﷺ کیا ہیں؟ اس کی حقیقت اور اس کے تقاضے کیا ہیں؟ عشاق رسول ﷺ کے احوال کیفیات کیا ہوتی ہیں؟ یہ سب جاننے کیلئے کتاب کا مطالعہ فرمائیں۔

حیات حبیب

مرشد عالم، محبوب العارفین حضرت مولانا پیر غلام حبیب نقشبندی قدس سرہ کی زندہ جاوید سوانح حیات۔ اس آفتاب ہدایت کی ضیاء پاشی نے چاردانگ عالم کو روشن کر رکھا تھا۔ اس قدسی روح کے حالات زندگی کا مطالعہ آج بھی ہمارے دلوں کو جلا بخشنے کیلئے کافی ہے۔

تصوف و سلوک

دین کے اہم شعبے تزکیہ و احسان پر لکھی گئی لاجواب کتاب جس میں تصوف کی تعریف، اصطلاحات اور اعمال تصوف پر محققانہ انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ تصوف پر افراط و تفریط کا شکار ہونے والے طبقات کی بیخ کنی کرتے ہوئے بیان کیا گیا ہے کہ تصوف اور شریعت میں کوئی تعارض نہیں ہے۔

با ادب بانصیب

شرف انسانیت یہ ہے کہ انسان ادب کے زیور سے آراستہ ہو۔ جس انسان میں ادب کا جوہر نہ ہو وہ انسان نما حیوان ہے۔ اس کتاب میں آداب زندگی کو نہایت ہی سلیس انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ کتب کا مطالعہ کریں اور زندگی کے گلشن کو ادب کے پھولوں سے آراستہ کریں۔

مکتوبات فقیر

یہ حضرت دامت برکاتہم کے علوم و معارف پر مبنی مکتوبات کا ایک بیش بہا مجموعہ ہے۔ اس میں تلقین غزالی اور روح بلالی کے نمونے بھی ہیں اور فصاحت و بلاغت کے ادبی فن پارے بھی حضرت کی ارشاد کردہ نصائح زندگی کے مختلف پہلوؤں میں ہماری رہنمائی کرتی ہیں۔

خطبات فقیر

عالم اسلام کے روحانی پیشوا حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ کے علم و حکمت بھرے بیانات کو کتابی شکل میں شائع کیا جا رہا ہے۔ اس کی آٹھ جلدیں منظر عام پر ہیں۔ ان کا مطالعہ آپ کو زندگی کے مختلف پہلوؤں سے فکری اور روحانی بالیدگی عطا کرے گا۔

اللہ تعالیٰ کے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کا بیان

محبوب خدا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری پیاری سنتیں

المعروف بہ

شمائل کبریٰ

نظر ثانی شدہ

جدید ایڈیشن

اور چوبیس گھنٹے کی زندگی کے متعلق آپ ﷺ کے مبارک اور نورانی طریقوں اور اعمال پر مشتمل ایک نایاب کتاب جسے پڑھ کر دلوں میں سنتوں کے اپنانے کا شوق پیدا ہوگا۔

(مؤلف)

مولانا مفتی محمد ارشاد صاحب قاسمی مدظلہ العالی

استاذ حدیث مدرسہ ریاض العلوم گورینی جون پور (یوپی)

قیمت ۷ جلد 1200/-

سیر الصحابہ رضؓ کامل

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین اور نامور ائمۂ کرام (رحمہم اللہ) کے مستند حالات زندگی پر اُردو میں حوالہ جات سے مزین۔ سب سے اہم جامع اور مفصل سلسلۂ کتب جو پندرہ حصوں میں تحریر کیا گیا تھا۔

اب مجلد نو جلدوں میں دستیاب ہے

قیمت ڈائی جلد۔ 2000/-

کتب خانہ نعیمیہ، دیوبند ۲۴۷۵۵۴